حضرات اہل سنت ملاحظہ نہ کریں

الحمد للہ رب العالمین

یہ دوسری کتاب مستطاب منجانب انجمن یادگار علماء المسمی بہ

عجائب لا نفعہا

مع ترجمہ

حسب الحکم حضرت مستطاب قبلہ و کعبہ محقق مجدد معین العلما علامہ ہندی آقا السید احمد صاحب دام تائیدہ

ناظم (سکریٹری) انجمن یادگار علما خلف الصدق حضرت شمس العلما آقا السید محمد ابراہیم صاحب

طاب ثراہ و جعل الجنۃ مثواہ

نصو عالم پرنٹنگ پریس ہی میں باہتمام رشید محمد ... طبع شد

هذا الكتاب عجالة
النافعة للامام الهمام غياث
الاسلام حجة الله فى الانام
سلطان العلماء رضوان مآب
السيد محمد نور الله مضجعه
و عطر الله ضريحه

بسم الله الرحمن الرحيم

الحمد لله الواحد الاحد المنزه عن الفحشاء والصلوة والسلام على سيد الانبياء محمد
واله الائمة النجباء لاسيما ابن عمه وصهره وصنوه اسد الله الغالب امير المؤمنين
على بن ابى طالب عليه واله الكرام الاف التحية والسلام **اما بعد** فقد خطر بالبال
ان احرر نبذا مما يتعلق باصول الدين بعبارة موجزة و ادع فيها من الدلائل ما يسهل
اخذها وحفظها على المتعلمين ولا اتصدى للبحث عن التدقيقات الدقيقة والبراهين
الانيقة التى وشحت بها الكتب المتطاولة والزبر المتداولة وسميت تلك الرسالة الرائقة

حمد وثنا زیبا ہی اُس خدا کی جو واحد ویکتا ہی اور تمام برائیون سے پاک ہی۔ رحمت وسلام ہو سردار انبیاء
محمد (مصطفی) پر اور اُنکی آل پر جو امام گرامی ہین علی الخصوص (ہمارے نبی کے) چچازاد بھائی اور داماد
اور شاخ شجرۂ نبوت کی شیر خدا غالب سب پر امیر المومنین علی بیٹے ابو طالب کے ہزار تحیہ وسلام ہو
اُن جناب پر اور اُنکی مکرم آل پر۔ بعد حمد وصلوۃ (واضح ہو کہ) مجھ کو خیال ہوا کہ کچھ لکھون اصول دین کے متعلق
چھوٹی عبارتین اور ایسی سہل دلیلین لکھ ڈالون جسکو یاد کرنے اور پڑھنے مین طالبعلمون کو سہولت ہو
اور دقیق مباحث اور مشکل دلائل کے لکھنے کی دردسری نہ کرون جو بڑی کتابون مین موجود ہین اور مشہور
رسالون مین مندرج ہین۔ نام اس رسالہ کا

بالعجالة النافعة الفتها لولدی وثمرة فؤادی محمد الباقر متعه الله بالعيش المرغيد
والعمر السعيد ووفقه لتحصيل العلم والكمال بمحمد واله خير ال وها انا اشرع فی المقصود
وعلى الله التكلان وهو خير من استعين فاعلم ان المبحث الاول فی اثبات صانع
العالم فنقول ان العاقل اذا تامل فی عجائب المصنوعات فی العالم وغرائب ما اودع
فيها من الحكم والمصالح علم ان لها صانعا عليما وانها لم توجد من دون صانع خالق
لها وقد اشير الى هذا الطريق فی الكتاب العزيز حيث قال سبحانه ان فی خلق السموات
والارض واختلاف الليل والنهار والفلك التی تجری فی البحر بما ينفع الناس وما
انزل الله من السماء من ماء فاحيا به الارض بعد موتها وبث فيها من كل دابة

عجالۂ نافعہ رکھا ہی۔ یہ رسالہ مین نے اپنے فرزند میوۂ دل محمد باقر کے لیئے لکھا ہی ہمیشہ عیش و راحت مین
اُسکو خدا رکھے اور نیکی مین اُسکی عمر بسر ہو اور توفیق دے اُسکو خدا تحصیل علم و کمال کی بحق محمدؐ و آل محمد
جو بہترین اولاد (انبیاء) سے ہین۔ اب مین خدا پر تکیہ کر کے مقصود کو شروع کرتا ہون اور وہی خوب
مدد کرتا ہی اُسکی جو اُسکی مدد کا خواہان رہتا ہی۔ پہلی بحث اثبات صانع عالم مین ہی ہر عاقل
جب مصنوعات عالم کے عجائب وغرائب پر نظر کریگا تو ہر شی مین صدہا حکمتین اور مصلحتین اُسکو نظر آوینگی
جس سے اُس دیکھنے والے کو یقین ہو جاویگا کہ اس عالم کا کوئی صانع علیم ہی کیونکہ بدون بنانے والے
اور خالق کے ایسی پر حکمت چیزین نہین بن سکتین۔ اسی دلیل کو خداوند عالم قرآن مجید مین فرماتا ہے
"آسمانون اور زمین کی خلقت مین ، اور شب و روز کی نیرنگیون مین ، اور کشتیون کے دریا
مین چلنے سے ، جو لوگون کو نفع پہونچتے ہین ، اور جس قدر آسمان سے پانی برستا ہے ،
اور اُس سے مردہ زمین مین زندگی کی روح پھونکتی ہے ، اور تمام چوپائے پھیل جاتے
ہین ،

وتصریف الریاح والسحاب المسخر بین السماء والارض لآیات لقوم یعقلون - وقد سئل اعرابی عن الدلیل علی وجود الصانع فقال البعرة تدل علی البعیر واثر الاقدام علی المسیر افسماء ذات ابراج وارض ذات فجاج ما یدلان علی اللطیف الخبیر و استدلال المتکلمین علیه بانه لا ریب فی ان ههنا موجودا فان کان واجب الوجود فهو المطلوب ونعنی بواجب الوجود کما یقتضی لذاته الوجود وان لم یکن واجبا احتاج الی موجد یوجده بالبداهة فان کان واجبا ثبت المطلوب والا افتقر الی موجد آخر فان کان هو الاول دار وهو باطل بداهة والا تسلسل وقد ثبت بطلانه بالوجوه الکثیرة

اور ہواؤن کا چلنا، ابرون کا آسمان وزمین کے مابین اُمنڈ آنا، یہ سب سمجھنے والون کے لیئے (خدائی) نشانیان ہین۔" (اور اسی طریقۂ استدلال کو معصوم نے اس طرح سے ادا کیا ہی کہ) ایک جنگلی عرب نے صانع عالم کے وجود پر دلیل مانگی - فرمایا کہ مینگنیون کو دیکھکر اونٹ کا وجود سمجھا جاتا ہی اور پیر کے نشانون سے چلنے والے کی شناخت ہوتی ہی بس کیا برجون والا آسمان اور رستگا فدار زمین اپنے صانع لطیف وخبیر کی دلیل واضح نہین ہی۔ اور متکلمین خدا کے وجود پر اسطرح سے استدلال کرتے ہین کہ ہم ایک وجود کے ضرور قائل ہین جس سے یہ سلسلۂ موجودات ہوا ہی اگر وہ وجود واجب الوجود ہی تو مطلب ہمارا اُسی سے ہی۔ ہماری مراد واجب الوجود سے یہ ہی کہ ذات اُسکی وجود ہی کی مقتضی ہو (اور عدم اُسکے لیئے ممتنع ہو) ایسا وجود اگر واجب نہین تو خواہ مخواہ محتاج ہوگا اُس وجود کا جو اُسکو موجود کرے اب یہ وجود اگر واجب ہی تب بھی مطلب ثابت ہی ورنہ پھر یہ بھی ایک دوسرے وجود مین لانے والے کا محتاج ہوگا اور یہ وجود اگر وہی ہی جسکو اُسی آخر نے پیدا کیا تھا تو دور ہوگا جو بالبداہتہ باطل ہی (مثال سمجھو الف علۃ با کی با علۃ جا کی فرض کروا ب تو الف کی علۃ کون ہی اگر با یا جا کہو تو اپنا وجود اپنے ہی وجود پر موقوف ہوا جاتا ہی اور یہ کیونکر ہو سکتا ہی کہ جا کا وجود الف کے وجود پر معلول ہونیکی حیثیت سے موقوف تھا اور الف کا وجود خود جا کے وجود پر موقوف ہو جاوے) اگر دور نہوگا تو تسلسل ہوگا جسکے بطلان پر صدہا دلیلین ہین

ولا سبیل منها ان تلک السلسلة الجامعة لجمیع الممکنات ممکنة فلابد من موجد
خارج عنها فیکون واجب الوجود وهو المطلوب **المبحث الثانی فی الصفات**
الثبوتیة وهی ثمانیة **الاولی** انه قادر مختار وهو الذی ان شاء فعل وان لم
یشاء لم یفعل والحکماء علی انه تعالی فاعل بالایجاب والمراد به ما لا یکون قادرا
علی ترک الفعل واثره لا ینفک عنه کالنار فی الاحراق والشمس فی الاشراق۔ لنا انه
قد ثبت بالبراهین الکثیرة ان العالم محدث ومن جملتها ان الجسم لا ینفک عن
الحوادث کالحرکة والسکون وکل ما لا ینفک عن الحوادث فهو حادث فالجسم حادث
فالموثر فیه یکون قادرا لانه لو کان موجبا لزم قدم العالم او حدوث الصانع وهما

سهل سب سے یہ ہی کہ اگر ایک دوسرے کی علة ہوتا چلا ہی جاوے تو ہم تمام ممکنات عالم کا ایک ذہنی مجموعہ
بناکر پوچھتے ہین کہ اس مجموعہ کا وجود مین لانے والا کون ہی اگر اُس مین سے کوئی ہی تو ہو نہین سکتا
اُسکی بھی کوئی علة ہوگی اب اگر خارج مجموعہ کوئی علة قرار پاوے تو خواہ مخواہ وہ واجب الوجود ہوگا ممکن
ہو نہین سکتا کیونکہ خارج مجموعہ کوئی ممکن فرض ہی نہین ہی مطلوب ثابت ہوگیا **دوسری بحث صفات**
ثبوتیہ مین ہی صفات ثبوتیہ آٹھ ہین۔ پہلی صفت خدا کا قادر مختار ہونا جسکا مطلب یہ ہی کہ ہر کام جب
چاہے کرے جب چاہے نہ کرے۔ حکماء خیال کرتے ہین کہ خدا فاعل بالایجاب ہی جسکے معنی یہ ہین کہ وہ ترک
فعل پر قادر نہین ہر اثر اُسکا ذات سے اُسکی جدا نہین ہوسکتا جیسے آگ سے جلانے کا اثر اور سورج سے روشنی کا
اثر کسی وقت نہین جدا ہوتا (یہ قول باطل ہی) ہماری دلیل یہ ہی کہ بہت سی دلیلون سے ثابت ہی کہ عالم حادث ہی اور
منجملہ ان ادلہ کے ایک یہ ہی کہ کوئی جسم حوادث سے خالی نہین ہی جیسے حرکت وسکون (کہ یہ حوادث ہین جو ہر جسم کو ضرور
عارض ہین) پس جس جس چیز سے حوادث جدا نہ ہونگے وہ بھی حادث ہوگی لہذا جسم بھی حادث ہوا اور حادث مین
اثر کنندہ خواہ مخواہ قادر ہی ہوگا اگر موجب ہوا تو عالم بھی قدیم ہوجائیگا یا صانع کو حادث کہنا پڑیگا دونون امر

باطلان فثبت المطلوب - ثم ان قدرته تعم المقدورات لان العلة الموجبة هی الامکان ونسبة ذاته سبحانه الی الجمیع بالسویة **الثانیة** انه تعالی عالم لانه صدر عنه الافاعیل المحکمة المتقنة کما لا یخفی علی من شاهد غرائب صنعه وبدایع خلقه المودعة فی الارضین والسموات وکل من فعل ذلک فهو عالم لان العقل یحیل صدور تلک الافعال المشتملة علی المصالح والحکم مرة بعد اخری بغیر علم بها و الضرورة قاضیة بذلک وعلمه یتعلق بجمیع المعلومات لتساوی نسبتها الیه **الثالثة** انه حی والمراد به من یصح علیه الاتصاف بالعلم والقدرة وقد اثبتنا انه تعالی عالم قادر

نہین ہو سکتے (اس لیے کہ عالم محل حوادث ہی اور محل حوادث حادث ہوتا ہی پس عالم قدیم نہ ہو سکا صانع بھی حادث نہین ہو سکتا اس لیے کہ ہر حادث ممکن ہی اور صانع کو واجب مانا ہی) لہذا صانع قادر مختار ہوا- پھر یہ بھی جاننے کی بات ہی کہ خدا کی قدرت عام ہی تمام مقدورات پر برابر قدرت کا اثر ہوتا ہی اسلیے کہ سب ممکن ہین اور امکان ہی ایک ایسی شی ہی جسکو ایک قادر کی برابر کی ضرورت ہی اسی طرح سے وجوب ذات تمام ممکنات کے مقابل مین برابر ہی- **دوسری صفت** خدا عالم ہی کیونکہ اُس سے وہی افعال ہوتے ہین جو مستحکم و مضبوط ہین دیکھو دنیا کے عجائب و غرائب اور زمین و آسمان کے صنائع و بدائع کیسے محکم و متقن ہین پس ضرور انکا بنانے والا عالم کہلاویگا کیونکہ عقل محال جانتی ہی اس بات کو کہ بدون جانے بوجھے مکرر ایسے ہی افعال صادر ہون ایک جاہل سے جو ہمیشہ مصالح و حکمت سے مملو ہون پس بداہت پکارتی ہی اس بات کو ایک علیم و حکیم ضرور ہی جس سے یہ کائنات ظہور مین آئی- اور چونکہ خدا کی ذات تمام مخلوق کے لیے ذات واجب ہی اور تمام مخلوق بحسب امکان ممکن ہی لہذا علم خدا عام ہوا-
تیسری صفت- خدا حی و زندہ ہی جسکا مطلب یہ ہی کہ ہم خدا کو علم و قدرت کے ساتھ موصوف کر سکتے ہین (کیونکہ میت عالم و قادر نہین کہا جا سکتا بجز زندہ کے) اور ہم یہ ثابت کر آئے کہ خدا عالم و قادر ہی

فيكون حيا بالضرورة **الرابعة** انه تعالى مريد وكاره ومعنى الارادة علمه سبحانه
بالمصلحة الداعية الى فعل خاص فى زمان خاص والكراهة عبارة عن علمه بالمفسدة
الصارفة عن الفعل على ما قاله المتكلمون - والدليل عليه ان تخصيص الافعال
بالايجاد فى وقت دون وقت يستدعى مخصصا وهى الارادة وانه تعالى امر ونهى
كما قال اقيموا الصلوة واتوا الزكوة وقال عز من قائل ولا تقربوا الزنا ونحوها وهما
يستلزمانها ضرورة وقد ورد فى الاخبار ان الارادة نفس الايجاد **الخامسة**
انه تعالى سميع بصير اى يعلم المسموعات والمبصرات من غير الة السمع والبصر
والدليل عليه اجماع اهل الاسلام - وانه قد ورد فى القران اثباتهما بقوله وهو

پس ضروری بھی ہوگا **چوتھی صفت** - خدا مرید و کارہ ہی مرید اس معنی سے کہ ہر کام خاص وقت پر
بمقتضاے مصلحت کرتا ہی اور کارہ اس معنی سے ہی کہ وہ جس فعل مین مفسدہ دیکھتا ہی اس مفسدہ کو سمجھ کر
ترک کر دیتا ہی یہی معنی متکلمین نے لکھے ہین اور دلیل دعوے کی یہ ہی کہ کسی کام کو ایک وقت خاص
مین کرنا اور دوسرا کام دوسرے وقت کرنا یہ تخصیص وقت کی کسی وجہ خاص کے بدون نہین ہو سکتی
اور وہ وجہ تخصیص کی جز ارادہ اور کچھ نہین لہذا خدا صاحب ارادہ ہوا دیکھو خدا امر و نہی فرماتا ہی نماز
پڑھو اور زکوۃ دو" اور فرماتا ہی "زنا کے پاس نہ پھٹکو" اور مثل اسکے بہت سے امر و نہی قرآن مین ہین
یہ امر و نہی ضرور بتاتی ہی کہ خدا صاحب ارادہ ہی اور بُری چیزون سے کراہت کرتا ہی ورنہ امر و نہی
کیون فرماتا - اور احادیث و اخبار مین خدا کے صاحب ارادہ ہونے کی نسبت صرف اتنا بتایا ہی
کہ ارادہ محض ایجاد کا نام ہی **پانچوین صفت** خدا سمیع و بصیر ہی ہر شی کو سنتا اور دیکھتا ہے
بدون کان و آنکھ کے اور اس پر اجماع اہل اسلام کا ہی اور قرآن مجید مین بھی ان دو صفتون کو
بیان فرماتا ہی کہ "خدا -

السمیع البصیر والعقل دل علی استحالة الآلات السادسة انہ سبحانہ متکلم
بالاجماع ومعناہ انہ تعالی یوجد الکلام فی جسم من الاجسام کما اوجد فی الشجرة
وسمعہ موسی علی نبینا وعلیہ السلام والکلام النفسی الذی اخترعہ الاشاعرة
ھذیان وما انزل اللہ علیہ من سلطان والدلیل علی انہ تعالی متکلم بالمعنی الذی
ذکرناہ النقل المتواتر وقد عرفت قدرة اللہ تعالی علی کل مقدور السابعة انہ صادق
بقبح الکذب بالضرورة واللہ منزہ عنہ لان الفاعل للقبیح اما جاھل بالقبح او یحتاج
الیہ وکل منہما نقص وھو مستحیل علیہ عز اسمہ ومن فضائح الاشاعرة انہ یلزم علیہم
تجویز الکذب علیہ سبحانہ فی الکلام اللفظی لتجویزھم فعل القبائح والفحشاء علیہ تعالی اللہ

سمیع وبصیر ہو'' اور عقل ہماری کہتی ہی کہ خدا کے لیے آلات (کی طرف احتیاج) محال ہی (کیونکہ احتیاج
ممکن کی شان سے ہی اور خدا واجب الوجود ہی) **چھٹی صفة** خدا متکلم ہی اور اسپر بھی اجماع مسلمانون کا ہی
متکلم ہونے سے مطلب یہ ہی کہ خدا اپنے کلام کو کسی جسم مین خلق کر دیتا ہی جیسا کہ درخت مین خدا نے قوت
نطق پیدا کر دی (اور انی انا اللہ کی آواز درخت سے) حضرت موسیٰ نے سنی اور کلام نفسی جو ایجاد ی
اشاعرہ فرقہ کا ہی یہ ہذیان ہی اور کوئی دلیل اُنکے دعوے پر خدا کی جانب سے نہین ہی محض من گڑھت ہی اور
جو معنی متکلم کے ہم نے لکھے ہین اُسپر حدیث متواترہ (یعنی قصۂ حضرت موسی اور خدا کی باتین) شاہد ہین علاوہ
اسکے دلیل عقلی یہ ہی کہ خدا ہر مقدور پر قادر ہی جیسا کہ کہہ آئے ہین (پس کیا خدا قادر نہین ہی کہ کسی شی مین حسب ضرورت
گویائی پیدا کر دے استبعاد عقلی کیا ہی) **ساتوین صفة** خدا صادق ہی کیونکہ جھوٹ بداہۃً برا ہی اور خدا ہر بدی سے
پاک ہی اسلیے کہ ہر بدی کرنیوالا یا تو اُس بدی سے جاہل ہوتا ہی یا مجبور ہوتا ہی بدی کرنے پر اور دونو امر نقص
ہین ہمارا خدا ہر نقص سے مبرا ہی اور اشاعرہ بڑی فضیحت مین گرفتار ہو گئے ہین اُنکے اعتقاد کی بنا پر لازم آتا ہی
کہ کلام لفظی خدا کا جائز الکذب ہو اُنکے نزدیک جائز ہی کہ بری سے بری بات خدا کر سکتا ہی ہمارا خدا برتر ہے

عما یقولوا الظالمون علوا کبیرا فلا یثبت ح صدق القرآن بل یلوح کذب عمر حسبنا کتاب الله **الثامنة** انه تعالی قدیم ازلی باقی ابدی لانه واجب الوجود فالعدم السابق واللاحق مستحیلان علیه **المبحث الثالث فی الصفات السلبیة** وہی ثمانیة **الاولی** منہا انہ تعالی لیس بمرکب من الاجزاء الخارجیة والذہنیة والوہمیة والا لکان مفتقرا الی الاجزاء والمفتقر ممکن ہذا خلف **الثانیة** منہا انہ تعالی لیس بجسم ولا بجوہر ولا عرض والا لافتقر الی المکان وہو یستلزم الامکان علی ان الجوہر

ایسی رکیک باتون سے جو اُسکی جناب مین منسوب کی جاتی ہین اگر ایسا صحیح ہو تو صدق قرآن مجید کا کس دلیل سے ثابت کرینگے بلکہ اس اعتقاد پر اُنکے حضرت عمر بھی جھوٹے ہوے جاتے ہین (جیسا کہ رسول کی وفات پر اُنھون نے کہا تھا کہ) کتاب خدا ہمارے واسطے کافی ہی داگر اس قول مین حضرت عمر سچے ہوتے تو خواہ مخواہ قرآن کو سچا ماننا لازم ہوتا اب اگر اشاعرہ سچے ہین تو عمر صاحب جھوٹے ٹھہرے کیونکہ قرآن جائز الخطا جائز الکذب ہی تو ایسی شی ہرگز کافی نہین ہو سکتی) **آٹھوین صفۃ** خدا قدیم اور باقی اور ازلی و ابدی ہی کیونکہ وہ واجب الوجود ہی پس جیسا کہ ابتدا مین اُسکی شان سے عدم نہین ہی اُسی طرح سے انتہا مین بھی عدم اُسکی شان سے نہ ہوا **تیسری بحث** صفات سلبیہ مین ہی اور وہ صفتین آٹھ ہین **پہلی صفۃ** یہ ہی کہ خدا مرکب نہین ہی نہ اُسکے اجزا خارجیہ ہین نہ ذہنیہ نہ وہمیہ اگر خدا کے جز ہوے تو وہ اپنے اجزاء کا محتاج ہوگا (حالت ترکیب مین یعنی بدون وجود جز کے وجود کل کا ممکن نہین ہوتا۔ پس کل محتاج ہوا جز کا) اور احتیاج ممکن کی شان سے ہی حالانکہ خدا کو واجب ماناہی **دوسری صفۃ سلبیہ** خدا نہ جسم ہی نہ جوہر ہی نہ عرض ہی ان تین شکلون مین بھی خدا مکان کا محتاج ہو جاویگا اور نقص احتیاج کا واجب کی ذات کے واسطے لازم ہوگا کیونکہ جوہر متکلمین کے نزدیک جسم ہی اور سب کا اتفاق ہی کہ جوہر بھی۔

جسم عند المتکلمین ومن اقسام الممکن عند الکل کالعرض وایضا فان الممکن کو رات
الثلاث لا ینفك عن الحوادث فتکون حادثة وقد عرفت وجوب وجوده وقدمه
فهو سبحانه لا یکون فی مکان ولا جهة لانه من عوارض الاجسام والجسمانیات ولا یصح
علیه اللذة ولا الم لامتناع المزاج علیه الثالثة منها انه لا شریك له ویدل علیه
بدلائل الاول ان الضرورة قاضیة بان انتظام العالم علی النهج المشاهد لا تیاتی حین
کونه مصنوع الصانعین واجبین فصاعدا فان الاختلاف وفساد النظام لازم لا ثنینیة

ممکن الوجود ہی جیسے عرض ممکن الوجود ہی) اور ذات الٰہی کو واجب مانا ہی اور قطع نظر اسکے جسم و
جوہر و عرض حوادث سے خالی نہین ہین لہذا حادث ہونگے اور خدا کا واجب الوجود اور قدیم
ہونا ثابت کر چکے ہین پس کیونکر ہو سکتا ہی کہ واجب الوجود بھی ہو اور قدیم بھی ہو اور پھر حادث
کہین لہذا یہی ہوا کہ وہ نہ جسم ہی نہ جوہر ہی نہ عرض ہی جسکا آخری نتیجہ یہ ہی کہ وہ نہ کسی مکان مین
ہی نہ کسی جہة مین ہی (نہ قابل اشارۂ حسیہ ہی) کیونکہ یہ سب صفتین جسم و جسمانیات کی ہوتی ہین
اور خدا جسم و جسمانیات نہین تو اُسکو کیونکر کہہ سکتے ہین کہ وہ مکان یا جہة کا محتاج ہی (اور
جب جہة و مکان مین نہ ہو تو اشارۂ حسیہ بھی اُسکی طرف نہین ہو سکتا) اور خدا کو یہ بھی کہنا
صحیح نہین ہوا کہ وہ لذت حاصل کرتا ہی یا کسی بات سے غمگین ہوتا ہی اس واسطے کہ یہ
دونون باتین آثار جسم سے ہین اور طبیعت و مزاج غیر جسمانی کے لیے نہین ہوتا پس لذت و
الم کس شی کو ہوگا تیسری صفة سلبیہ یہ ہی کہ خدا کا کوئی شریک نہین ہی اور اس دعوے پر
بہت سے دلائل ہین پہلی دلیل یہ ہی کہ اس انتظام عالم کے دیکھنے سے معلوم ہوتا ہی کہ یہ
دنیا دو صانعون کی یا زائد کی بنائی ہوئی نہین ہی اسلیے کہ دو واجبون کے ہونے مین اختلاف
اور برہمی نظام عالم کی لازم ہی۔

كما قال عز من قائل لو كان فيهما آلهة الا الله لفسدتا وكانه اشار الى دليل يسمى دليل التمانع فى مصطلح المتكلمين وحاصله انه لو كان واجبان عالمان قادران فلما اراد احدهما امرا والاخر امرا اخر يضاده فلا يخلو الامر من انه اما يقع مرادهما جميعا اولا على الاول يلزم اجتماع الضدين وعلى الثانى عجزهما او احدهما الثانى السمع المتواتر كقوله تعالى قل هو الله احد وقوله فاعلم انه لا اله الا هو والهكم اله واحد الثالث انه لو كان له شريك لبعث الانبياء والرسل ولامر الناس بتحصيل معرفته وعبادته

جیسا کہ خود خدا فرماتا ہی کہ "اگر دو خدا اس دنیا مین ہوتے سوا ے اُس خدا کے جو معبود حقیقی ہی تو بیشک فساد برپا ہوتا" اور گویا اس آیت مین اشارہ ہی اُس دلیل کی طرف جس کا نام اصطلاح متکلمین مین دلیل تمانع ہی۔ ماحصل اس دلیل کا یہ ہی کہ اگر دو واجب ہوتے درانحالیکہ دونون عالم و قادر بھی ہوتے تو اگر ایک ایک شی کا قصد کرتا اور دوسرا دوسری شی کا اتفاق راے کیونکر ہوتا تو اس صدمہ صدا مین یا یہ ہوتا کہ دونون خداؤن کا مقصود حاصل رہتا یا دونونکا ارادہ باطل ہو جاتا دونون کامیاب ہو نہین سکتے کہ جمع اضداد ممکن نہین ہی اب دو حال سے خالی نہین یا یہ دونون عاجز ہو جاوین گے یا ایک عاجز ہوگا دونون عاجز ہوے تو بر ہمی عالم ہوئی اور ایک مغلوب ہوا تو مغلوب خدا نہین اس لیے کہ دونون وجوب وجود اور قدرت مین مساوی ہین) دوسری دلیل خدا کے واحد ہونے پر یہ ہی کہ خدا نے متعدد مقامات پر اپنی وحدانیت کا ذکر کیا ہی جیسا کہ فرماتا ہی "کہو اے نبی کہ خدا ایک ہی" اور فرماتا ہی کہ "جان لو کہ کوئی خدا نہین ہی سوا ے اُس خدا کے۔ اور تمھارا خدا ایک ہی خدا ہی" تیسری دلیل خدا کے ایک ہونے کی یہ ہی کہ اگر اُسکا کوئی شریک ہوتا تو سب کی طرف سے انبیا آتے اور لوگون کو اُس شریک کی معرفت اور عبادت کا بھی حکم کرتے۔

ولما اخفی حالہ عن عبادہ وما اجہلہم عن معرفتہ وقد صرح بذلک مولانا امیر المؤمنین
فی وصایاہ لابنہ الحسن والرابع منہا انہ تعالی لیس محلا للحوادث لامتناع النقص والعجز
علیہ ولاستحالۃ انفعالہ عن الغیر الخامسۃ منہا انہ لا یحل فی غیرہ ولا یتحد بہ خلافا
للنصاری فانہم قالوا انہ حل فی عیسی علیہ السلام وقال فرقۃ من الصوفیۃ بالحلول
والاتحاد مع ان العقل یحیل الحلول لانہ نقص ومستلزم الافتقار وکذلک العقل حاکم
ببطلان اتحاد الاثنین مطلقا والاشنع من ذلک ہو القول بوحدۃ الوجود الذی

اور ہرگز بندگان الٰہی سے نہ چھپاتے اور معرفت سے اُس ہٹریک کی کبھی قوم کو جاہل نہ رکھتے۔
(حالانکہ دیکھو باوجود تحریف ہوجانے توریت وزبور کے پھر بھی کسی آیت سے ثابت نہین ہوتا کہ
کسی نبی نے سواے وحدہ لاشریک کے اور کسی خدا کی عبادت کا ذکر کیا ہو پھر عیسائیون کا تثلیث کا
مذہب کہان سے آیا) اور یہی دلیل خدا کے لاشریک ہونے کی جناب امیر علیہ السلام نے اپنے وصایا مین
اپنے فرزند امام حسنؑ سے بیان کی ہے جب وہ نہ عاجز ہی نہ کسی دوسرے کے اثر سے منفعل اور متاثر ہوسکتا ہی
(پھر خواہ مخواہ کیون وہ ایسے نقصان کی صفتین اپنے گلے لگا دے) **پانچوین صفۃ سلبیۃ** یہ ہی کہ
خدا نہ کسی شی مین حلول کرتا ہی نہ کسی سے متحد ہوسکتا ہی بخلاف نصاری کے وہ قائل ہین کہ خدا نے
حضرت عیسیٰ مین (اپنی الوہیت کے ساتھ) حلول کیا ہی اور ایک فرقہ صوفیہ کا بھی حلول و اتحاد کا قائل ہی
باوجودیکہ عقل اسکو محال سمجھتی ہی کیونکہ حلول و اتحاد ایک نقص ہی اور اس سے احتیاج لازم آتی ہی اُس
محل کی طرف جس مین حلول کیا ہی اور قطع نظر اسکے عقل یہ کہتی ہی کہ کسی طرح کا اتحاد دو شی مین ممکن نہین
ہی (اس طرح سے کہ دو دو مل کر ایک ہوجاوین اور آن مین مابہ الامتیاز نہ رہے نہ وزن بڑھے نہ حجم
بڑھے نہ اثر بدلے اور کوئی بھی امتیاز ہو تو اتحاد حقیقی نہ رہا) اور اس سے زیادہ ورکیک ہی قول وحدت
فی الوجود کا جیسا کہ۔

اذ عنت به اکثر الصوفیة خذلهم الله تعالی وحاصله ان الله تعالی عین الممکنات وان الکلب والخنزیر والبول والغائط وسائر القاذورات والنجاسات کلها عینه تعالی تعالی الله عما یقول الکافرین علوا کبیرا وقد صرح علمائهم بتلک المزخرفات فی اشعارهم وکتبهم الا تری ان الفصوص والفتوحات لمحیی الدین ابن عربی مملوان من هذه الواهیات ومن جملة اشعاره ؎ ففی الخلق عین الحق ان کنت ذا فهم + وفی الحق عین الخلق ان کنت ذا عقل + وان کنت ذا عین وعقل فما تری + سوی عین شئ واحد بالشکل + وفی المثنوی المولوی الرومی حکایة عن ابی یزید ؎ با مریدان آن فقیر محتشم + بایزید آمد که

یک یزدان منم + گفت مستانه عیان آن ذو فنون + لا اله الا انا ها فاعبدون + ومنها ایضاً حکایة عنه ؎ نیست اندر جبه ام غیر از خدا + چند جوئی در زمین و در سما + ومن جملة اقوال مشائخهم هل

اکثر صوفیہ کہتے ہین خدا اُنکو ذلیل کرے (جیسا کہ خدا کی الوہیت کو اُنھون نے ذلیل کیا ہو) ماحصل اُنکے بیان کا یہ ہو کہ ذات واجب عین ذات ممکنات ہو اور کتا، سور، پیشاب، پاخانہ، اور تمام گندیدہ چیزین اور تمام نجاسات اُس ذات واجب سے متحد ہین اور سب کا وجود ایک ہی وجود ہی شان الٰہی ان کفریات سے برتر ہو انکے علمانے یہ سب خرافات اپنے اشعار مین اور اپنے کتب مین بکے ہین اور کتاب فصوص اور فتوحات مکیہ محیی الدین ابن عربی ان واہیات باتون سے مملو ہین کس نے نہین دیکھین ہین۔ منجملہ اُن اشعار کے یہ اشعار ہین اگر تو صاحب عقل و فہم ہی تو سمجھ سکتا ہو کہ خالق و مخلوق مین کوئی فرق نہین ہو اور اگر تجھ کو تھوڑی سی بصیرت ہو تو جان سکتا ہو کہ ایک ہی شئے نے سب شکلین حاصل کی ہین اور مثنوی مولوی روم مین ابو یزید بسطامی کا قول لکھا ہو وہ کہا کرتا تھا ؎ با مریدان آن فقیر محتشم + بایزید آمد کہ یک یزدان منم + گفت مستانہ عیان آن ذو فنون + لا الہ الا انا ہا فاعبدون + اور اسی مثنوی مین ایک دوسرا قول نقل یون ادا کیا ہو۔

فی الدار غیرہ دیار و سبحانی ما اعظم شانی وانا اقول وانا اسمع و سبحانی من اظھر ناسوتہ سر لاھوتہ الثاقب ثم بدہ فی خلقہ ظاھرا فی صورۃ الآکل والشارب الی غیر ذلک من المزخرفات ومفاسد ذلک مما لا یخفی علی کل من لہ ادنی عقل کیف ومنہ یبطل احکام الشرع جمیعا و یلزم العبث فی البعث وبطلان الثواب والعقاب والآیات والاحادیث الدالۃ علی بطلان تلک العقائد السخیفۃ کثیرۃ ولا نطول الکلام بذکرھا وکفی فی شماتۃ لزوم کون الکلب والخنزیر عینہ سبحانہ والتفصیل یطلب من مظانہ السادس انہ تعالی لیس بمرئی لان المرئی لا یکون الا ما یکون مقابلا او فی حکم المقابل وھو یستلزم کون اللہ فی جھۃ و مکان وقد ثبت انہ منزہ عنہا وکقولہ تعالی لا تدرکہ الابصار ولقولہ تعالی فی جواب موسیٰ

نیست اندر جبہ ام غیر از خدا چند جوی در زمین و در سما مشائخ صوفیہ کے ایسے ہی اور بھی بہت سے اقوال مشہور ہین وہ کہتے ہین کہ گھر کا گھر والا سوائے خدا کے اور کون ہی - یا کہتے ہین کہ لائق تسبیح ہون مین کیا عظیم ہی شان میری اور مین کہتا ہون اور مین سنتا ہون اور سزاوار تسبیح ہی وہ جسنے اپنے لاہوت کو چھپا کر ناسوت کو ظاہر کردیا پھر اپنے کو مخلوق کی صورت مین کھاتا پیتا ظاہر کردیا ایسے ہی بہت سے مزخرفات صوفیہ کے ہین جنکے مفاسد ایک ادنا عقل کے آدمی پر بھی پوشیدہ نہین رہ سکتے جس سے تمام احکام شرع باطل ہوے جاتے ہین اور بعثت انبیا کی بیکار ہوئی جاتی ہی اور ثواب وعقاب کچھ بھی نہین رہتا اسلیے کہ جب خدا ہی خدا ہی تو نبی کس پر بھیجے اور کسنے بھیجے ہر شخص خدا ہی اور کس کو عذاب وثواب ہوگا اسلیے کہ سب خدا ہی ہین اس مہمل قول کے ابطال مین کثرت سے احادیث واخبار اور آیات ہین جنکے ذکر سے طول ہوگا فقط اتنا ہی صوفیہ کی شماتت کے واسطے کافی ہی کہ انکے قول کی بنا پر نعوذ باللہ خدا اور کتا سور سب ایک ذات ہین تفصیل اس بحث کی اپنے مقام پر کتب مین موجود ہی چھٹی صفۃ سلبیہ یہ ہی کہ خدا نہین دکھائی دیسکتا اسلیے کہ وہی چیز دکھائی دیگی جو محاذی ہو یا حکم محاذی مین ہو جیسے چاند کے رخ پر آئینہ رکھنے سے چاند آئینہ مین معلوم ہوتا ہی ان دونون صورتون مین لازم آویگا کہ خدا جہۃ و مکان مین ہو

لن ترانی - ولن للتابید النفی ولتعظیمہ تعالی طلب الرویۃ وتسمیتہ ظلما والوعید علیہ
فی قولہ سبحانہ یسئلک اھل الکتاب ان تنزل علیھم کتابا من السماء فقد سألوا موسی
اکبر من ذلک فقالوا ارنا اللہ جھرۃ فاخذتھم الصاعقۃ بظلمھم واما طلب موسی فکان
لقومہ لا من قبل نفسہ کما یدل علیہ ھذہ الایۃ وبدلیل قولہ تعالی افتھلکنا بما فعل
السفھاء منا وقولہ تعالی واذ قلتم یاموسی لن نؤمن لک حتی نری اللہ جھرۃ فاخذتکم
الصاعقۃ وانتم تنظرون وقد استدل اھل السنۃ خذلھم اللہ بوجوہ سخیفۃ والعقلیۃ

(بقیہ صفحہ ۱۳) اور یہ ثابت کر آئے ہین کہ خدا منزہ ہی جہۃ ومکان سے دادلۂ نقلیہ ابطال رویت پر بہت ہین منجملہ اُنکے یہ ہی
کہ خدا فرماتا ہی کہ "کوئی نظر خدا کو نہین دیکھ سکتی اور خدا ہر ایک کو دیکھتا ہی" پھر خدا حضرت موسیٰ کے
جواب مین فرماتا ہی لن ترانی مجھ کو نہین دیکھ سکتے - اور لن ہمیشہ نفی کی تاکید کرتا ہی (جسکا مطلب یہ ہی
کہ کبھی نہین دیکھ سکتے) دوسرے یہ کہ کفار کی خواہش دیدار کو خداوند عالم بعظمت بیان فرماتا ہے
جسکا مقصود یہ تھا کہ ایسے عظیم کو کون دیکھ سکتا ہی - پھر خدا نے بھی اُن کفار ونکو ظالم کے نام سے قرآن
مین یاد کیا ہی اور ڈرایا ہی اُن لوگونکو اس قصہ کو خدا نے قرآن مین یون ذکر کیا ہی "اہل کتاب نے تم سے
خواہش کی کہ کوئی کتاب خدا آسمان پر سے اُتارے اُنکے لیے اس سے بڑھکر اُن لوگون نے حضرت موسیٰ
سے خواہش کی کہ ہم خدا کو علانیہ دیکھنا چاہتے ہین اُنکی اس ظالمانہ گفتار پر صاعقہ نے اُنکو گھیر لیا" اب یہ
اعتراض نہین ہوسکتا کہ خدا کی رویت اگر محال ہوتی تو حضرت موسیٰؑ نبی کیون خدا سے دیدار کی خواہش کرتے
جواب اسکا ظاہر ہی کہ حضرت موسیٰؑ کی یہ خواہش اپنی طرف سے نہ تھی بلکہ قوم کی جانب سے تھی جیسا کہ آیۂ مذکورہ خود
صراحت سے بتا رہا ہی علاوہ اسکے اور آیات بھی ہمارے دعوے کی دلیل ہین جیسا کہ خود حضرت موسیٰؑ کا درگاہ
باری مین عرض کرنا کہ کیا تو مجھ کو بھی ان چند بیوقوفونکے ساتھ ہلاک کر ڈالیگا" یا خدا کا فرمانا کہ "کفار نے کہا
(بقیہ صفحہ ۱۴) موسیٰ سے کہ ہم جب تک تم پر ایمان نہ لاوینگے جب تک خدا کو علانیہ نہ دیکھ لین وہ کفار تو انتظار ہی مین تھے

منہا لیست مما یعباء بہا کما اعترف فیہ فخر الرازی حیث قال وظہر لک من مجموع ما
ذکرناہ ان الادلۃ العقلیۃ لیست قویۃ فی ہذہ المسئلۃ انتہی موضع الحاجۃ من کلامہ و
اما منجملۃ النقلیات فقولہ سبحانہ وجوہ یومئذ ناضرۃ الی ربہا ناظرہ - والجواب ان
النظر غیر الرویۃ کما یقال نظرت الی الہلال فلم ارہ فلا یتم التقریب وایضا یمکن
ان یکون بمعنی الانتظار وما قال الرازی ان النظر المتعدی بالی لا یکون بمعنی الانتظار
فباطل لقول الشاعر ؎ انی الیک لما وعدت لناظر + نظر الفقیر الی الغنی الموسر +
وغیر ذلک من الشواہد فالمعنی لمنتظرۃ امر ربہا او ثوابہ - وایضا یمکن ان یکون

کیا ایک اُنپر بجلی گری دیس نہ خدا نے اس خواہش کو حضرت موسیٰ سے منسوب کیا ہی نہ حضرت موسیٰ نے خود اپنی طرف
منسوب کیا ہی بلکہ صاف صاف قوم کا پیغام ہی اب اعتراض کیا ہی) اور اہل سنت جو خدا کی رویت پر ہٹ لا (صمصام ۵)
کرتے ہین وہ خود بھی ذلیل ورسوا پیش خدا ہین اور دلیلین بھی اُنکی ویسی ہی رکیک ہین اور دلیل عقلی تو کوئی
اُنکے پاس ہی نہین جیسا کہ خود فخر رازی نے اسکا اعتراف کیا ہی اور کہتے ہین کہ (در بارہ رویت جناب باری) جو کچھ
مین نے بیان کیا ہی اُسپر کوئی قوی دلیل عقلی نہین ہی - اتنا ہی قول اُنکا بقدر حاجت لکھدیا گیا - اور منجملہ ادلہ نقلیہ کے
جو اہل سنت پیش کرتے ہین ایک یہ آیت ہی خدا فرماتا ہی "اُس روز سب کے چہرے اپنے خدا کیطرف دیکھتے ہونگے"
جواب ہمارا یہ ہی کہ اس آیت مین نظر سے دیدار مراد نہین ہی جیسا کہ عرب مین کہتے ہین کہ ہم نے چاند کو دیکھنا چاہا مگر وہ نہ
دکھائی دیا (عدم رویت کو بھی دیدار سے تعبیر کیا ہی جب چاند تھا ہی نہین تو کیا دیکھتے تھے) لہذا استدلال صحیح نہوا
اور یہ بھی ممکن ہی کہ نظر سے مراد انتظار ہو (یعنی چہرے خدا کی رحمت کے منتظر ہونگے) اور فخر رازی نے جو یہ کہا ہی کہ جب
نظر کا الی کے ساتھ تعدیہ ہوگا تو انتظار کے معنی نہ ہونگے یہ قول رازی کا باطل ہی کیونکہ شاعر نے کہا ہی کہ مین تیرے
وعدہ کا ضرور منتظر رہتا جیسے فقیر و محتاج ایک غنی کے چہرے کو تکتا رہتا ہی (اس شعر مین بھی نظر متعدی بالی ہی لیکن
انتظار کے معنی ہین) اور بھی بہت سے شواہد ہمارے ہین پس معنی آیہ کے یہ ہونگے کہ "قیامت کے روز حکم الٰہی کے

الی واحد الا لاء صرح بہ الجوھری فی صحاحہ والفیروز ابادی فی قاموسہ و
تفصیل المقام و ذکر باقی ادلتہم فی المبسوطات فارجع الیہا السابعۃ انہ تعالی
لیس بمحتاج لوجوب وجودہ وھو یستدعی استغنائہ عن غیرہ واحتیاج غیرہ
اللہ الثامنۃ انہ لیس لہ معان وصفات زائدۃ اعلم ان من ھبنا معاشر الفرقۃ
الحقۃ الامامیۃ ان صفات اللہ تعالی عین ذاتہ المقدسۃ یعنی ان الذات تکفی
کفایۃ الصفات ولا یحتاج الی قیام صفات زائدۃ بخلاف ذواتنا فانا لا نعلم الا
بعد قیام صفۃ العلم بنا وحصول الادوات والالات التی یتوقف علیہا حصول
العلم وذاتہ المقدسۃ عالمۃ من دون قیام صفۃ اخری بہا کالضوء والمضیء مثلا و

منتظر ہونگے یا ثواب کے منتظر ہونگے - اور ممکن ہی یہ معنی ہون کہ لوگ کسی نعمت کے منتظر ہونگے جیسا کہ
جوہری نے کتاب صحاح مین اور فیروزآبادی نے قاموس مین لکھا ہی اور تفصیل ان مباحث کی اور باقی
دلائل اہل سنت کے کتب مبسوطہ مین مندرج ہین جسکا جی چاہے دیکھ لے ساتوین صفۃ سلبیہ یہ ہی کہ
خدا کسی کا محتاج نہین ہی اسلیے کہ وہ واجب الوجود ہی اور واجب وہی ہی جو مستغنی ہو غیر سے اور
ماسوی اللہ سب خدا ہی کے محتاج ہون آٹھوین صفۃ سلبیہ یہ ہی کہ خدا منزہ ہو معانی واحوال اور
زائد علی الذات صفتون سے واضح ہو کہ تمام فرقۂ حقۂ امامیۂ اثنا عشریہ کا مذہب ہی کہ خدا کی سب صفتین
اُسکی عین ذات ہین یعنی اُسکی ذات مقدسہ ایسی ہی جو مستجمع بجمیع صفات ہی اُسکو اور صفتون کی ضرورت
ہی کیا ہی بخلاف ہماری ذات ممکن کے اُسکو عالم نہین کہہ سکتے جب تک کہ صفۃ علم سے ہم متصف
نہ ہو لین (اور خدا وہ ذات ہی جو خود عالم ہی) اور ہم عالم نہین ہو سکتے جب تک کہ وہ آلات و مقدمات
حاصل نہ ہو لین جنپر حصول علم موقوف ہی بخلاف اُس ذات مقدسہ کے وہ عالم ہی بدون کسی دوسری
صفۃ کے انضمام کے جیسے ضو اور مضئی -

بالجملة فالمراد اثبات الاثار ونفی الصفات کیف ولا لزم تعدد الواجب ان کانت الصفات الزائدة واجبة وحدوثها ان کانت ممکنة فان علة افتقار الممکن الی العلة هو الحدوث عند المتکلمین فتدبر۔ المقصد الثانی فی العدل وفیه ابحاث الاول ان الحسن والقبح عقلیان عندنا وعند المعتزلة خلافا للاشاعرة اللاشعوریة ومعنی الحسن کون الفعل بحیث یستحق فاعله المدح فی الدنیا والثواب فی الاخری ومعنی القبح کونه بحیث یستحق فاعله الذم فی الدنیا والعقاب فی العقبی والدلیل علی کونهما عقلیین ان العقل قاض بالضرورة بحسن بعض الافعال کالاحسان ورد الودائع والصدق النافع وقبح بعض اخر

پس صفات کے عین ذات ہونے سے مراد یہ ہے کہ درحقیقت اُسکے واسطے کوئی صفۃ نہین اور جنکو صفۃ سے تعبیر کرتے ہین یہ سب آثار ذات مقدسہ ہین (جیسے ضوء اثر ہے شمس کا اُسی طرح سے علم قدرت وغیرہ آثار ذات باری ہین اور اگر صفات ہونگے تو موصوف کا ہونا ضروری ہے اور صفۃ موصوف ہمیشہ دو چیزین ہوا کرتی ہین اور خدا قدیم ہے اور واجب ہے) لہذا لازم ہوگا کہ بحسب تعدد صفات بہت سے واجب ہو جاوین بشرطیکہ صفات کو بھی واجب کہین (حالانکہ ثابت کر چکے ہین کہ واجب وحدہ لاشریک ہے) اور اگر ان صفات زائدہ کو ممکن کہتے ہین تو یہ امکان اپنے وجود مین علۃ کا محتاج ہوتا ہے لہذا صفات حادث ہونگے (پس خدا واجب ہونیکی جہۃ سے قدیم ہوا اور صفات امکان کی وجہ سے حادث ہوے تو یہ کہنا پڑا کہ ذات واجب ایک زمانہ مین عالم نہ تھی قادر نہ تھی اور یہ نقص ہے) فتدبر دوسرا مقصد عدل مین ہے اور اس مین بہت سی بحثین ہین پہلی بحث ہمارے اور معتزلہ کے مذہب مین حسن و قبح اشیاء کا عقلی ہے برخلاف اشاعرہ اسکے خلاف کہتے ہین معنی حسن کے یہ ہین کہ فاعل دنیا مین مدح کا مستحق ہو اور آخرت مین ثواب کا مستحق ہو اور معنی قبح کے یہ ہین کہ فاعل دنیا مین مستحق مذمت کا ہو اور آخرت مین مستحق عذاب کا ہو اور دلیل ہماری حسن و قبح کے عقلی ہونے پر یہ ہے کہ عقل ہماری بعض چیزون مین نیکی اور بھلائی خود محسوس کرتی ہے جیسے کسی پر احسان کرنا یا امانتون کا واپس دینا اور وہ سچائی جو نافع ہو یہ سب باتین عقلا اچھی ہین

كالظلم والكذب الضار ولهذا يحكم بهما نفاة الشرع كالملاحدة وايضا لو انتفى عقلا انتفيا شرعا لانه يجوز حينئذ الكذب على الشارع فلا يثبت صدق ما سمع من الشارع ولا يبقى وثوق به الى غير ذلك من الدلائل الثاني انا فاعلون بالاختيار خلافا للاشاعرة فيقولون ان افعال الناس خيرها وشرها مخلوقة له سبحانه والدليل على ما قلنا اولا الفرق الضروري بين الاضطراري كالسقوط عن السطح والاختياري كالنزول على الدرج وثانيا انه يبطل التكليف ويسقط الثواب والعقاب لانه ليس للعباد اختيار فيه ويلزم

اسی طرح سے عقل بعض اشیا کی بدی کو بھی جانتی ہی جیسے ظلم اور وہ جھوٹ جو ضرر رسان ہو اسی بنا پر شریعت اسلام کے منکر ملاحدہ تک حسن و قبح عقلی کے قائل ہو گئے ہین - اور اگر حسن و قبح کے عقلی ہونے کے منکر ہون تو شرعی ہونے سے بھی انکار کرنا پڑیگا اسلیے کہ عقلا جائز ہوگا کہ شارع جھوٹ کہے تو اب بتاؤ سچائی اُن احکام و اقوال کی جو شارع سے سنے گئے ہین کیونکر معلوم ہوگی اور کیونکر وثوق ہو سکتا ہی اُن احکام پر (شرع بھی تشریف لیگئی) اور بھی علاوہ اسکے بہت سے ادلہ ہین دوسری بحث یہ ہی کہ انسان فاعل بالاختیار ہی بخلاف اشاعرہ کے وہ کہتے ہین انسانی افعال خیر ہون یا شر سب کا خدا خالق ہی ہماری دلیل ایک یہ ہی کہ افعال اضطراری و اختیاری مین ظاہر نظر مین بھی فرق معلوم ہوتا ہی اگر خدا خالق تمام افعال کا ہوتا تو انسان ہمیشہ مضطر ہوتا جیسے چھت پر سے گر پڑنا اور بتدریج زینہ کے ذریعہ سے اُترنا ان دونون مین فرق ہی ایک اختیاری ہی دوسرا اضطراری دوسری دلیل یہ ہی کہ اگر تمام افعال کا خالق خدا ہوگا تو تکلیف ساقط ہو جاویگی اور ثواب و عقاب کچھ بھی نہ رہیگا کیونکہ بندہ کا اختیار ہی کیا ہی جو کراتا ہی خدا اچھے کام پر ثواب کیون ملے اور برے پر عذاب ہی کیون ہو علاوہ اسکے بعثت انبیا عبث ہو جاویگی آخر امر و نہی کس شی کی ہی انسان تو ایک کچ پتلی ہی خدا جس طرف اُسکو موڑ دے۔

السبب فی البعث - و ثالثاً ان العقل حاکم بقبح ان یخلق الله الفحشاء کالزنا و شرب الخمر علی
ایدی العباد ثم یعذب علیها والله لیس بظلام للعبید تعالی الله عما یقول الظالمون
علوا کبیرا - و رابعاً الایات الکثیرة کقوله تعالی من یعمل سوء یجز به و قوله جزاء بما کانوا
یعملون و قوله فویل للذین یکتبون الکتاب بایدیهم ثم یقولون هذا من عند الله و
قوله فمن یعمل مثقال ذرة خیرا یره ومن یعمل مثقال ذرة شرا یره الی غیر ذلک من الایات
التی لا تحصی **الثالث** فی القضاء والقدر - اعلم ان القضاء قد یکون بمعنی الخلق کما فی
قوله تعالی فقضهن سبع سموات فی یومین فقول الاشاعرة یکون افعال العباد

تیسری دلیل یہ ہی کہ عقل ہماری برا سمجھتی ہے کہ خدا بندون سے حرام کاری زنا اور شراب خواری
کراوے اور خود ہی عذاب کرے یہ تو کھلا ہوا ظلم ہی اور خدا بندون پر ظلم نہین کرتا ہے خدا
بیشک ایسے مہملات سے برتر ہی جو اُسکی شان مین کفریات کہے جاتے ہین - چوتھی دلیل یہ ہی
کہ خدا نے قرآن مجید مین بہت سے مقامات پر افعال و اعمال کی نسبت بندہ کی طرف دی ہی
نہ اپنی طرف - جیسا کہ وہ فرماتا ہی "جو بدی کریگا سزا پاویگا" اور فرماتا ہی "یہ جزاء ہے
اُس چیز کی جو تم نے کیا ہی" اور فرماتا ہی "اور واے ہو اُن پر جنھون نے اپنے ہاتھون سے
کتاب لکھی پھر کہنے لگے یہ خدا کی طرف سے آئی ہی" اور فرماتا ہی "جو شخص ایک ذرہ برابر نیکی
کریگا نیکی دیکھے گا اور جو شخص ذرہ برابر بدی کریگا وہ بدی دیکھے گا" اور بھی لا تعد و لا تحصی
آیات ہین کہان تک ہم ذکر کرین تیسری بحث قضا و قدر مین ہے قضا کے معنی خلق
کے بھی ہین جیسا کہ خود خداوند عالم فرماتا ہی "پس بنایا اُس نے ساتون آسمانون کو دو دن
مین" اگر اشاعرہ کا یہ قول کہ افعال عباد قضاے الٰہی سے ہوتے ہین اور مراد قضا سے
خلق افعال ہین -

بقضاء الله ان كان بهذا المعنى كما هو مذهبهم فى الخلق فقد عرفت بطلانه وقد يكون
بمعنى الحكم والايجاب قال سبحانه وقضى ربك ان لا تعبدوا الا اياه وذلك لا يتاتى
الا فى الواجبات والمستحبات المامور بها دون غيرها ويطلق على الاعلام والاخبار كما فى
قوله وقضينا الى بنى اسرائيل فى الكتاب وارادة هذا المعنى فى افعال العباد كاد ان تكون
معنيا والقدر ايضا يطلق تارة على الخلق كقوله وقدر فيها اقواتها وعلى البيان والاخبار
اخرى كقوله الا امراته قدرنا انها لمن الغابرين وارادة معنى الاول باطلة فتعين
الثانى يعنى ان الله بيّن افعال العباد واظهرها على الملائكة واعلم انهم سيفعلونها

تو یہ باطل ہی جیسا کہ ہم نے ابھی بیان کیا- اور ایک معنی قضاء کے حکم و ایجاب کے ہین جیسا کہ
خدا فرماتا ہی "خدا نے حکم کیا ہی کہ سواے خدا کے کسی کی عبادت نہ کرو" قضا ان معنون مین سواے
اُن واجبات و مستحبات کے کہ جن پر انسان مکلف ہی اور کسی افعال کو شامل نہین ہو سکتی
لهذا اشاعرہ ان معنون مین بھی جملہ افعال کو قضاے خدا نہین کہہ سکتے اسلیے کہ کھانا پینا سونا
جاگنا کسی کا بھی خدا نے حکم نہین دیا ہی اور قضا کے معنی اعلام و اخبار کے بھی ہین جیسا کہ
خدا فرماتا ہی "اطلاع دی ہم نے بنی اسرائیل کو کتاب مین" پس اشاعرہ کا افعال خدا کو ان
معنون مین لینا البتہ ہو سکتا ہی- اور قدر کے بھی بہت سے معنی ہین خلق کے معنی بھی ہین
جیسے خدا فرماتا ہی "اور خلق کیا اُن دنون مین رزق اُنکا" اور دوسرے معنی بیان اور اخبار
کے بھی ہین جیسا کہ خدا فرماتا ہی "مگر اسکی عورت کی خبر دی ہم نے کہ وہ عذاب مین مبتلا
رہ جاوے" ان دونون معنون مین سے افعال عباد کو قدر الٰہی سے کہنا پہلے معنون سے غلط
ہی البتہ دوسرے معنی صحیح ہین یعنی خدا نے بندون کے افعال سے ملائکہ کو آگاہ کر دیا کہ خبر
دیدی کہ ہمارے بندے فلان فلان کام کرینگے۔

و كتبها في اللوح المحفوظ وهذا المعنى صحيح وقد فسر مولانا امير المؤمنين عليه السلام
معناهما باتم تفسير روى اصبغ بن نباته انه لما انصرف علي من صفين فقام
اليه شيخ فقال اخبرنا يا امير المؤمنين عن مسيرنا الى الشام اكان بقضاء الله و
قدره فقال امير المؤمنين عليه السلام والذى فلق الحبة وبرء النسمة ما
وطئنا موطئا ولا هبطنا واديا ولا علونا تلعة الا بقضاء و قدر فقال له الشيخ
عند الله احتسب عنائي ما ارى لي من الاجر شيئا فقال له ايها الشيخ بل عظم
الله اجركم في مسيركم وانتم سائرون وفي منصرفكم وانتم منصرفون و
لم تكونوا في شئ من حالتكم مكرهين ولا اليها مضطرين فقال الشيخ كيف و
القضاء والقدر ساقانا فقال ويحك لعلك ظننت قضاء لازما وقدرا حتما

اور لکھ دیے سب افعال بندون کے لوح محفوظ مین اور ہمارے حضرت امیر المومنین علیہ السلام
نے قضا و قدر کے ان دونون معنون مین کیا خوب تفصیل و شرح فرمائی ہی۔ اصبغ بن نباتہ ناقل
ہین کہ جب جناب امیر المومنین علیہ السلام جنگ صفین سے پلٹے تو ایک شیخ عرب کا کھڑے ہوکر
پوچھنے لگا یا امیر المومنین ع بتلائیے کہ میرا شام جانا قضا و قدر الٰہی سے ہی یا نہین حضرت نے
فرمایا قسم ہی اس خدا کی جس نے دانہ اگایا اور پیدا کیا انسان کو کسی مقام پر ہم نے قدم نہین رکھا
اور کسی وادی مین نہین پہونچے اور کسی بلندی پر نہین چڑھے مگر قضا و قدر الٰہی سے اس شیخ
نے عرض کیا کہ پھر اجر تو کسی امر مین نہ رہا حضرت نے فرمایا آگاہ ہو کہ خدا نے تیرا اجر زیادہ کیا جبکہ
تم چلے تھے اور جبکہ تم پلٹے تھے اور تم اس قضا و قدر کی بدولت مضطر و مجبور نہ تھے جس سے
اجر و ثواب جاتا رہے) شیخ نے کہا جب قضا و قدر نے ہم کو چلایا تھا تو ہم مضطر کیون نہ ٹھہرے
حضرت نے فرمایا واے ہو تجھ پر تجھ کو یہ گمان ہی کہ یہ قضا و قدر لازمی و حتمی ہی۔

لو کان کذلک لبطل الثواب والعقاب والوعد والوعید والامر والنھی و
لم یات لائمة من الله لمذنب ولا محمدة لمحسن ولم یکن المحسن
اولی بالمدح من المسئ ولا المسئ اولی بالذم من المحسن تلک مقالة
عبدة الاوثان وجنود الشیطان وشھود الزور واھل العمی عن الثواب
وھم قدریة ھذه الامة ومجوسھا ان الله امر تخییرا ونھی تحذیرا وکلف
تیسیرا ولم یعص الله مغلوبا ولم یطع مکرھا ولم یرسل الرسل عبثا ولم
یخلق السموات والارض وما بینھما باطلا ذلک ظن الذین کفروا

اگر قضا و قدر لازمی و حتمی ہوتی تو تمام ثواب و عقاب و وعدہ وعید و امر و نہی باطل ہو جاتے اور گناہگار ملامت کے قابل نہ رہتا اور نیکی کرنے والا لائق تعریف نہ ہوتا اور نہ یہ ہوتا کہ نیکی کرنے والا مدح کا مستحق ہو بہ نسبت گناہگار کے اور گناہگار مستحق مذمت ہو بہ نسبت نیکی کرنے والے کے (اس لیے کہ جب قضا و قدر حتمی ہوئے تو تمام افعال اضطراری ہوئے اور بندہ مجبور ہوا) اس قول کے قائل بت پرست ہین اور لشکر شیطان ہی اور وہ لوگ ہین جو مکار ہین اور راہ ثواب سے اندھے ہین اور اس امت محمدی صلعم مین ایسے فرقہ کو قدریہ کہتے ہین اور یہ مجوسی ہین اس امت مین خدا کے جتنے احکام ہین اُنکا خدا نے اختیار کے ساتھ حکم دیا ہی اور منہیات سے ڈرا دیا ہی اور تھوڑی سی تکلیف بھی انسان کو دی ہی خدا کا کوئی گناہ اُس کو مغلوب کر کے نہین کیا جاتا ہی اور کوئی خدا کی اطاعت مجبور کر کے نہین کرتا ہی نہ رسولون کی بعثت عبث ہوئی ہی اور نہ آسمانون اور زمینون اور جو کچھ ما بین اُنکے ہی اُن سب کی خلقت فضول و بیکار ہی اگر کوئی ایسا سمجھے تو یہ اُسکا گمان فاسد ہی اور کفر ہی۔

فویل للذین کفروا من النار فقال الشیخ وما القضاء والقدر اللذان ما سرنا الا بهما فقال هو الامر من الله والحکم وتلا قوله عز وجل و قضی ربک الا تعبدوا الا ایاه فنهض الشیخ مسرورا وهو یقول ؎ انت الامام الذی نرجو بطاعته + یوم النشور من الرحمن رضوانا + اوضحت من دیننا ما کان ملتبسا + جزاک ربک عنا فیه احسانا + فلیس معذرة فی فعل فاحشة + قد کنت راکبها فسقا وعصیانا + لا لا ولا قائلا ناهیه اوقعنی + فیها عبدت اذا یا قوم شیطانا + ولا احب ولا شاء الفسوق ولا + قتل الولی له ظلما وعدوانا + انی یحب

واسطے ہی کافرون کے لیے آتش جہنم سے۔ شیخ نے کہا پھر وہ قضا و قدر کون ہی جسکی وجہ سے ہم نے سفر کیا حضرت نے فرمایا کہ وہ امر و حکم الٰہی ہی بعد اسکے یہ آیت پڑھی خدا سے عز و جل فرماتا ہی "تیرے رب نے حکم دیا ہی کہ عبادت کسی کی نہ کرو مگر اُسی خدا سے وحدہٗ لا شریک کی"۔ (مطلب اس سے یہ ہی کہ اس آیت مین قضا بمعنی حکم ہی اور یہی معنی قضاے الٰہی کے ہین) یہ سُن کر شیخ خوش و مسرور یہ اشعار پڑھتا چلا گیا۔ آپ وہ امام ہین جنکی طاعت سے بروز قیامت خدا کی مغفرت و رضوان کی امیدواری ہو سکتی ہی۔ مین نے اپنے اشتباہ کو آپ کی خدمت مین پیش کیا اور آپ نے اُس شبہہ کو دفع فرمایا خدا آپ کو اسکی جزاے خیر دے جیسا کہ آپ نے مجھپر احسان فرمایا۔ پس کسی فعل بد کے بجا لانے مین کوئی معذرت خدا کی درگاہ مین پیش نہین کر سکتا ہون جبکہ براہ فسق و معصیت مین مرتکب تھا اور اسکا بھی قائل نہ ہونگا کہ جسکی معصیت مین نے کی تھی اُسی نے مجھکو فعل بد مین مبتلا کیا اگر ایسا قائل ہون تو پرستش شیطان کرونگا خدا معصیت کو دوست نہین رکھتا اور نہ اُسنے فسق کو اور اپنے دوست کو از راہ ظلم و عداوت مقتول ہونا چاہا۔

وقد صحت عزيمته + ذو العرش اعلن ذلك اعلانا + انتهى نقله اكثر اهل السنة وهو
صريح فى ان المجبرية من الاشاعرة هم القدرية وهم مجوس هذه الامة وانهم عبدة
الاوثان وجنود الشيطان وان افعال العباد ليس بالقضاء والقدر بالمعنى الذى ظنه
المخالفون اعنى الخلق هل هو فى الواجبات والراجحات الا بمعنى الامر كما عرفت سابقا وقد حررنا
معانيهما على ما هو مسطور فى شرح التجريد للعلامة قدس سره وفى هذا المقام كلام لانذكره
مخافة للتطويل المخل فمن شاء التفصيل فليرجع الى الكتب المبسوطة والله ولى التوفيق الرابع فى
انه يستحيل عليه القبيح لوجود الصارف وهو علمه بالقبح ولا داعى له اليه لان الداعى اما الحاجة

اس خبر کو اکثر اہل سنت نے اپنے کتب سیر و تواریخ مین نقل کیا ہو اور یہ خبر صریح اس امر پر دلالت
کرتی ہو کہ جبریہ گروہ اشاعرہ کے قدریہ ہین اور مجوس ہین اس امت مرحومہ کے اور بت پرست ہین
اور لشکر شیطان ہین (جیسا کہ امام علیہ السلام نے فرمایا ہی) لہذا بندون کے افعال اُن معنون
سے قضا و قدر الٰہی سے نہین ہین جیسا کہ مخالفین کو خیال ہی یعنی خالق افعال خدا نہین ہی جتنے
واجبات ہین اور جن باتون مین رجحان ہی اُن مین قضاے الٰہی کے یہ معنی ہین کہ خدا نے ایسے
افعال کا حکم دیا ہی جیسا کہ سابقاً ہم نے بیان کر دیا اور جسقدر قضا و قدر کے معنی ہم نے نقل کیے
ہین اس مقام پر یہ شرح تجرید علامہ قدس سرہ سے نقل کیے ہین اور اس مقام پر ایک کلام ہی جسکو
طول کے خیال سے ہم نے ترک کیا ہی کتب بسوطہ مین تفصیل دیکھو واللہ ولی التوفیق **چوتھی بحث**
یہ ہی کہ خدا برائی نہین کرتا اس دلیل سے کہ برائی سے پلٹانے والا اور مانع یعنی علم موجود ہی
کوئی شخص بدی نہین کرتا مگر اسباب کی وجہ سے ایک یہ کہ بدی سے اس شی کی واقف نہ ہو تو
خدا عالم ہی وہ بدی جہالت سے کر نہین سکتا یا کوئی سبب و داعی بدی کا ہو مثلاً حاجت ہو
اُس بدی کی

او الحكمة وكلاهما منتفيان ولانه لو جاز فعله القبيح لجاز منه تصديق الكاذب فلا يثبت
نبوة الانبياء لاحتمال كون الله اجرى المعجزات على ايدى الكاذبين فبطل قول الكاذبين
المدعين لجواز القبح عليه كالاشاعرة ولله الحمد على ذلك الخامس ان افعاله تعالى
معللة بالاغراض خلافا للاشاعرة والدليل عليه عقلى وسمعى اما الاول فهو انه لو لم يكن
لغرض ولفائدة كان عبثا والعبث لا يجوز على الحكيم العليم ولكان فعله شبيها بافعال السفهاء
والمجانين تعالى عما يقول السفهاء علوا كبيرا واما الثانى فهو قوله تعالى وما خلقت الجن و
الانس الا ليعبدون وقوله افحسبتم انما خلقناكم عبثا وغير ذلك من الآيات الكثيرة

یا کوئی حکمت و مصلحت بدی مین ہو خدا کے یہان یہ بھی دونون باتین نہین ہین وہ واجب الوجود ہی احتیاج
رکھتا نہین اب رہی حکمت و مصلحت تو بدی مین کیا مصلحت و حکمت ہی اور قطع نظر اسکے اگر قبیح اور بدی
اسکی ذات مقدسہ کے واسطے جائز ہوگی تو یہ بھی جائز ہوگا کہ وہ جھوٹے کی تصدیق کردے کیونکہ یہ
بدی بھی مثل اور قبایح کے ہی اور جب یہ جائز ہوا تو نبوت انبیا کی کیونکر ثابت ہوگی کیونکہ ممکن ہی کہ ایک جھوٹا
دعوی نبوت کا کرے اور خدا جھوٹے کی تصدیق معجزات اور اپنی نصرت و مدد سے کردے لہذا قول جھوٹون کا
باطل ہوا جو مدعی ہین اس بات کے کہ قبیح خدا پر جائز ہی جیسے اشاعرہ اور حمد خدا کرتا ہون کہ اُنکے قول کا بطلان
بخوبی ثابت ہوگیا **بحث پانچوین** خدا بدون کسی غرض و مصلحت کے کوئی کام نہین کرتا ہی اشاعرہ اسکے بھی
قائل نہین وہ عبث افعال کو جائز سمجھتے ہین ہمارے دعوے پر عقلی و نقلی دونون دلیلین موجود ہین دلیل عقلی یہ ہی کہ
بدون کسی غرض کے کام کرنا عبث ہوگا اور حکیم و علیم عبث کام نہین کرتا ایسے بیفائدہ کام تو بیوقوف و مجنون کے ہوتے
ہین خدا ہمارا برتر و بزرگ ہی ایسے امور سے جیسا کہ بیوقوف قائل ہین دلیل نقلی ہماری یہ ہی کہ خدا فرماتا ہی "ہم نے
جن وانس کو فقط عبادت کے واسطے خلق کیا ہے" (غرض خلقت کی بیان کردی ہی) پھر فرماتا ہی "تم خیال کرتے ہو
ہم نے تم کو بیکار و فضول خلق کیا ہی" (یہان نفی کی ہی عبث خلقت کی) اسکے علاوہ اور بہت سے آیات ہین۔

وغرضه سبحانه ليس اضرار العباد لقبحه وهو منزه عن القبيح بل غرضه نفع العباد فلا بد من التكليف وهو بعث من يجب طاعته على ما فيه مشقة وكلفة على وجه الابتداء بشرط الاعلام لانه لو لم يكلف لزم الاغراء بالقبيح حيث خلق الشهوات فينا والميل الى القبيح والتنفر عن الحسن فلا بد من زاجر عنه وهو التكليف ولا يكفي العلم بالقبح لاشتماله الذم مع قضاء الوطر لا يقال لا وجه لحسن التكليف لانه اما الثواب او العقاب لا سبيل الى الثاني لقبحه ولا الى الاول لعدم حصوله للكفار مثلا مع كونهم مكلفين وايضا يمكن اعطاء الثواب ابتداء بدون التكليف

اور چونکہ غرض خدا کی انسان کو ضرر پہونچانا نہین ہی بلکہ نفع پہونچانا مطلوب ہو کیونکہ ضرر پہونچانا بدی ہی لہذا انسان کو مکلف بنانا ضروری ہوا اور تکلیف کے معنی مبعوث کرنا ایسے شخص کا جسکی طاعت واجب ہو اور اُس طاعت مین مشقت و کلفت ہو حالت ابتدائی مین اور خدا اُس طاعت کے طریقون سے آگاہ بھی کر دے اگر خدا انسان کو مکلف نہ کریگا تو لازم آویگا کہ انسان کو بدکاری مین پڑا رہنے دے اور یہ قبیح ہی اور خدا قبیح سے منزہ ہی اسلیے کہ انسان مین فطری طور پر شہوات اور بدی کیطرف میلان اور اچھائیون سے تنفر کا مادہ موجود ہی لہذا ایک ایسی چیز کی ضرورت ہوئی جو ان بدیون سے انسان کو روکے اور وہ تکلیف ہی محض علم بدی کا انسان کے واسطے کافی نہین ہی کسی شی کی برائی کا جاننے والا ضرور مذمت کا مستحق رہتا ہی جب تک کہ اُس بدی کو ترک نہ کرے اگر کوئی کہے کہ انسان کو مکلف بنانے مین کیا حُسن ہی اسلیے کہ تکلیف مین یا ثواب ہی یا عقاب ہی عقاب ہو نہین سکتا اسلیے کہ تکلیف کے بعد عقاب ہونا قبیح ہی اور ثواب بھی نہین اسلیے کہ کفار باوجودیکہ مکلف ہین لیکن مثاب نہین ہو سکتے بسبب کفر کے لہذا تکلیف مین بھی کوئی حُسن نہوا اور یہ بھی ممکن ہی کہ خدا قبل تکلیف دینے ہی کے ثواب ابتدا اے حالت مین دیدے۔

لانا نقول جهة حسنه التعريض للثواب لا نفسه والمراد به النفع المستحق المقارن
للتعظيم والاجلال ولا ريب فى ان التعظيم غير المستحق قبيح فيستحيل الابتداء
به السادس ان اللطف واجب عليه سبحانه خلافا للاشاعرة والمراد به
ما يقرب العبد الى الطاعة ويبعده عن المعصية ولا يبلغ الالجاء ولاحظ له
فى التمكين ودليل وجوبه عليه سبحانه ان غرض المكلف يتوقف على اللطف
فان من اراد فعلا من غيره وعلم انه لا يفعله الا بفعل المريد من غير مشقة فلو لم
يفعله لكان ناقضا لغرضه وهو قبيح عقلا الا ترى ان من دعا غيره الى طعام

جواب شبہات یہ ہو کہ نفس ثواب مین کوئی حُسن نہین ہو بلکہ مکلف ایسے صفات کا اکتساب کرتا ہی
جسکی جہت سے ثواب ہوتا ہی اور مراد ثواب سے وہ نفع ہو جسکا مکلف کو استحقاق ہو اور بسبیل تعظیم
مکلف کو پہونچایا جاوے (جس سے کفار کی تکلیف خارج ہی کیونکہ اگرچہ وہ مکلف ہین لیکن وہ تعظیم و اجلال
کے مستحق نہین لہذا وہ مستحق ثواب بھی نہ ہونگے) اور اس امر مین کوئی شک نہین ہو کہ غیر مستحق کی تعظیم
قبیح ہو لہذا قبل تکلیف کسی کو ثواب پہونچانا بھی قبیح ہوگا چھٹی بحث یہ ہو کہ خدا پر لطف واجب ہی اشاعرہ
اس مسئلہ مین بھی مخالف ہین مراد لطف سے یہ ہو کہ اُسکی وجہ سے بندہ طاعت سے قریب اور معصیت
سے دور ہو جاتا ہی اور اسکی وجہ سے نہ تو بندہ مجبور و معذور ہوتا ہو طاعت یا معصیت پر اور نہ
لطف کی وجہ سے قادر ہو جاتا ہو اور دلیل لطف کے واجب ہونے کی یہ ہو کہ انسان کو مکلف
اسلیے بنایا ہو کہ خدا اُسپر لطف فرماوے اسلیے کہ جو شخص اپنے غیر سے کوئی کام لیتا ہو اور یہ جان
لیتا ہو کہ یہ کام نہ کریگا اس مین مشقت و کلفت ہو مگر یہ کہ اُسکے ساتھ سلوک کیا جاوے اُسوقت
یہ آمادہ ہو جاویگا اور اگر بدون سلوک کے کسی کو مامور کیا تو گویا غرض مٹا ڈالی جو قبیح ہو دیکھو جب
کوئی مثلا کھانے کے واسطے بلاوے۔

وهو يعلم انه لا يجيبه الا بنوع من التلطف والتادب فاذا لم يفعل الداعي ذلك النوع كان ناقضا لغرضه فان كان من فعله كارسال الرسل وخلق المعجزات ونصب الادلة وانزال الكتب وبعث الدواعي ونحوها وجب الاتيان به عليه وان كان من فعل المكلف وجب الاشعار به وايجابه عليه وان كان من غيرهما اشترط في التكلف العلم به وايجاب الله تعالى ذلك الفعل على ذلك الغير واثابته عليه السابع يجب عليه فعل عوض الالام الصادرة عنه تعالى ابتداء والعوض عبارة عن النفع المستحق الخالي عن التعظيم والاجلال والا لكان ظالما تعالى عنه علوا كبيرا

اور یہ سمجھ لے کہ یہ کبھی ہمارے بلانے سے نہ آویگا مگر یہ کہ اُسکا ادب و لحاظ کرین اور لطف و مدارات سے پیش آوین اُسوقت لطف و ادب لازم ہوگا ورنہ پھر بلانا عبث ہوا اور لطف کبھی افعال الٰہی پر موقوف ہوتا ہی جیسے انبیا کا بھیجنا معجزات کا خلق کرنا دلائل قائم کرنا اور کتابین بھیجنا اسی طرح سے ہدایت کے اور بھی اسباب پیدا کرنا یہ امور مقدمۂ لطف ہونے کی وجہ سے خدا پر واجب ہین اور کبھی لطف الٰہی افعال مکلف پر موقوف ہوتا ہی مثل اطاعت و فرمانبرداری کے تب بھی خدا پر واجب ہی کہ وہ اپنے لطف سے آگاہ کردے اور واجب کردے اور اگر خدا اور مکلف دونون کی طرف سے نہین ہی بلکہ ایک شخص ثالث کے فعل سے متعلق ہی جیسے نبی و امام جو واسطہ ہین مابین خدا اور مکلف کے تو تکلیف مین اُسکا معلوم ہونا شرط ہوگا اور خدا پر اُسکا شخص ثالث پر واجب کرنا اور اُسپر ثواب دینا لازم ہوگا بحث ساتوین خدا پر واجب ہی کہ وہ عوض آلام کا عطا کرے انسان کو اور مراد عوض سے یہ ہی کہ مستحق کو نفع پہونچا دے بدون تعظیم و اجلال کے اگر خدا آلام کا عوض نہ دیگا تو ظلم ہوگا خدا کی شان ظلم سے برتر و بزرگ ہی۔

ويجب زيادة العوض على الالم والا لزم العبث ومن جملة الوجوه التي يستحق بها العوض عليه سبحانه انزال الالام بالعبد كالامراض وغيرها ومنها تفويت المنافع كتفويت الاموال ونحوها ومنها امره سبحانه عباده بايلام الحيوان واباحته سواء كان الامر ايجابا كالذبح في الهدي والكفارة او ندبا كالضحايا فالعوض في ذلك كله على الله ومنها تمكين سباع الوحش والطير والهوام ونحوها وفي هذا المقام كلام فلا تغفل المقصد الثالث في النبوة النبي هو الانسان المخبر من الله بغير واسطة بشر وفي ذلك المقصد مسائل الاولى في حسن البعث

اور یہ بھی واجب ہی کہ جتنا الم پہونچا وے اُس سے عوض زائد دے ورنہ عوض عبث ہوگا اور آلام کے بہت سے اقسام ہین جنکا عوض خدا پر واجب ہی اور انسان مستحق عوض کا ہو جاتا ہی ایک یہ ہی کہ بندہ کا مبتلا بمرض ہونا (یا مصیبت و فقر مین مبتلا ہونا) وغیرہ وغیرہ یا کسی نفع کا فوت ہونا جیسے کسی مال کا تلف ہو جانا یا خدا کا بندون کو حکم دینا حیوان کو صدمہ پہونچانیکے لیے اور مباح کر دینا حیوان کو انسان کے لیے عام اس سے کہ یہ حکم وجوبی ہو جیسے حج مین ہدی کے لیے ذبح کرنا حیوان کا یا کفارہ واجبی مین ذبح حیوان کرنا یا یہ حکم سنتی ہو جیسے بقرعید مین ذبح حیوان مستحب ہی ان سب کا عوض خدا پر ہی یا درندون اور موذی جانورون سے چوپائے ہون خواہ پرندے انسان کو گزند پہونچانا اسی طرح سے اور بھی آلام کے اقسام ہو سکتے ہین اور اس مقام پر کلام وسیع ہی جس سے غافل نہ ہونا چاہیے (بظاہر کلام یہ ہی کہ حیوان کا ضرر پہونچانا انسان کو اور خدا کا اُس ضرر سے نہ بچانا اسکا اجر و عوض خدا پر ہی یہ نہین ہی کہ عوض مطلق ساقط ہو یا اُس حیوان سے عوض دلایا جاوے) تیسرا مقصد نبوت مین ہی نبی وہ انسان ہی کہ جو مخبر ہو خدا کیطرف سے بدون کسی واسطۂ بشر کے اس مقصد مین کئی مسئلہ ہین (پہلا مسئلہ) بعثت نبی کی بھلائی مین ہی اور دلیل بعثت نبی کی اچھائی پر یہ ہی کہ۔

والدليل عليه اشتمالها على الفوائد وخلوها عن المفاسد ومن فوائدها اعتضاد العقل بالنقل فيما يدل عليه من الاحكام كوجود الصانع ووجوبه ووحدته الى غير ذلك ومنها ازالة الخوف الحاصل للمكلف فانه اذا علم عقلا انه مملوك لغيره والتصرف فى ملك الغير بغير الاذن قبيح فيحصل الخوف عند تصرفاته لو لم يحصل بعثة وكذلك يحصل الخوف وقت عدم التصرف ايضا اذ يجوز العقل ان يكون مراد المالك نوعا من التصرفات والافعال التى لا تعلم من قبل المخبر من قبله سبحانه ومنها ان الحسن والقبح السمعيين الذين لا يستقل العقل بادراكهما ولا يستفادان الا من جهة السمع فلا يستفادان الا بعد بعثة الرسل

اس بعثت مین بہت سے فوائد ہین اور کوئی مفسدہ نہین ہی منجملہ اُن فوائد کے عقل کا نقل سے مطابق ہو جانا اور عقل کی صحت پر نقل کی تطبیق جیسے عقل وجود باری اور وجوب ذات باری اور توحید وغیرہ کو تجویز کرتی ہی انبیا کے بتانے سے اس حکم عقل کا استحکام ہوگا - دوسرا فائدہ یہ ہی کہ مکلف کو جو خوف عارض ہوتا ہی اُسکا دفعیہ بعثت نبی سے ہو جاتا ہو جب مکلف سمجھیگا کہ مین کسی شخص کا بندہ ہون اور تصرف غیر کی ملک مین بدون اُسکی اجازت کے قبیح ہی تو اس حکم عقلی سے خوف پیدا ہوگا اپنے تصرفات مین لیکن بعثت نبی سے یہ خوف برطرف ہو سکتا ہے (جب احکام کے ذریعہ سے تصرفات معلوم ہو جاوینگے) اور عدم تصرف کے وقت بھی خوف عارض ہوگا اس لیے کہ عقل حکم کرتی ہی کہ مالک کو ممکن ہی کہ کسی قسم کا اس شی مین تصرف ہی منظور ہو اور ایسے افعال جنکو یہ جان لیا ہی کہ یہ مخبر (یعنی نبی) کی طرف سے ہین ضرور مطمئن ہو جاویگا اور سمجھ لیگا کہ خدا کی مرضی بھی اسی مین ہی اور کچھ خوف نہ رہیگا - دوسرا فائدہ یہ ہی کہ جن اشیا مین حُسن و قبح کا ادراک عقل نہین کر سکتی ہی خواہ مخواہ اُس مین حسن و قبح سمعی ہوگا جو بدون سننے نبی کے معلوم نہین ہو سکتا اور سننا نبی سے بعثت نبی پر موقوف ہی -

ومنها ان اکثر المنافع والمضار لایدرک بالعقل ومن البعثة یحصل هذه الفوائد العظیمة الجلیلة ومنها ان الانسان مدنی بالطبع یحتاج الی امور کثیرة فی معاشه ولا یتم نظامه الا بها والطبائع البشریة لا تخلوا عن تنافر وتضاد فی المشتهیات والمرغوبات وکل یشتهی غلبة علی خصمه وذلک یوول الی المشاجرات المنافیة لمصلحة الاجتماع فمست الحاجة الی جامع یقهرهم علی الاجتماع وهو الشرع ولابد له من شارع یبین احکامه ویقررها ولابد ان یکون مویدا من الله بالمعجزة التی ینقاد لها اذ لو لم یتمیز بما یتمیز لم یکن اولی من غیره فلم یکن مطاعا ولم یکن ذلک المائز من قبل الخلق لوقوع التنافر فیه فی التخصیص فلاجرم یکون

چوتھا فائدہ یہ ہی کہ بہت سے اشیا کے فوائد اور نقصانون کو عقل نہین ادراک کر سکتی ہی لیکن نبی کی بعثت سے بڑے بڑے عظیم نفع و نقصان معلوم ہو جاتے ہین - پانچوان فائدہ بعثت کا یہ ہی کہ انسان مدنی الطبع ہی اپنی معاش کے بہت سے امور مین محتاج ہی جسکا انتظام اس سے ممکن نہین اور چونکہ طبائع بشری مختلف ہین اور ایک دوسرے کی ضد ہی بعض طبائع کو بعض چیزین مرغوب و پسندیدہ ہوتی ہین بعض اُنکو برا سمجھتے ہین اور نفرت رکھتے ہین جو اچھا سمجھتا ہی وہ خواہ نخواہ برا سمجھنے والے سے عداوت کریگا تو ایسی حالت مین جھگڑا و فساد پیدا ہوگا جس سے انسان کی اجتماعی حالت مین جو مصالح تھے وہ بھی مفقود ہو جاوینگے لہذا ضرورت ایک مصلح کی ہوئی جو زبردستی سب کو ایک راہ پر لگاوے اور سب کے خیالات کو یکسو کر دے وہ شرع ہی جب شرع ہوئی تو شارع کی ضرورت ہوئی جو احکام بتا دے اور تکالیف بشری کو معین کرے اور وہ نبی ہی، شارع کے واسطے یہ بھی لازم ہوا کہ خدا اُسکی اپنے معجزات سے تائید کرے جس سے لوگ اُسکی طاعت و فرمانبرداری کرین اگر کوئی مابہ الامتیاز نبی و غیر نبی مین نہ ہوا تو کیا اولویت نبی کو غیر سے ہوگی اور لوگ کیون اُسکی اطاعت کرینگے اور یہ بھی لازم ہی کہ وہ مابہ الامتیاز مخلوق کی جانب سے نہ ہو کیونکہ اس صورت مین بھی جھگڑا ہوگا کوئی کسی کو ممتاز بنانا چاہیگا کوئی کسی کو اور یہ عظیم نزاع برطرف نہ ہوگی مگر اُسی وقت

من قبل الله ليتم نظام العالم ومنها ان البعث مشتمل على اللطف وقد عرفت وجوبه
وغير ذلك من الفوائد المذكورة فی الكتب المطولة من شاء فليرجع اليها- الثانية فی
وجوب العصمة وهی لطف يفعله الله بالمكلف بحيث لا يكون له داع الى ترك الطاعة
وارتكاب المعصية مع قدرته على ذلك والدليل عليه بوجوه (۱) ان الغرض من
بعثة الرسل والانبياء انقياد البرايا الى امتثال اوامرهم ونواهيهم وافعالهم ومتى جوز
الكذب عليهم او معصية اخرى لم يبق وثوق باقوالهم وافعالهم فكيف يحصل الانقياد
وذلك ناقض لغرض البعثة (ب) انه يجب اتباع النبی فلو اتی بمعصية فاما ان يجب

جبکہ خدا کسی کو ہمارے لیے مقرر کردے اُس وقت انتظام عالم درست ہوگا- چھٹا فائدہ بعثت کا یہ
ہی کہ بعثت مشتمل ہی لطف کو اور لطف واجب ہی جیسا کہ سابقًا بیان کیا ان فوائد کے علاوہ اور
بھی بہت سے فوائد ہین جو بڑی کتابون مین موجود ہین جسکا دل چاہے دیکھے (دوسرا
مسئلہ) عصمت کے واجب ہونے مین ہی اور عصمت ایسا لطف ہی خدا کا مکلف کے ساتھ
جس کی وجہ سے کوئی امر موجب ترک طاعت کا اور ارتکاب معصیت کا ہوتا ہی نہین باوجودیکہ
مکلف قادر ہوتا ہی ترک طاعت پر بھی اور ارتکاب معصیت پر بھی عصمت پر کئی دلیلین ہین
ایک غرض بعثت سے انبیا و مرسلین کی یہ ہی تاکہ مخلوق الٰہی اطاعت و پیروی کرے اوامر و
نواہی اور افعال مین پس اگر کذب یا بدفعلی کسی قسم کی نبی سے ممکن ہوتی تو ہرگز اقوال و افعال مین
وثوق و اعتماد اُن پر نہ ہوتا نہ کوئی مطیع رہتا اس صورت مین بعثت کا فائدہ نہ رہتا- دوسرے
نبی کی طاعت واجب ہی اگر نبی حکم معصیت کا کرے تو اتباع اُسکا چاہیے یا نہین اگر کہو اتباع
نہ چاہیے تو پھر نبی مبعوث کیون ہوا ہی غرض تو اُسکی محض طاعت و پیروی ہی ہر حال مین اور اگر
معصیت مین بھی اتباع چاہیے-

اتباعہ فیہا اولا وبطلان الثانی ظاہر لانتفاء فائدۃ البعثۃ التی ہی الانقیاد والاتباع
مطلقا وبطلان الاول لان المعصیۃ لایجوز فعلہا لاحد فیلزم المتابعۃ وضدہا وہو
محال (ج) انہ یجب الانکار علی النبی اذا اتی بمعصیۃ لوجوب النہی عن المنکر عموما وہو یستلزم
ایذاءہ وہو منہی عنہ الثالثۃ انہ یجب عصمتہ من الصغائر والکبائر من اول العمر
الی اٰخرہ لعدم انقیاد العباد الی اتباع من عہد منہ صنوف المعاصی وما ینفر النفس فی سالف
عمرہ الرابعۃ یجب تنزہہ عن کلما ینفر عنہ کدناءۃ الاباء وعہر الامہات والغلظۃ و
الابنۃ والاکل علی الطریق وسائر الرذائل الخُلقیۃ والعیوب الخِلقیۃ لان ذلک کلہ موجب لتنفر
الخلق ونقص مسقط صاحبہ من القلوب والمطلوب اتباعہ الخامسۃ یجب ان یکون

تو عقل اسکو برا سمجھتی ہی لہذا اجتماع اضداد ہوا کہ ایک ہی وقت مین اتباع اور عدم اتباع ہو
اور یہ محال ہی۔ تیسرے یہ کہ جب نبی کسی گناہ و معصیت کا مرتکب ہو تو منع کرنا اُسکو لازم ہے۔
اس لیے کہ نہی عن المنکر واجب ہی عموماً ہر شخص پر عقلا اور نہی عن المنکر مستلزم ہی ایذا پر نبی کی اور
ایذا دینا نبی کو بھی منہی عنہ ہی (تیسرا مسئلہ) نبی کے واسطے عصمت واجب ہی ہر گناہ سے صغیرہ ہو
یا کبیرہ اول عمر سے آخر عمر تک اس لیے کہ یہ بھی موجب بے طاعتی کا ہی کہ اول عمر مین یا کسی حصہ مین
نبی بدچلن و بدوضع ہو ضرور طبائع ایسے شخص سے تنفر کرینگے (چوتھا مسئلہ) نبی کے واسطے واجب
ہی کہ ہر قسم کی نفرتی باتون سے محفوظ ہو جیسے بدقوما ہونا مان یا باپ کی طرف سے اور بدخلقی اور لواطہ کرانا
اور راستون مین کھاتے پھرنا اسی قسم کی اور بہت سی رذیل صفتین خلقی ہین اور بہت سے عیوب خُلقی
ہین جس سے لوگ تنفر کرتے ہین اور جو شخص ایسے صفات سے متصف ہو اُسکی کوئی وقعت دلون مین
نہین ہوتی ہی جسکا نتیجہ لازمی عدم طاعت ہی حالانکہ بعثت محض طاعت کے واسطے ہوئی ہے۔
(پانچوان مسئلہ) واجب ہی کہ۔

افضل اهل زمانه لقبح تقديم المفضول على الفاضل عقلا ونقلا قال عز من قائل افمن يهدى الى الحق احق ان يتبع امن لا يهدى الا ان يهدى فما لكم كيف تحكمون السادسة فى نبوة نبينا محمد بن عبد الله بن عبد المطلب بن هاشم بن عبد مناف صلى الله عليه وآله والدليل عليه انه اظهر المعجزة على وفق دعواه وكل من كان كذلك فهو صادق اما الصغرى فلوجهين الاول القران معجز لانه تحدى به فصحاء العرب بقوله فأتوا بسورة من مثله وتحدى له فأتوا بعشرة سور مثله مفتريات الى غير ذلك وقد عجز عنه جميع فصحاء عدنان ومصاقع خطباء قحطان حيث لم يأتوا بمثله مع توفر الدواعى عليه اظهار الفضلهم وسلامة من القتل و

بھی افضل ہو اپنے اہل زمانہ سے کیونکہ عقلاً و نقلاً فضیلت ایسے شخص کی جو کم ہو فضیلت مین افضل پر قبیح ہو خدا فرماتا ہو "آیا وہ شخص قابل و مستحق پیروی ہو جو ہدایت کرے امر حق کی طرف یا وہ شخص قابل پیروی ہو کہ جو ہدایت یافتہ نہو بلکہ خود محتاج ہدایت ہو تم کس کو ترجیح دیتے ہو اور عقل کس کی پیروی کا حکم کرتی ہو" (چھٹا مسئلہ) نبوت مین ہی ہمارے نبی محمد بن عبد اللہ بن عبد المطلب بن ہاشم بن عبد مناف صلی اللہ علیہ و آلہ کی اور دلیل آپ کی نبوت پر ظہور معجزات کا تائید مین دعوے کے اور جو ایسا ہو بیشک وہ نبی ہی اور سچا ہی دعوے مین بیان صغری کا یعنی ظہور معجزات کا اُن جناب سے اسکے دو ثبوت ہین ایک قرآن جو کہ معجزہ ہو کیونکہ تحدی کی ہو فصحاے عرب کے واسطے اور قرآن پکار کر کہہ رہا ہو "ایک سورہ ہی مثل اسکے بنا لاؤ" اور قرآن مجید مین ہو "اگر تم قرآن کو افترا سمجھتے ہو تو دس سورے اسکے مانند بنا لاؤ" اور اکثر مقام پر تحدی کی ہو لیکن تمام عرب عدنان کے فصحا عاجز رہے اور بڑے بڑے خطیب قوم قحطان کے اس دعوے کے آگے سرنگون ہو گئے کوئی بھی ایک سورہ نہ بنا سکا جو قرآن کا جواب ہوتا باوجودیکہ بہت اسباب عربون کے واسطے جمع تھے جس سے وہ آمادہ قرآن کا مثل بنانے پر ہوتے تاکہ فضل اپنا ظاہر کرین اور قتل سے محفوظ رہین۔

ظهوره علی یده قد ثبت بالتواتر الثانی ما تواتر عنه من المعجزات کینبوع الماء من بین اصابعه حتی اکتفی الخلق الکثیر منه وذلك بعد رجوعه من غزوة تبوك وکتسبیح الحصاء فی کفه وکانشقاق القمر وکتفله فی بیر قوم شکوا الیه ذهاب مائها فی الصیف حتی انفجر الماء الزلال منها فبلغ اهل الیمامة ذلك فسألوا مسیلمة الکذاب ذلك لما قل ماء بئرهم فتفل فیها فذهب الماء اجمع وکما روی انه ذبح له جابر بن عبد الله عناقا یوم الخندق وخبز له صاع شعیر ثم دعاه فقال انا واصحابی فقال نعم ثم جاء الی امرأته واخبرها بذلك فقالت له انت قلت امض اصحابك فقال لا بل هو

اب رہا ثبوت اسکا کہ قرآن مجید کس کے ہاتھ پر نازل ہوا تو یہ بتواتر ثابت ہی کہ ظہور اسکا دست رسول خدا پر ہوا ہی دوسرے اور وہ معجزات ہین جو بتواتر ثابت ہین ایک معجزہ انگلیون سے پانی بہنا اور اُس آب شیرین سے خلق کثیر کا سیراب ہونا یہ معجزہ جنگ تبوک سے واپسی پر ظاہر ہوا ہی یا کنکریون کا ہاتھ مین تسبیح کرنا یا معجزہ شق القمر یا وہ ایک معجزہ ہی کہ گرمی کے زمانہ مین ایک کنوین کا پانی خشک تھا لوگ حضرت کی خدمت مین شاکی ہوے حضرت تشریف لائے اور کنوین مین لعاب دہن ڈالا فوڑا پانی کنوین مین آگیا یہ خبر جب اہل یمامہ کو پہونچی اور مسیلمۃ الکذاب نے یہ واقعہ سنا تو ایک مرتبہ اُنکے کنوین کا پانی کم ہوگیا تھا اور اس مسیلمہ نے کنوین مین جاکر تھوکا تو تمام پانی اُسکا خشک ہوگیا یا ایک وہ معجزہ ہی کہ جابر بن عبد اللہ نے ایک بزغالہ روز جنگ خندق ذبح کیا اور ایک صاع وزن جو کی روٹی پکائی اور جناب رسول خدا کی خدمت مین حاضر ہو کر دعوت کا پیغام دیا حضرت نے فرمایا کہ مین اور میرے اصحاب سب کی دعوت ہی اُسنے عرض کی ہان بعد اسکے جابر اپنی عورت کے پاس آئے اور واقعہ بیان کیا اُسنے کہا تم نے حضرت کو مع اصحاب دعوت دی اُنھون نے کہا نہین بلکہ خود حضرت نے

لما قال انا واصحابی قلت نعم فقالت هو اعرف بما قال فلما جاء قال ما عندکم قال جابر ما عندنا الا عناق فی تنور وصاع من شعیر خبزناه فقال اقعد اصحابی عشرة عشرة ففعل فاکل کلهم وکما روی انه تفل فی عین علی لما رمدت فی غزوة خیبر فلم ترمد بعده ابدا ودعا له بان یصرف الله عنه الحر والبرد فکان لباسه فی الصیف والشتاء واحدا وکما روی ان سنان بن انس کان یرعی غنما له فجاءه ذئب فاخذ شاة منها فسعی نحوه فقال له الذئب اتعجب من اخذی شاة وهذا محمد یدعوا الی الحق فلا تجیبونه فجاء الی النبی فاسلم وکان یدعونه مکلم الذیب وکاخبار بالغیوب کما اخبر

فرمایا اُسوقت مین نے بھی عرض کردیا بہتر ہی اُس عورت نے کہا کچھ حرج نہین اگر اُن جناب نے فرمایا ہی تو خود با خبر ہین جب رسول خانۂ جابر مین تشریف لائے تو دریافت کیا کہ کیا پکایا ہی جابرؓ نے عرض کی کہ ایک برہ بھونا ہی اور ایک صاع وزن جو کی روٹی ہی فرمایا اصحاب کو میرے دس دس کر کے بٹھالو جابرؓ نے سب کو تقسیم کیا سب نے کھایا اور سیر ہوے یا ایک وہ معجزہ مروی ہی کہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے چشم رمدناک مین جناب امیر المومنین علیہ السلام کی بروز جنگ خیبر لعاب دہن لگایا جسکے بعد سے پھر تمام عمر آنکھ نہین دکھی اور دعا فرمائی تھی یا علی تم کو کوئی اذیت گرمی سردی کی نہ پہونچیگی بعد اس دعا کے ہر فصل جاڑے گرمی مین ایک لباس آپکا رہتا تھا۔ یا ایک معجزہ یہ مروی ہی کہ سنان بن انس بکریان چرایا کرتا تھا ایک روز اتفاق سے بھیڑیا آیا اور ایک بکری پکڑ لیگیا سنان پیچھے دوڑا اُسوقت بھیڑیا گویا ہوا کہ ای سنان تجھ کو تعجب ہوگا میرے بکری پکڑنے پر حالانکہ جناب محمد مصطفے حق کی طرف دعوت کرنیکو مبعوث ہوے ہین اور تم ایمان نہین لاتے یہ سن کر سنان خاموش پلٹا اور خدمت مین جناب رسول خدا کی حاضر ہوکر ایمان لایا اور مکلّم الذئب کہکر پکارا جانے لگا علاوہ ان معجزات کے اخبار بالمغیبات ہین جیساکہ

بقتل الحسين وموضع القتل فكان كما اخبر وكقوله لعلی ستقاتل بعدی الناکثین و القاسطین والمارقین الی غیر ذلك مما لا یحصی کثرة واما الکبری فلانه لو جاز ظهور المعجزة علی ید الکاذب لزم اغراء المکلفین بالقبیح وهو قبیح فیلزم علیه سبحانه اظهار کذب الکاذب حتی یتبین الحق ویرتفع الاشتباه المقصد الرابع فی الامامة وهی ریاسة عامة فی امور الدین والدنیا نیابة عن النبی وفیه مطالب المطلب الاول ان نصب الامام واجب علیه تعالی عقلا اذ نصب الامام لطف واللطف واجب اما الصغری فلانا نعلم علما ضروریا بان الناس متی کان لهم رئیس یبعثهم علی فعل الطاعات والعبادات ویزجرهم عن القبائح والمعاصی وینصف للمظلوم من الظالم کانوا الی الصلاح اقرب ومن الفساد ابعد وهذا

امام حسینؑ کی شہادت اور مقام شہادت سے خبر دینا اور ویسا ہی ظہور مین آنا یا جناب امیرؑ سے فرمانا کہ بعد میرے تم سے بیعت توڑنے والون اور قاسطین ومارقین سے لڑائی ہو گی اور مثل اسکے بہت سی پیشینگوئیان ہین جو بیشمار ہین پس معجزات کا دکھانا ثابت ہوا اب رہا یہ کہ جو معجزہ دکھاوے وہ نبی ہو اسپر دلیل یہ ہو کہ جھوٹے کے ہاتھ پر ظہور معجزات بیشک مکلفین کو ایک بدی مین پھنسانا ہو جو ہر طرح سے بد ہو ایسی صورت مین لازم ہو کہ خدا جھوٹے کا جھوٹ ظاہر کر دے تاکہ اشتباہ مٹ جاوے اور حق ظاہر ہو جاوے مقصد چوتھا امامت کے بیان مین ہو اور امامت ایک عام ریاست ہو دین و دنیا کی بہ نیابت نبی آس مقصد مین کئی مطالب ہین (پہلا مطلب) امام کا معین کرنا خدا پر واجب ہو عقلاً اسواسطے کہ امام کی تعیین لطف ہو اور لطف واجب ہو تعیین امام کا لطف ہونا اس دلیل سے ہو کہ ہم عقل کی ہدایت کے ساتھ سمجھتے ہین کہ جب لوگونکے لیے ایک ایسا رئیس ہو کہ جو طاعت وعبادت کا حکم کرے اور بدفعلی و گناہ سے روکے اور ظالم سے مظلوم کا حق دلادے تو وہ لوگ مصلحت سے اقرب ہونگے اور مفسدہ سے البعد ہونگے ایسے رئیس کے ہونے کی ضرورت ہین۔

مما لا یشک فیہ عاقل واما الکبری فقد عرفت انفا فتذکر قال اہل السنۃ نصب الامام انما یکون لطفا اذا کان متصرفا بالامر والنہی ظاہرا مشہورا غیر مستور وانتم لا تقولون بذلک فما ہو لطف لا یقولون بہ وما تقولون بہ لیس لطفا۔ واجیب عنہ ان وجود الامام فی نفسہ لطف بوجوہ۔ الاول انہ حافظ للشرائع والاحکام من الزیادۃ والنقصان الثانی ان اعتقاد المکلفین بوجود الامام وتجویزہم انفاذ حکمہ علیہم فی کل وقت یردعہم عن الفساد ویقربہم الی الصلاح وہذا معلوم بالضرورۃ الثالث ان تصرفہ لطف ولا یتم الا بوجودہ فیکون وجودہ فی نفسہ لطفا والتحقیق ان نقول اشتمال الامامۃ علی اللطف الکامل یتم بامور فیہا ما یجب

کسی عاقل کو شک نہین ہو سکتا پس جب ایسے شخص کی ضرورت عقل تجویز کرتی ہی تو خدا پر بھی واجب ہی کہ وہ ایسا شخص ہم کو عطا کرے اور ثبوت اسکا ابھی بحث نبوت مین گذرا وہی دلیل امامت کے واجب ہونے کی بھی ہی فتذکر اہل سنت کہتے ہین کہ نصب امام اُسوقت لطف ہی جب امام ظاہر بظاہر امر و نہی مین تصرف کر سکتا ہو اور پوشیدہ و مخفی نہ ہو اور شیعہ اسکے قائل نہین پھر لطف کیونکر ہو گا اور جو شیعہ کہتے ہین یہ لطف نہین ہی کیونکہ شیعہ امام کو مخفی و پوشیدہ بھی مانتے ہین جواب اس شبہہ کا یہ ہی کہ وجود امام کا بذاتہ خود لطف ہی چند وجہون سے۔ ایک یہ کہ امام حافظ شریعت و احکام ہی جو نبی کی شریعت ہی اُس مین گھٹنے اور بڑھنے نہین دیتا اور یہ لطف ہی۔ دوسرے یہ کہ لوگون کو جب اعتقاد امام کے موجود ہونے کا ہی اور وہ اعتقاد رکھتے ہین کہ حکم امام ہر حال مین اُنپر نافذ ہی تو ایسی صورت مین بھی ضرور ہی کہ انسان بدی اور فساد سے بچے اور نیک بختی اختیار کرے اور یہ فائدہ بھی امام کا کیا کم ہی تیسرے یہ کہ تصرف امام کا لطف ہی اور یہ لطف نہین پورا ہو سکتا بدون امام کے وجود کے لہذا وجود امام بھی لطف ہو گا اور تحقیق مقام یہ ہی کہ امامت کا کامل لطف ہونا چند چیزون پر موقوف ہی بعض تو خدا پر واجب ہین۔

على الله تعالى وهو خلق الامام وتمكينه بالقدرة والعلم والنص عليه باسمه ونسبه وهذا
قد فعله الله تعالى ومنها ما يجب على الامام وهو تحمله للامامة وقبولها وهذا قد فعله
الامام ومنها ما يجب على الرعية وهو مساعدته ونصرته وقبول امره وامتثال قوله وهذا
ان لم يفعله الرعية فكان منع اللطف الكامل منهم لا من الله تعالى ولا من الامام هكذا
قال جمال الملة والدين اية الله فی العالمين العلامة على الاطلاق حسن بن يوسف بن مطهر
الحلی حله الله دار الكرامة فی شرحه للتجريد وقد ذكرناه بادنی تغير وهو كلام رشيق
انيق جدا المطلب الثانی ان الامام يجب ان يكون معصوما لوجوه الاول انه لو لم يكن
معصوما لجاز عليه الخطاء والذنب والداعی الى وجود الامام ليس الا ردع الرعية

جیسے امام کا خلق کرنا اور اُسکو قادر کرنا تمکین پر اور علم دینا اور اُسکے نام ونسب سے مخلوق کو مطلع کرنا اور
یہ سب امور خدا نے باحسن وجوہ کردیے۔ اسی طرح سے بعض امور خود امام پر واجب ہین جیسے امام کا عہدۂ
امامت قبول فرمانا یہ اماموں نے کیا۔ اور بعض امور ایسے ہین جو رعیت پر واجب ہین جیسے مساعدت امام کی
اور مدد امام کی اور اُسکے حکم کو قبول کرنا اور قول کو ماننا پس اگر امت نے نہ مانا قول امام کو اور نافرمانی کی تو
قوم مانع لطف ہوئی خدا کا اور امام کا لطف تو تمام ہوگیا لہذا امام کا محض وجود عام اس سے کہ ظاہر ہو یا
مخفی ومستور ہو ہر حال مین لطف رہا۔ یہی ارشاد ہی جمال الملۃ والدین آیۃ اللہ فی العالمین علامۂ علی
الاطلاق حسن بن یوسف بن مطہر حلی کا (خدا اُنکو حلہ ہاے بہشتی عطا کرے) شرح تجرید مین جسکو ہم نے
ایک تھوڑے تغیر کے ساتھ اس مقام پر ذکر کیا ہی اور یہ تقریر نہایت عمدہ اور پرزور ہی مطلب دوسرا
واجب ہی کہ امام معصوم ہو چند وجہوں سے پہلے یہ کہ اگر امام معصوم نہ ہوا تو جائز الخطا ہوگا اور
گناہگار ہونا بھی ممکن ہوگا اور غرض امام سے محض یہی ہی کہ قوم کو خطا وعصیان سے بچاوے پس اگر
وہ خود خاطی ہی تو ایک۔ دوسرے امام کی ضرورت ہوئی جو اُسکو ہدایت کرے۔

عن الخطاء والذنب فاذا جاز عليه ايضاً ذلك لافتقر الى امام اخر يردعه عن الخطاء ولو
لم يكن هو ايضاً معصوماً احتاج الى امام ثالث وهلم جرا ويلزم التسلسل الثانی انه
لو وقع منه الخطاء لوجب الانكار عليه لعمومية الامر بالمعروف والنهی عن المنكر وذلك يضاد
امر الطاعة له بقوله تعالی اطيعوا الله واطيعوا الرسول واولی الامر منكم الثالث انه
لو اتی معصية لزم نقض الغرض من نصب الامام اذ الغرض هو انقياد الرعية واتباعهم
له فاذا فعل معصية لم يجب اتباعهم له فيها قطعاً فلزم نقض الغرض وهو المطلوب
وايضاً لزم سقوط محله عن القلوب الرابع انه حافظ للشرع فلابد من عصمته ليؤمن
من الزيادة والنقصان منه اذ فی صورة عدم عصمته يحتمل الزيادة والنقصان منه

اگر یہ دوسرا بھی خاطی ہی تو تیسرے امام کی ضرورت ہوگی جو اسکا ہادی ہو اسی طرح سے تسلسل ہوگا
(پس خواہ مخواہ امام کو معصوم ہونا لازم ہوا تاکہ غرض اپنے وجود کی پوری کرے) دوسری وجہ یہ
ہی کہ اگر امام خاطی ہوا تو واجب ہی کہ اُسکو بھی امر بالمعروف ونہی عن المنکر کی حیثیت سے تنبیہ کرین
اور یہ تنبیہ کرنا منافی اطاعت ہی حالانکہ خدا نے امام کی اطاعت کا حکم دیا ہی اور فرماتا ہی اطاعت
کرو خدا کی اور رسول کی اور جو تم مین صاحب حکم ہوگا (یعنی امام) تیسری وجہ یہ ہی کہ اگر امام گناہگار ہوا
تو غرض وجود امام کی فوت ہو جاویگی اسواسطے کہ غرض امام سے یہ ہی کہ رعیت اُسکی مطیع ہو اور اتباع
کرے اگر امام نے معصیت کی تو یقیناً اُسکی اطاعت بدکاری مین درست نہین ہی لہذا غرض وجود
امام کی فوت ہوئی اور یہی مطلوب ہی قطع نظر اسکے بدکار کی عزت بھی دلون مین نہین ہوتی اور
یہ بے وقاری امام کی بھی موجب ہوگی فوت غرض کی، چوتھی وجہ یہ ہی کہ امام حافظ شرع ہوتا ہی اُسکے
لیے عصمت واجب ہی تاکہ اطمینان رہے کمی وزیادتی مین احکام شرع کے اور اگر معصوم نہ ہوا تو
احتمال ہو سکتا ہی کہ وہ شرع مین کمی وزیادتی بھی کرے۔

في الشرع الخامس قوله تعالى لا ينال عهدي الظالمين ومن اتى بكفر او معصية في وقت فهو ظالم فلا يستحق للامامة وقوله تعالى اتامرون الناس بالبر وتنسون انفسكم وانتم تتلون الكتاب افلا تعقلون يدل هذه الاية الكريمة على ان من يكون امرا بالمعروف غير فاعل فهو ملوم فكيف يستحق الامامة المطلب الثالث يجب كون الامام افضل الرعية لانه اما ان يكون مساويا لهم او افضل وانقص على الاول يلزم الترجيح بلا مرجح في اختياره للامامة والثاني هو المطلوب والثالث يستلزم تفضيل المفضول على الفاضل وهو قبيح عقلا ويدل عليه ايضا قوله تعالى فمن يهدي الى الحق احق ان يتبع امن لا يهدي الا ان يهدي فما لكم كيف تحكمون فلابد من ان كو

پانچوین وجہ یہ ہی کہ خدا فرماتا ہی میرے عہد کو ظالم نہ پاوینگے۔ اور جو شخص کفر و معصیت کرے وہ ظالم ہی لہذا مستحق امامت کا اور عہد الٰہی کا نہین ہوسکتا اور خداوند عالم ارشاد فرماتا ہی لوگون کو حکم کرتے ہو نیکی کا اور تم بھلائے بیٹھے ہو اپنے خواہشات نفسانی کی وجہ سے اور تم کتاب مین پڑھتے ہو اور اُس سے نہین سمجھتے صاف یہ آیۃ دلالت کرتی ہی کہ جو شخص نیکی کی ہدایت کرے اور خود عامل نہ ہو تو وہ قابل مذمت و ملامت ہی اور جو شخص ملامت کا مستحق ہو وہ امامت کا مستحق نہین ہوسکتا (اسلیے کہ امامت بھی ہدایت ہی بدی سے اور جو خود بدی کرے وہ سزاوار ملامت ہی) مطلب تیسرا واجب ہی کہ امام افضل ہو اپنی رعیت سے کیونکہ یا تو مساوی ہوگا یا افضل ہوگا یا کم رتبہ ہوگا رعیت سے اگر مساوی رعیت سے ہوا تو امامت (جو کہ حکومت ہی خدا کی طرف کی) بدون ترجیح کے دی گئی اگر افضل ہی رعیت سے تو یہی ہمارا دعوی ہی اور اگر رعیت سے کم رتبہ ہی تو فضیلت ادنی کو اعلی پر دینا عقلا برا ہی اور اسی کو خدا فرماتا ہی آیا قابل پیروی کے وہ شخص ہی کہ جو ہدایت کرے امر حق کی طرف یا وہ شخص جو خود دوسرون کی ہدایت کا محتاج ہو تمھاری عقل کیا بتاتی ہی بیشک عقل اسی کو تجویز کرتی ہی کہ

افضل علماً وعملاً وشجاعة وكرماً وكذا سائر الفضائل **المطلب الرابع** يجب ان يكون منصوصاً من قبل الله لان العصمة امر خفى باطنى لا يعلمه الا الله فيجب كون نصبه من عنده تعالى عندنا فلا بد من النص عليه او ظهور المعجزة على يده واعلم ايضاً ان النبى كان اشفق على الرعية من الوالد على الولد وكان سيرته اظهار الامور الشرعية التى كانت ادون مرتبة من نصب الامام كاحكام الخلوة وغيرهما وهذه تقتضى ان ينص على الامام بعده لا سيما نظراً الى انه لما كان يسافر عن المدينة يوماً او يومين يستخلف فيها من يقوم بامور المومنين ويسوسهم فكيف ينسب الى مثله اهماله عن نصب الخليفة بعده الذى

يہلا افضل ہو دوسرے سے اسی بنا پر ضرور ہوا کہ امام رعیت سے علم وعمل وشجاعت وکرم بلکہ تمام فضائل نفسانیہ مین افضل ہو۔ مطلب چوتھا۔ واجب ہو کہ امام خدا کی طرف سے معین ومقرر ہو اسواسطے کہ عصمت جو لازم امامت ہو ایک مخفی اور باطنی شی ہو جسکو سواے خدا کوئی نہین جان سکتا لہذا واجب ہوا کہ خدا ہی امام کو معین کرے اور جب تعیین امام کی خدا کی طرف سے ہوئی تو یہ بھی ضرور ہوا کہ خدا نص کردے اور بتادے کہ فلان امام ہو یا معجزات اُسکے ہاتھ پر ظاہر کرے جو اجلاے علامات امامت سے ہی اور یہ بھی جاننے کی بات ہو کہ نبی رعیت پر نہایت شفیق ومہربان تھے باپ جیسی اولاد سے شفقت کرتا ہو اور سیرت آنحضرتؐ کی بھی یہ تھی کہ امور شرعیہ کو بالکل پوشیدہ نہ فرماتے تھے اور تعیین امام ایک امر بزرگ ہو رسول اس سے بہت کم مرتبہ چیزون کو بھی بتا گئے ہین جیسے احکام خلوت وغیرہ لیس یہ عادت وسیرت ضرور اسکی مقتضی ہو کہ بعد کے لیے اپنے بندوبست کر جاوین اور امام کو بتا جاوین کہ جو ایک قطعی امر اہم ہو خصوصاً جب ہم حالت کو اُن جناب کی دیکھتے ہین کہ ایک دن یا دو دن کے واسطے بھی حضرت مدینہ سے سفر کرتے تھے تو قوم مین کسی کو خلیفہ بنا کر چھوڑ جاتے تھے جو مومنین کے امور کو انجام دیتا رہے اور اُنکی سیاست کرتا رہے ایسی صورت مین کیونکر مناسب تھا اُنکو کہ سفر آخرت جو ہمیشہ کا سفر ہو

هو اعظم الامور الشرعية واجلها واسناها واكثرها فائدة واشدها حاجة وكيف يترك الامة فى الضلالة كما تزعمه الطائفة العامية العميا من المتسمين باهل السنة

المطلب الخامس فى ان الامام بعد رسول الله مولانا على بن ابى طالب عليه السلام والدليل عليه وجوه الاول النص عليه من قبل الله بقوله تعالى انما وليكم الله ورسوله والذين امنوا الذين يقيمون الصلوة ويؤتون الزكوة وهم راكعون وجه الاستدلال انها ان انما للحصر بتصريح ائمة العربية وتنصيصهم عليه والولى بمعنى الاولى بالتصرف يقال السلطان ولى من لا ولى له وفلان ولى الدم وقال النبى صلعم ايما امرأة نكحت

درپیش ہو اور اپنے بعد کے واسطے کسی کو خلیفہ نہ کر جاوین کہ جو اعظم امور شرعیہ سے تھا اور ہر طرح سے تمام امور شرعیہ مین جلیل و بزرگ تھا اور کل احکام سے زائد فوائد رکھتا تھا اور بہ نسبت تمام امور شرعیہ کے شدید ضرورت رہتی ہی ایسی صورت مین کیونکر ممکن تھا کہ نبی امت کو گمراہی مین مبتلا چھوڑ جاوین جیسا کہ عوام کا خیال و مذہب ہی جو کہ اپنا نام اہل سنت رکھتے ہین دکھان نام کی رعایت سے اُنھون نے سنت نبی اور سیرت رسول پر بعد کے لیے اپنا عمل رکھا) پانچوان مطلب - بعد رسول خدا امام امت کے ہمارے مولا علی بن ابی طالب علیہ السلام تھے اور آپ کی امامت پر بہت سی دلیلین ہین - پہلی دلیل خدا کی جانب سے انکا امامت کے واسطے منصوص ہونا ہی خدا فرماتا ہی خدا تمھارا والی ہی اور رسول اُسکا اور وہ لوگ جو ایمان لائے اور قائم کی نماز اور دی زکوۃ رکوع کی حالت مین - استدلال اس آیت سے یہ ہی کہ "انما" حصر کے واسطے آتا ہی جیسا کہ اہل لغت اور اہل عرب نے بتایا ہی اور ولی کے معنی اولی بالتصرف کے ہین جیسا کہ مشہور ہی - بادشاہ ولی اُسکا ہوتا ہی جسکا کوئی والی نہین - یا فلان شخص ولی ہی خون کا اور خود رسول نے فرمایا ہی جو عورت بدون اذن ولی نکاح کرے -

بغیر اذن مولاها فنکاحها باطل ثم لا ریب فی ان المراد به بعض المومنین بالاجماع ولوصفه
بوصف مخصوص کیف ولا لزم اتحاد الولی والمخاطبین وذلک البعض هو امیر المومنین علی
لان صنادید المفسرین من الجمهور والامامیة اجمعوا علی ان ایة الکریمة نزلت حین
تصدق علیؑ بخاتمه حال رکوعه الثانی قوله تعالی انما یرید الله لیذهب عنکم الرجس
اهل البیت ویطهرکم تطهیرا روت العامة فی صحاحهم وغیرها انها نزلت فی علیؑ وفاطمةؑ
والحسنؑ والحسینؑ وبه قال مشاهیر المفسرین منهم وروی فی الصحیح البخاری عن عائشة
قالت خرج رسول الله غداة وعلیه مرط مرحل من شعر اسود فجاء الحسن فادخله ثم جاء

وہ نکاح باطل ہی۔ پھر اس مین بھی شک نہین ہی کہ مراد اس آیہ مین بعض مومنین ہین بالاجماع
علاوہ اسکے ایک خاص وصف بھی بتایا گیا ہی کہ مومنین کا ولی وہی شخص ہی جو مومن ہو اور
نماز قائم کرے اور زکوۃ دے رکوع کی حالت مین اگر عامۂ مومنین مراد ہوتے تو ولی اور مخاطبین
مین اتحاد ہو جاتا جب تمام مومنین ولی ہوگئے تو اب وہ کون رہے جنکے یہ ولی ہین لہذا معلوم
ہوا کہ خاص مومنین مراد ہین اور وہ حضرت امیر المومنین علی بن ابی طالبؑ ہین اس لیے کہ تمام
اکابر مفسرین سنی وشیعہ کے اجماع کیے ہوے ہین کہ یہ آیہ شان جناب امیر المومنینؑ مین آیا جب کہ
اُن حضرت نے حالت رکوع مین انگشتری تصدق کی تھی۔ دوسری دلیل قول خدا ہی۔ خاص
ارادہ خدا کا یہ ہی کہ تم سے اور تمھارے اہل بیت سے بدیون اور برائیون کو دور کرے اور تم کو
پاک کردے پاک کرنے کے طور سے تمام اہل سنت اپنے کتب صحاح مین اور غیر صحاح مین روایت
کرتے ہین کہ یہ آیت بھی حق علی وفاطمہ وحسن وحسین علیہم السلام مین نازل ہوئی ہی اور تمام
مشہور مفسرین نے روایت کیا ہی اور صحیح بخاری مین عائشہ سے روایت ہی کہ رسول ایک روز
صبح کو سیاہ بالون کی چادر اوڑھے گھر سے برآمد ہوے (اور حضرت ام سلمہ کے گھر مین جاکر بیٹھے) دفعۃً

الحسین فادخل ثم جاءت فاطمة فادخلها ثم جاء علیؑ فادخل ثم قال انما یرید اللہ
لیذہب الخ ومثلہ فی الجمع بین الصحیحین للحمیدی وکذا فی صحیح مسلم وموطا مالک وصحیح
داؤد وغیرہم من علماء العامة وقال ابن حجر فی الصواعق المحرقة فی صحیح مسلم عن
زید بن ارقم انہ قال اذکرکم اللہ فی اہل بیتی قلنا لزید من اہل بیتہ نسائہ قال لا ایم اللہ
ان المرأة تکون مع الرجل لعصر من الدہر ثم یطلقہا فترجع الی اہلہا وقومہا اہل بیتہ
ہہنا اہلہ وعصبتہ الذین حرموا الصدقة بعدہ اذا عرفت ذلک فاعلم ان المراد من
الرجس ہو الذنب قال الرازی فی التفسیر الکبیر لیذہب عنکم الرجس ای یزیل عنکم
الذنوب وکذا غیرہ فی غیرہ ووقوع مراد اللہ واجب فتعین ذہاب الرجس و الذنب عنہم

امام حسنؑ آئے اور اُس چادر مین داخل ہوگئے پھر امام حسینؑ آئے اور وہ بھی داخل ردا ہوے پھر جناب فاطمہ آئین اور
وہ بھی داخل ردا ہوگئین پھر حضرت علیؑ آئے اور وہ بھی داخل ردا ہوگئے بعد اسکے رسولؐ نے یہ آیۂ تطہیر پڑھی اور
مثل اسی روایت کے جمع الصحیحین حمیدی مین اور صحیح مسلم مین اور موطا امام مالک مین اور صحیح داؤد وغیرہ مین
علمائے اہل سنت نے روایت کی ہی اور ابن حجر صواعق محرقہ مین نقل کرتے ہین صحیح مسلم سے کہ زید بن ارقم سے لوگون
نے دریافت کیا تو اُنھون نے کہا کہ رسول خدا نے فرمایا کہ اس آیۂ تطہیر مین خدا نے میرے اہل بیت کا ذکر کیا ہی
لوگون نے زید سے کہا کہ اہل بیت سے مراد رسولؐ کی بی بیان ہین زید نے جواب دیا کہ خدا نے ایسا نہین کہا ہی
عورت شوہر کے ساتھ ایک زمانہ تک رہتی ہی پھر اُسکو طلاق دیدی تو وہ اپنی قوم و قبیلہ سے جاملتی ہی اس مقام پر
مراد اہل بیت سے اولاد رسول اور قرابت دار اُنکے ہین جن پر صدقہ بعد رسولؐ بھی حرام تھا۔ بعد اس حدیث کے
یہ جاننے کی بات ہی کہ مراد رجس سے گناہ ہی جیسا کہ فخر رازی نے اپنی تفسیر مین کہا ہی کہ لیذہب عنکم الرجس کے
معنی یہ ہین کہ خدا زائل کرے تم سے گناہونکو اسی طرح سے اورون نے بھی اور کتابون مین لکھا ہی پس جو خدا چاہے
اُسکا ہونا ضروری ہی خدا نے اہل بیت کو گناہون سے پاک کرنا چاہا لہذا ضرور وہ پاک ہوگئے گناہون سے

فیکونون معصومین وغیر المعصوم لا یستحق الامامة لما عرفت والتخییل الذهنی مثلاً کاف
لاستعمال الاذهاب اذ قد شاع وذاع قول القائل اذهب الله عنک المرض وان لم
یکن به مرض فتوهم وجود الرجس اولا باطل لا یتفوه به عاقل الثالث قوله تعالی فمن
حاجک فیه من بعد ما جاءک من العلم فقل تعالوا ندع ابناءنا وابناءکم ونساءنا و
نساءکم وانفسنا وانفسکم ثم نبتهل فنجعل لعنة الله علی الکاذبین نقول لا ریب فی
انه تواتر کون امیر المؤمنین مدعواً حین خروج النبی للمباهلة وهو مراد بقوله انفسنا
لاندراج الحسنین وفاطمة تحت قوله ابناءنا ونساءنا ولیس المراد به نفس النبی لان

اور معصوم ہو گئے اور معصوم کے ہوتے غیر معصوم امام نہین ہو سکتا اس مقام پر شبہہ ہوتا ہو کہ کیا اہل بیت رسول
پہلے گناہگار تھے جو بعد مین ضرورت اُنکی تطہیر کی ہوئی تو جواب یہ ہو کہ محض تخییل ذہنی سے استعمال ذہاب کا
کیا گیا ہو اور یہ برابر زبان زد ہو کہ خدا نے تم سے مرض کو دور کیا اگرچہ وہ شخص مریض نہ ہو اسی طرح سے
خدا نے کہا ہو کہ اہل بیت سے گناہون کو دور کیا اگرچہ وہ پہلے سے گناہگار نہ تھے - تیسری دلیل - خدا
فرماتا ہو ای نبی جب تم سے مباحثہ کے واسطے آوین (نصارائے بنی نجران) بعد اسکے کہ تم علمی
باتین کہہ چکے ہو تو کہو آؤ ہم اپنے بیٹون کو بلائین تم اپنے بیٹون کو بلاؤ ہم اپنی عورتون کو لاتے ہین تم
اپنی عورتین بلاؤ ہم اپنے نفس کو لاتے ہین تم اپنے نفس کو بلاؤ بعد اسکے ہم تم مقابلہ کرین (ایک دوسرے
پر بددعا کرین) اُسوقت خدا جھوٹون پر لعنت کریگا - اس مین شک نہین ہو کہ یہ بات تواتر سے ثابت ہو
کہ جب جناب رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم مباہلہ کو نکلے ہین اُسوقت مردون مین جناب امیر ہی تھے
لہذا انفسنا سے یہی مراد ہونگے اس لیے کہ حسنین علیہما السلام اور جناب فاطمہ علیہا السلام کو بیٹے اور
عورت سے تعبیر کیا ہو خواہ مخواہ نفس سے جناب امیر ہی مراد ہونگے نفس رسول مراد نہین ہو سکتا -
اس لیئے کہ -

لا نسان لا یدعو النفسہ فیکون غیرہ ولیس الا علیا۔ وقد صرح السیوطی فی تفسیر الدر
المنثور والثعلبی فی تفسیرہ وغیرہما من المفسرین بان المراد با نفسنا علیؑ بن ابی طالبؑ
وھذا دلیل علی افضلیتہ وعصمتہ لانہ لما کان نفس النبی وجب ان یثبت لہ ما یثبت للنبیؐ
من المدارج القصوی خرج ما ثبت بضرورۃ العقل والنقل کالنبوۃ ونحو ھا فبقی الباقی
علی حالہ روی البیضاوی والزمخشری فی تفسیرہما انہ قال اسقف النصاری وھو المسمی
بابی الحارثۃ حین تقدم رسول اللہ وجثی علی رکبتیہ واللہ جثا جثی الانبیاء للمباھلۃ
یا معشر النصاری انی لاری وجوھا لو سالوا اللہ ان یزیل جبلا من مکانہ لازالہ فلا تبتہلوا
الحدیث وقد اعترف الزمخشری فی الکشاف بانہ لا دلیل اقوی منہ علی فضل اصحاب

انسان اپنے نفس کو نہین بلا سکتا لہذا نفس سے شخص غیر ہی مراد ہوگا اور وہ سوائے علیؑ کے کوئی دوسرا
نہ تھا اور سیوطی نے درمنثور مین اور ثعلبی نے اپنی تفسیر مین اور اکثر مفسرین نے یہی کہا ہی کہ نفس رسولؐ
سے مراد علی بن ابی طالبؑ ہین اور یہ دلیل اس بات کی ہی کہ وہ جناب افضل خلائق و معصوم تھے کیونکہ
جب نفس رسولؐ ہوے تو جو فضائل و مراتب و مدارج رسولؐ کے ہین وہ سب انکے بھی ہوے سوائے
اُن مخصوص باتون کے جو عقل و نقل سے مخصوص رسول سے ہین جیسے نبوت وغیرہ بیضاوی اور زمخشری نے
اپنی تفسیرون مین لکھا ہی کہ عیسائیون کا پادری جسکا نام ابو الحارثہ تھا مباہلہ مین موجود تھا جب اُسنے
دیکھا کہ رسولؐ خدا نے دونون ہاتھ گھٹنون پر رکھے اور مباہلہ کے واسطے اس طرح سے جھکے جیسے انبیا
مباہلہ مین جھکتے تھے تو پکارا اے گروہ نصاریٰ مین اسوقت وہ پر نور چہرے دیکھ رہا ہون کہ اگر یہ سب
مل کر خدا سے دعا کرین کسی پہاڑ کی نسبت کہ وہ جگہ چھوڑ دے تو بیشک پہاڑ جگہ سے ٹل جاویگا ہرگز
ان سے مباہلہ نہ کرو الخ زمخشری نے کشاف مین اعتراف کرلیا ہی کہ اس حدیث سے بڑھکر کوئی قوی
دلیل فضیلت آل عبا اور اصحاب کسا کی نہین ہی۔

الکساء والفضل ما شهدت به الاعداء الرابع قوله تعالی انما انت منذر ولکل قوم هاد روی الثعلبی فی تفسیره وغیره فی غیره انه قال النبی انا المنذر وعلی الهادی وفی التفسیر الکبیر انه قال ابن عباس وضع رسول الله یده علی صدره فقال انا المنذر واومی الی منکب علی وقال انت الهادی یا علی بک یهتدی المهتدون والمتبادر منه اتصافه بالهدایۃ فی کل وقت فیکون واجب الاتباع وافضل من غیره افمن یهدی الی الحق احق ان یتبع امن لا یہدی الا ان یهدی فما لکم کیف تحکمون **الخامس** قوله تعالی والسابقون السابقون اولئک المقربون روی ابن عباسؓ قال السابقون ثلثۃ فالسابق الی موسی یوشع بن نون والسابق الی عیسی صاحب یاسین والسابق الی محمد علی بن ابیطالب

یہ ایسا فضل ہی جسکی گواہی دشمنون تک نے دی ہی چوتھی دلیل امامت پر یہ ہی خدا فرماتا ہی خاص تم ڈرانے والے ہو اور ہر قوم کے واسطے ایک ہادی ہوتا ہی ثعلبی نے اپنی تفسیر مین اور نیز دیگر مفسرین نے روایت کی ہی کہ رسول خداؐ نے فرمایا مین ڈرانے والا ہون اور علی ہادی ہین اور فخر رازی نے تفسیر کبیر مین ابن عباس سے روایت کی ہی کہ رسولخداؐ نے اپنے سینہ پر ہاتھ رکھکر فرمایا کہ مین ڈرانے والا ہون اور علیؑ کے شانہ کی طرف اشارہ فرماکر فرمایا یا علی تم ہادی ہو ہدایت پانے والے تم سے ہدایت پاوینگے رسولخدا نے وقت کی تخصیص نہین فرمائی ہی جس سے بخوبی معلوم ہوتا ہی کہ آپ ہمیشہ ہادی رہین گے اور ہادی ہمیشہ واجب الاتباع ہی اور غیر ہادی سے افضل ہوتا ہی خدا فرماتا ہی کہ آیا وہ شخص جو بحق ہدایت کرے سزاوار اطاعت ہی یا وہ شخص جو خود محتاج ہدایت ہو کیا تمھارے واسطے مناسب ہی تمھاری عقل کیا کہتی ہی پانچوین دلیل امامت پر یہ ہی خدا فرماتا ہی سب سے پہلے جو ایمان لائے وہ خاص مقرب ہین ابن عباس نے روایت کی ہی کہ سابقین تین ہین موسی نبی کے سابق یعنی پہلے ایمان لانے والے یوشع بن نون تھے اور حضرت عیسی پر پہلے ایمان لانے والے صاحب یاسین تھے اور آنحضرتؐ پر پہلے ایمان لانے والے علی بن ابی طالب تھے۔

رواه الطبرانی وابن مردویه عن ابن عباس والدیلمی عن عائشة وهو یدل علی افضلیته
فتعین للامامة وهو المطلوب والآیات الدالة علی المطلوب ازید من ان تحصی
اقتصرنا علی هذا القدر مخافة التطویل **السادس** حدیث غدیر خم حین رجع
من حجة الوداع قال معاشر المسلمین الست اولی بکم من انفسکم قالوا بلی قال من کنت مولاه
فعلی مولاه اللهم وال من والاه وعاد من عاداه وانصر من نصره واخذل من خذله
وجهة الاستدلال ان المولی جاء بمعنی الاولی قال الله تعالی النار مولاهم ای اولی بهم
صرح به علماء السنة ولا ریب فی ان المعانی الاخر للمولی کالجار والحلیف والناصر وغیره

طبرانی اور ابن مردویہ نے ابن عباس سے اور دیلمی نے عائشہ سے اسی روایت کو نقل کیا ہو اور یہ دلیل
واضح افضلیت جناب امیر کی ہو اور امام افضل خلائق ہونا چاہیے اور یہی ہمارا مطلوب ہے
شمار سے باہر آیات قرآنی ہین اس باب مین ہم نے بخوف طول اسی مقدار پر اکتفا کی ہی۔ چھٹی دلیل
امامت پر حدیث خم غدیر ہی جب حجۃ الوداع سے رسول پلٹے تو فرمایا ای مسلمانو تمھارے نزدیک
مین تمھارے نفسون سے بہتر ہون یا نہین سب نے متفق اللفظ ہوکر اقرار کیا پھر فرمایا جسکا مین
مولا ہون اُسکے علی بھی مولا ہین خداوندا دوست رکھ اُسکو جو علی کو دوست رکھے اور دشمنی فرما
اُس سے جو علی کو دشمن رکھے اور مددکر اُسکی جو علی کی مدد کرے اور ذلیل و رسوا فرما اُس
شخص کو جو علی کو ذلیل سمجھے اس حدیث سے امامت پر استدلال اس بنا پر ہے کہ مولی بمعنی
اولی ہی جیسا کہ خداوند عالم بھی فرماتا ہی کہ آگ اُنکی مولی ہی یعنی اُن سے اولی ہے یہی تفسیر
علماے اہل سنت نے کی ہی اور کوئی شک نہین کہ اور معنی مولی کے اس مقام پر بنتے ہی نہین
اس لیے کہ مولی کے معنی دریاؤن کے اور ہم قسم ہونے کے اور مددگار کے بھی آئے ہین
یہ معنی اس مقام پر۔

لا یصح ههنا و لا یلیق بان یاخذ النبی علیہ البیعۃ لہ من الناس فی الحر الشدید والمکان الغیر المعہود لمثل ہذا النزول وقولہ الست اولی بکم من انفسکم یدل دلالۃ واضحۃ علی ان المراد بالمولی الاولی وکل من کان اولی بالتصرف فہو الامام والتفصیل فی المطولات لا سیّما عماد الاسلام فی علم الکلام السابع حدیث المنزلۃ قد تواتر ان النبیؐ قال لعلی انت منی بمنزلۃ ہارون من موسی الا انہ لا نبی بعدی یدل علی ان علیا کان لہ جمیع منازل ہارون من موسی ومن جملتہا الخلافۃ وبقائہا لو عاش بعدہ وایضا من الافضلیۃ ما لا یخفی وقد

نہین بنتے اس لیئے کہ نبی ایسے وقت مین کہ سفر کی حالت مین ہون اور شدت گرمی کی ہو وہان لوگون سے بیعت لے رہے ہون ایسے موقع پر سوائے اسکے کہ مولی بمعنی اولی استعمال کیا ہو اور کیا ہو سکتا ہی خصوصًا پہلا قول رسول کا کہ مین تمھارے نزدیک تمھارے نفوس سے بہتر ہون یا نہین اس سے صریحی معلوم ہوتا ہی کہ علیؑ کو بھی انھین معنون مین مولی فرمایا ہی پس ضرور ہوا کہ جو اولی بالتصرف ہو وہی امام ہو اور تفصیل اس مبحث کی بڑی کتابون مین موجود ہی خصوصًا کتاب عماد الاسلام فی علم الکلام مین ساتوین دلیل امامت کی حدیث منزلت ہی جو بطریق تواتر پہونچی ہی رسول خدا نے فرمایا ہی جناب امیرؑ سے یا علیؑ تم کو مجھ سے وہ نسبت ہی جو موسیٰؑ سے ہارونؑ کو تھی مگر یہ کہ نبوت مجھ پر ختم ہو چکی ہی - یہ حدیث بخوبی اس امر کی کاشف ہی کہ جو نسبتین حضرت ہارونؑ کو حضرت موسیٰؑ سے تھین وہی سب نسبتین جناب امیرؑ کو رسول خدا سے تھین اور منجملہ اُن خصوصیتون اور فضیلتون کے ایک خلافت ہی اگر حضرت ہارونؑ زندہ رہتے بعد حضرت موسیٰؑ کے تو بیشک وہی خلیفہ ہوتے - علاوہ خلافت کے افضلیت ہی حضرت ہارون کی اورون پر اس سے تو انکار ہی نہین ہو سکتا اور شافعی وابن المغازلی نے روایت کی ہی کہ جب رسولؐ خدا نے مسجد کے گرد کے دروازون کے بند کرنے کا حکم دیا ہی -

روی الشافعی وابن المغازلی ان النبی لما امر لسد الابواب الا باب من هو باب مدینة
العلم فشق ذلک علی اصحابه فبلغ ذلک النبی فقام خطیبا فقال ان رجالا لا یجدون فی
انفسهم انی اسکن علیا فی المسجد والله ما اخرجتهم ولا اسکنته ان الله عز وجل اوحی الی
موسی واخیه ان تبوّأ لقومکما بمصر بیوتا واجعلوا بیوتکم قبلة الایة وامر موسی ان لا یسکن
مسجده ولا ینکح فیه ولا یدخله الا هارون وذریته وان علیا منی بمنزلة هارون من موسی
وهو اخی دون اهلی ولا یجوز فی مسجدی لاحد ان ینکح النساء الا علی وذریته ویؤیده
تسمیة اولاده باسماء اولاد هارون قال الفیروزابادی فی القاموس شبر کبقم وشبیر کبعیر

اور باب مدینۂ علم کو مستثنی کیا ہی اُسوقت اصحاب کو بے حد شاق ہوا جناب رسول خدا صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کو جب خبر ملی تو حضرت خطبہ کے واسطے مسجد مین تشریف لائے اور فرمایا کہ جن چیزون کی صلاحیت نہین لوگ اُن باتون کی خواہش کرتے ہین مین نے علیؑ کو مسجد مین رکھا ہی قسم بخدا مسجد سے نہین نکالا مین نے لوگون کو اور نہ رکھا مین نے علیؑ کو مگر اس لیے کہ خداوند عالم نے حضرت موسیٰ اور اُنکے بھائی کو وحی کی کہ تم دونون اپنی قوم کے واسطے مصر مین گھر بناؤ اور اُن گھرون کو قبلہ قرار دو الآیہ جب گھر تیار ہوے تو حضرت موسیٰ نے حکم دیا کہ کوئی اُس مسجد مین سکونت نہ کرے اور نہ اُس مین نکاح کرے اور نہ داخل ہو اُس مین مگر ہارون اور اُنکی ذریت اور بہ تحقیق کہ علیؑ میرے نزدیک بمنزلۂ ہارونؑ کے ہین جو نسبت حضرت ہارونؑ کو حضرت موسیٰ سے تھی اور علیؑ میرے بھائی ہین علاوہ اہل بیت ہونے کے اور کسی کو جائز نہین ہی کہ میری مسجد مین عورتون سے نکاح کرے سواے علیؑ اور اُنکی ذریت کے اور مؤید اس حدیث کی یہ بات ہی کہ اولاد علیؑ کو حضرت ہارونؑ کی اولاد کے نامون کے ساتھ مسمی کیا تھا جیسا کہ فیروزآبادی نے قاموس مین کہا ہی کہ شبر بوزن بقم ہی اور شبیر بوزن بعیر ہی۔

ومشبر کمحدث ابناء هارون قیل وباسمائهم سمی النبی الحسن والحسین والمحسن انتهی الثامن روت العامة فی کتبهم المعتبرة انه قال النبی لعلی انت اخی ووصیی وخلیفتی من بعدی وقاضی دینی وجه الدلالة غنی عن الابانة التاسع قول النبی صلعم ان علیا منی وانا منه وهو ولی کل مومن بعدی رواه صاحب جامع الاصول وغیره وفیه دلالة واضحة علی افضلیته ع والافضل یتعین للامامة علی ان الولی بمعنی الاولی بالتصرف کما عرفت فی قوله تعالی انما ولیکم الله الایة وبقرینة قوله بعدی وعدم صحة ارادة الناصر والحلیف وغیرهما من الولی کما لا یخفی العاشر حدیث الطیر روی بن المغازلی وغیره

اور مشبر بوزن محدّث ہی اور یہ تینون نام ہارون کی اولاد کے تھے اور کہا گیا ہی کہ یہی نام رسولؐ خدا نے اپنے نواسون یعنی حسنؑ وحسینؑ ومحسنؑ کے رکھے تھے انتہی آٹھوین دلیل امامت کی یہ ہے اہل سنت نے اپنے کتب معتبرہ مین نقل کیا ہی فرمایا رسولؐ خدا نے علیؑ ابن ابی طالب علیہ السلام سے کہ تم میرے بھائی ہو اور وصی ہو اور خلیفہ ہو بعد میرے اور میرا قرضا دا کرنے والے ہو اس حدیث سے استدلال ظاہر ہی امامت پر جو محتاج بیان نہین نوین دلیل امامت کی قول رسولؐ خدا ہی کہ علیؑ مجھ سے ہین اور مین علیؑ سے ہون اور وہ ولی ہین ہر مومن کے میرے بعد یہ حدیث جامع الاصول وغیرہ مین مروی ہی اور یہ صریحی دلالت رکھتی ہی افضلیت جناب امیرؑ پر اور افضل ہی امام ہوگا اس لیے کہ ولی بمعنی اولی بالتصرف ہوتا ہی جیسا کہ ہم نے آیۂ کریمہ انما ولیکم اللہ مین بیان کیا ہی قطع نظر اسکے بعد کی لفظ ایک قرینۂ واضحہ ہی اس بات کا کہ ولی سے مراد اولی بالتصرف ہی اور ولی کے معنی ناصر یا ہم قسم ہونے کے درست نہین ہوتے اس لیے کہ بعد میرے ناصر ہونگے یا ہم قسم میرے ہونگے یہ ایک مہمل ورکیک معنی ہین دسوین دلیل امامت کی حدیث طیر ہی مغازلی وغیرہ نے روایت کی ہی کہ۔

انه کان عند النبی صلعم طایر قد طبخ له فقال اللهم ائتنی باحب خلقك الیك یاکل معی هذا
الطیر قال انس بن مالك قلت فی نفسی اللهم اجعله رجلا من الانصار فقال جاء علی
فقرع الباب قرعا خفیفا فقلت من هذا فقال علیؑ فقلت ان رسول الله علی حاجة فانصرف
فرجعت الی رسول الله وهو یقول الثانیة اللهم ائتنی اه قال فقلت اللهم اجعله رجلا من
الانصار فقال جاء علی فقرع الباب فقلت الم اخبرك ان رسول الله علی حاجة ثم انصرف
فرجعت الی رسول الله وهو یقول الثالثة اللهم ائتنی اه فجاء علیؑ فضرب الباب ضربا
شدیدا فقال رسول الله افتح افتح افتح قال فلما نظر الیه رسول الله قال اللهم و الی

ایک طائر بھنا ہوا خدمت جناب رسولؐ خدا صلی اللہ علیہ و آلہ مین رکھا گیا حضرت نے دعا کی خداوندا
اُس شخص کو بھیج جو سب سے زیادہ تیرا محبوب ہو اور وہ آکر میرے ساتھ اسے کھائے انس بن
مالک ناقل ہی میرے دل مین فوراً آیا کہ خداوندا وہ تیرا محبوب انصارئین سے کوئی شخص ہو کہ
دفعتہً علی بن ابی طالبؑ آئے اور چپکے سے دروازہ کھٹ کھٹایا مین نے کہا کون ہو کہا علیؑ ہین مین نے
کہا رسول خدا ایک ضرورت مین ہین یہ سن کر علیؑ پلٹ گئے مین پھر خدمت رسول مین حاضر ہوا
دیکھا مین نے وہی دعا پھر رسولؐ خدا نے کی اور مین نے بھی دل مین اپنے اُسی طرح سے کہا
کہ کاش کوئی انصار سے اسوقت آجاوے دفعتہً پھر دروازہ کو کسی نے چپکے سے کھٹ کھٹایا
معلوم ہوا علیؑ ہین مین نے ابکی کہا گیا آپ کو خبر نہین ہی کہ رسول خدا اس وقت ایک
ضرورت مین ہین یہ سن کر علیؑ پھر واپس گئے مین حاضر خدمت رسولؐ ہوا سنا تیسری مرتبہ پھر
رسولؐ خدا کو وہی دعا کرتے ہوئے ابکی مرتبہ جو علیؑ آئے تو بہت زور سے دروازہ کھٹ کھٹایا
آواز رسولؐ خدا نے سنی اور تین مرتبہ مجھ سے فرمایا کھولو کھولو کھولو تو انس کہتا ہی دیکھا مین نے
جب رسولؐ کی نظر علیؑ پر پڑی فرمایا خداوندا یہ میرا دوست ہی۔

اللهم والی فجلس مع رسول الله واکل من الطیر انتهی و دلالته علی افضلیته واحبّیته الی الله مما لا یخفی علی من له ادنی عقل و لاحبّیته الیه تعالی عبارة عن زید الثواب و رفع الدرجات قال الشاعر ؎ علی له فی الطیر ما طار ذکره + قامت به اعداه و هی شهد + الحادی عشر قول النبی انا مدینة العلم و علی بابها رواه صاحب جامع الاصول و البغوی واحمد فی مسنده و غیره فی غیره و یؤیده مضمونه قوله اقضاکم علی فثبت کونه اعلم الاصحاب فیکون واجب الاتباع لقوله تعالی واتوا البیوت من ابوابها و هل یستوی الذین یعلمون والذین لا یعلمون والافضل متعین للامامة الثانی عشر ورد فی الصحاح

خداوندا یہ میرا دوست ہی علیؑ بیٹھ گئے اور رسولؐ خدا کے ساتھ وہ کباب بھنے ہوے نوش کیے تھی اس حدیث سے افضلیت علیؑ کی اور خدا کی تمام مخلوق مین محبوب ہونا ثابت ہوا جسکو ادنیٰ عقل والا بھی سمجھ سکتا ہی اور محبوب خدا ہونے سے مراد یہ ہی کہ علیؑ کا درجہ پیش خدا سب سے زیادہ ہی اور سب سے زیادہ یہی ثواب کے مستحق ہین شاعر کہتا ہی علی کو بھنے جانور کے کھانے سے وہ مرتبہ ملا کہ اُنکا ذکر خیر تمام عالم مین منتشر ہو گیا دشمن اُنکی بدی پر آمادہ ہین حالانکہ وہ خود اس فضیلت کے شاہد و گواہ ہین گیارھوین دلیل امامت کی قول رسولؐ خدا ہی مین شہر علم ہون اور علی دروازہ ہین اُسکے مصنف جامع الاصول نے اور بغوی نے اور احمد بن حنبل نے اپنی مسند مین اور بہت سے علماے اہل سنت نے اس حدیث کو اپنی مصنفات مین نقل کیا ہی اور تائید مین اس حدیث کی دوسرا قول رسولؐ خدا کا ہی اصحاب سے خطاب فرما کر ارشاد ہوا تم سب سے زائد علیؑ ہی فیصلہ کرنا جانتے ہین اس سے بھی معلوم ہوا کہ جناب امیرؑ کل اصحاب سے اعلم تھے اور جو اعلم ہو وہی واجب الاتباع ہی کیونکہ خدا فرماتا ہی اور آؤ گھرون مین دروازون سے اُسکے علیؑ در مدینۂ علم ہین اُنھین سے علم لینا چاہیے پھر خدا فرماتا ہی کیا جاننے والے اور کچھ نہ جاننے والے دونون برابر ہین بیشک جاہل سے عالم افضل ہی اور افضل ہی امامت کا مستحق ہے

ومسند احمد وغیرھا عن عبد اللہ بن بریدۃ قال سمعت ابی یقول حاصرنا خیبر و
اخذ ابوبکر اللواء فانصرف ولم یفتح لہ ثم اخذھا عمر من الغد فرجع ولم یفتح واصاب الناس
یومئذ شدۃ وجھد فقال رسول اللہ ع انی دافع الرایۃ غدا الی رجل یحب اللہ ورسولہ
ویحبہ اللہ ورسولہ کرار غیر فرار لا یرجع حتی یفتح لہ فبات الناس یتداولون لیلتھم ایھم
یعطاھا فلما اصبح الناس غدوا الی رسول اللہ کلھم یرجون ان یعطاھا فقال این علی
بن ابی طالبؑ فقالوا انہ ارمد العین فارسل الیہ فبصق رسول اللہ فی عینہ ودعا لہ
فبرء فاعطاہ الرایۃ ومضی علی ولم یرجع حتی فتح اللہ علی یدیہ وفیہ من الفضیلۃ

بارھوین دلیل امامت پر صحاح مین اور مسند احمد بن حنبل مین عبد اللہ بن بریدہ سے روایت ہی وہ کہتا
ہی مین نے اپنے باپ سے سنا وہ کہا کرتے تھے کہ ہم لوگون نے خیبر کا قلعہ گھیر اتھا اور نشان لڑائی
کا ابوبکر کے ہاتھ مین تھا لڑائی فتح نہ ہوسکی اور یون ہی پلٹے دوسرے دن عمر نشان لشکر لے کر گئے اور
بے فتح پلٹنا پڑا اُس روز لوگون نے بہت کوشش بھی کی اور کچھ نہ ہوسکا پس رسولؐ خدا نے فرمایا
کل کے روز مین نشان لشکر دونگا ایسے شخص کو جو خدا اور رسولؐ کو دوست رکھتا ہی اور خدا اور رسولؐ
اُسکو دوست رکھتے ہین وہ کرار غیر فرار ہی جب تک فتح نہ کرلیگا ہرگز نہ پلٹے گا شب بھر تمام لشکری
اس تمنا مین رہے دیکھین کس کو یہ علم ملتا ہی صبح ہوتے ہی سب خدمت رسولؐ مین حاضر ہوے اور
اُس نشان کی امیدواری کی لیکن رسولؐ نے فرمایا کہان ہین علی بن ابی طالبؑ لوگون نے عرض کی
آنکھین اُنکی آشوب مین ہین حضرت نے بلایا اور لعاب دہن آنکھون پر ملا اور دعا کی - فوراً
آنکھین اچھی ہوگئین وہ نشان لشکر حضرت علی ع کو عطا ہوا اور وہ جناب لڑائی پر تشریف لے گئے
اور بے فتح کیے نہ پلٹے خدا نے فتح اُنھین کے ہاتھ سے کرائی - اس حدیث مین جو فضیلت حضرت
امیر المومنین کی ہی -

مما لا يخفى مع دلالته على ان الشيخين كانا عاريين من هذه الاوصاف الجليلة فلم يكونا
محبين ومحبوبين لله فلا يستحقان الخلافة فتعين مولانا امير المومنين الثالث عشر
قول النبی اللهم ادر الحق معه حيث دار وقوله علی مع الحق والحق مع علی لن يفترقا حتى
يردا علی الحوض رواه جماعة كثيرة من العامة كابن المغازلی وابن ابی الحديد المعتزلی فكان
واجب الاتباع فی اقواله وافعاله وكان معصوما وافضل من غيره الرابع عشر ظهور المعجزة
علی يده مع ادعائه الامامة فيكون صادقا اما ظهور المعجزة فلانه قد ثبت بالتواتر انه فتح
باب خيبر وعجز عن اعادته سبعون رجلا من اشد الناس قوة فقال والله ما قلعت باب خيبر

وہ پوشیدہ نہین ہی باوجودیکہ اس حدیث سے یہ بھی معلوم ہوا کہ شیخین مین وہ صفات نہ تھے جو
رسول نے بیان فرمائے ہین پس نہ یہ دوست خدا اور رسول ہین اور نہ خدا اور رسول اُنکو دوست رکھتا
ہی لہذا ایسے لوگ مستحق خلافت بھی نہین ہو سکتے اب منحصر ہوئی خلافت جناب امیرؑ مین تیرھوین
دلیل امامت کی قول رسول خدا ہی خداوندا حق کو پھیر علیؑ کے ساتھ جدھر علیؑ جاوین اُسی طرف حق
بھی ہو اور پھر فرمایا علیؑ حق کے ساتھ ہین اور حق علیؑ کے ساتھ ہی یہ دونون جدا نہ ہونگے یہانتک
کہ میرے پاس حوض کوثر پر آوین ایک بڑی جماعت نے علماے اہل سنت کی یہ روایت کی ہی
مثل ابن مغازلی اور ابن ابی الحدید معتزلی کے اس حدیث کی بنا پر جناب امیرؑ واجب الاتباع ہوے
اپنے اقوال و افعال مین اور معصوم بھی ہوے اور سب سے افضل ہوے چودھوین دلیل امامت
کی معجزات کا ظاہر ہونا دست حق پرست پر امیر المومنین کے ادعاے امامت کے ساتھ اور یہ دلیل
واضح ہی امامت کی اور جناب امیرؑ کے دعوے مین سچے ہونے کی اب رہا ثبوت ظہور معجزات کا تو
تواتر سے ثابت ہی کہ خیبر کا دروازہ ستر آدمیون سے کھل نہ سکتا تھا جو قوی ہیکل تھے سب سے
لیکن علیؑ نے تنہا اُسکو کھولا اور فرماتے تھے قسم بخدا در خیبر مین نے اپنی قوت سے نہین کھولا۔

بقوة جسمانية بل بقوة ربانية وخاطبه الثعبان على منبر الكوفة فسئل عنه فقال انه من حكام الجن اشكل عليه مسئلة اجبته عنها وردت له الشمس بعد الغروب مرتين كما فى شواهد الجامى وغيره من الكتب المعتمدة وايضا روى فى كتب الفريقين انه لما توجه الى صفين اصابهم عطش عظيم فامرهم نحفر وافريبا من دير فوجد واصخرة عظيمة عجزوا عن نقلها فنزل فاقتلعها ودحاها مسافة بعيدة فظهر الماء فشربوه ثم اعادها فنزل صاحب الدير واسلم فسئل عن ذلك فقال بنى هذا الدير على قالع هذه الصخرة

بلکہ خدا کی قوت سے کھولا - اور ایک روز جناب امیر المومنین علیہ السلام ممبر پر خطبہ پڑھ رہے تھے مسجد کوفہ مین ایک اژدہا آیا اور حضرت سے باتین کین اور چلا گیا حضرت سے دریافت پر معلوم ہوا کہ وہ رئیس ہی قوم جن کا ایک سخت مسئلہ درپیش ہوا تھا جسکو اُسنے حضرت سے حل کرایا - اور بعد غروب کے سورج کا دو مرتبہ آپ کی خاطر سے طلوع کرنا یہ بھی ایک عظیم معجزہ ہی جسکو شواہد النبوت مین جامی نے نقل کیا ہی اور بھی کتب معتبرہ مین یہ معجزہ منقول ہی - اور یہ معجزہ بھی فریقین کی کتابون مین مروی ہی کہ جب جناب امیر المومنین علیہ السلام جنگ صفین مین جانے لگے تو ایک منزل پر پانی نہ ہونے سے تمام لشکر پیاسا ہوا حضرت نے ایک مقام پر زمین کھودنے کا حکم دیا قریب ایک کلیسا کے جب تھوڑا کھودا گیا تو ایک بھاری پتھر نمودار ہوا سب نے اُسپر زور کیا بالکل جنبش نہ ہوئی پھر خود حضرت قریب آئے اور اُس پتھر کو اُٹھا کر بہت دور پھینک دیا اُس سے ایک شیرین چشمہ نمودار ہوا سب سیراب ہوے پھر اُس پتھر کو اُٹھا کر چشمہ بند کر دیا کلیسا کا پادری دیکھ رہا تھا دیکھتے ہی خدمت مین حاضر ہوا اور اسلام لایا اُس سے جب وجہ اسلام دریافت کی تو بیان کیا یہ کلیسا محض اسی علامت کے واسطے یہان بنایا گیا ہی کہ جو شخص اس پتھر کو اُکھاڑے وہی خلیفۂ برحق حضرت رسول آخر الزمان صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ہی۔

ومضى من قبلى ولم يدركوه واستشهد معه بالشام الى غير ذلك ومنها اخباره بالغيب
ووقوع ما اخبر به فقد روى الفريقان انه اخبر بقتل ذى الثدية ولما لم يجده اصحابه
بين القتلى قال والله ما كذبت ولا كذبت فاعتبرهم عليه السلام حتى وجده وشق
قميصه فوجد على كتفه سلعة كثدى المرأة عليها شعر ينجذب كتفه مع جذبها ويرجع
كتفه مع تركها واخبر بقتل نفسه فى شهر رمضان وان قاتله ابن ملجم المرادى لعنة الله
فكان كما اخبر وروى انه قال لما اصحابه ان اهل النهر وان قد عبروا فقال لم يعبروا
فقال جندب بن عبد الله الازدى ان وجدت القوم قد عبروا كنت اول من يقاتله

سیکڑون مجھ سے پیشتر گذر گئے کسی کو بھی اس پتھر کے اُکھاڑنے والے کا پتہ نہ معلوم ہوا وہ بادری جناب
امیر کی خدمت مین رہا اور شام کی لڑائی مین شہید ہوا علاوہ اسکے اور بہت سے معجزات ہین جن مین
سے ایک غیب کی خبر دینا ہی اور اُس خبر کا مطابق واقع کے ہونا جیسا کہ فریقین نے روایت کیا ہی کہ
حضرت نے ایک شخص کے مقتول ہونے کی خبر دی جو ذوالثدیہ ہوگا اصحاب نے مقتولین مین ڈھونڈھا
کوئی اس صفت کا نہ پایا حضرت نے فرمایا قسم بخدا نہ مین جھوٹا ہون نہ مجھکو جھوٹی خبر دی گئی یہ فرماکر
خود ڈھونڈھنا شروع کیا ایک شخص کو پایا اُسکا کرتا جب اُتارا تو اُسکے شانون پر مثل پستان کے ایک
بتوڑی سی تھی جسپر بال تھے جسکے دبانے سے شانہ کھنچتا تھا اور چھوڑ دینے سے شانہ پھیل جاتا تھا
اپنے قتل ہونے کی خبر دی تھی کہ مین ماہ رمضان المبارک مین قتل ہونگا اور قاتل میرا ابن ملجم مرادی ہوگا
خداوند عالم اُسپر لعنت کرے اور ایسا ہی ظہور مین آیا۔ یا روایت مین ہی کہ اصحاب جناب امیر المومنین
علیہ السلام نے عرض کی یا حضرت اہل نہروان نہروان سے عبور کر گئے ہین امیر المومنین علیہ السلام نے
فرمایا ہرگز نہین اُسنے جندب بن عبداللہ ازدی سے کہا کہ اگر لوگون کا کہنا صحیح ہوا تو پہلا مقابلہ کرنیوالا
آپ کا مین ہونگا۔

فلما وصلنا النهروان لم نجدهم عبروا فقال يا اخي الازدي تبين لك الامر فاطلع
علي ما في ضميره وروي انه قال يوما على المنبر سلوني قبل ان تفقدوني فوالله لا تسئلوني
عن فئة تضل مائة وتهدي مائة الا انبأتكم بناعقها وسائقها الى يوم القيمة فقام اليه
رجل فقال اخبرني كم في راسي ولحيتي من طاقة شعر فقال امير المومنين لقد حدثني خليلي
بما سالت عنه وان على كل طاقة شعر ملكا يلعنك وعلى كل طاقة شعر في لحيتك شيطان
يستفزك وان في بيتك لسخلا يقتل ابن رسول الله فلما كان من امر الحسين بن علي
ما كان تولى قتله وايضا روي ان اهل الكوفة شكوا اليه زيادة الشط فخرج والناس حوله

جب لوگ نہروان میں پہونچے تو دیکھا کہ واقعی اہل نہروان اپنی جگہہ سے نہیں ہلے اُس وقت حضرت
نے فرمایا اے بھائی ازدی آیا تجھپر اصل امر ظاہر ہوا جو تیرے دل میں ہے پس آپ ضمیر جندب کے
مطلع ہو گئے اور روایت میں ہے کہ ایک روز حضرت امیر المومنین علیہ السلام منبر پر تشریف لے گئے اور
فرمایا پوچھ لو جو کچھ پوچھنا ہو قبل اسکے کہ مجھ کو کھو بیٹھو قسم بخدا مجھ سے نہ پوچھو گے حال اُس لشکر کا جو گمراہ
رہیگا سو سال تک اور ہدایت یافتہ رہیگا سو سال تک قیامت تک کا مگر یہ کہ میں اُسکا حال بھی بتادونگا
ایک شخص کھڑا ہو گیا عرض کی بتایئے میرے سر میں اور میری ڈاڑھی میں کتنے بال ہیں فرمایا حضرت
نے میرے دوست (یعنی رسول خدا) نے مجھ کو یہ بھی بتادیا تھا کہ تیرے ہر بُن مو پر سر کے ایک ملک
موکل ہے جو تجھ پر لعنت کرتا ہے اور ہر بُن مو پر ڈاڑھی میں تیری شیطان ہے جو تجھ کو اغوا کرتا ہے اور خوف
الٰہی کم کراتا ہے تیرے دل سے اور تیرے گھر میں ایک نونا ئیدہ لڑکا ہے کہ جو فرزند رسول کو قتل کریگا
اور ایسا ہی ہوا کہ جب امام حسین علیہ السلام کوفہ میں مدینہ سے بلائے گئے تو اسی کے بیٹے عمر نے
قتل امام حسین کا بیڑا اٹھایا۔ اور یہ بھی ایک روایت میں ہے کہ اہل کوفہ نے اگر شکایت کی طغیانی نہر کی
حضرت نے لوگوں کو ہمراہ لیکر

حتی جاء الی النهر و دعی الله وضرب وجه الماء فنقص ذراعا ثم ضربه ثانیة فنقص ذراعا فقال یکفیکم قالوا زدیا امیر المؤمنین فضربه ثالثة فنقص حتی ظهرت الحیتان وسلمت علیه الا الجری والمارماہی والزمار فسألوه عن ذلك فقال انطق منها ما طاب واحل وصمت منها ما حرم وخبث ونظائر ذلك کثیرة لو استقصینا لطال الکلام وان ذرت نبذا من معجزاته فادر ان دعواه الامامة مما شاع وذاع بین الجماهیر الا تری ان قول عمر انك لحریص علی الخلافة وقول معاویة تقاد کما یقاد الجمل المخشوش کما نقله ابن ابی الحدید المعتزلی فی شرح نهج البلاغة وغیره فی غیره وتخلفه عن البیعة

کنارۂ نہر پر تشریف لائے اور خدا سے دعا کرکے پانی پر ہاتھ مارا ایک ہاتھ پانی گھٹ گیا پھر دوبارہ ہاتھ مارا ایک ہاتھ پانی اور کم ہو گیا پھر فرمایا اسقدر تمھارے واسطے کافی ہی لوگون نے عرض کی نہین مولی اور کم فرمایئے حضرت نے تیسری مرتبہ ہاتھ مارا ابکی اسقدر پانی کم ہو گیا کہ تہ کی مچھلیان دکھائی دینے لگین اور اُن سب نے حضرت پر سلام کیا مگر جری مچھلی اور مارماہی اور زمار مچھلی نے سلام نہین کیا لوگون نے وجہ دریافت کی فرمایا جو مچھلیان گویا ہوئین وہ پاک و حلال تھین اور جو چپ ہین یہ حرام اور خبیث قسم کی تھین اور مثل اسکے بہت سے کرامات و معجزات ہین اگر ہم سب کا ذکر کرین تو طول ہو گا اور جب ہم تھوڑے معجزات کی تحقیق کر چکے تو اب یہ امر باقی رہا کہ دعواے امامت بھی اُن حضرت نے کیا تھا یا نہین تو یہ بات بھی زبان زد ہی تمام علماے اہل سنت کے خود عمر کا قول شاہد ہی وہ کہا کرتے تھے جناب امیر المومنین سے کہ آپ منصب خلافت کے بہت حریص ہین اور معاویہ کہا کرتا تھا کہ آپ اسطرح کھینچے جاتے تھے جس طرح کہ نکیل والا اونٹ کھینچا جاتا ہی اس قول کو ابن ابی الحدید معتزلی نے شرح نہج البلاغہ مین نقل کیا ہی علاوہ اسکے اورون نے بھی لکھا ہی اور پہلے بیعت ابوبکر سے انکار فرمانا۔

اولاثور وقوعہا بالجبر والکرہ من بوس فی کتب العامۃ من شاء التفصیل فلیرجع الی المطولات
الخامس عشر انہ کان اعلم الصحابۃ فیکون افضل منہم قال سبحانہ وتعالی ہل
یستوی الذین یعلمون والذین لایعلمون والافضل ہو الامام والدلیل علی اعلمیتہ
قول النبی اقضاکم علی ورجوع الصحابۃ الیہ فی الوقائع والمسائل المعضلۃ ولم یرجع
الی احد الاتری الی قول عمر لولا علی لہلک عمر فی سبعین موضعا وکان یتعوذ من قضیۃ
لاابا حسن لہا وقضایاہ العجیبۃ واحکامہ الغریبۃ مشہورۃ منہا قصۃ القید وہی
ان رجلا قید عبدہ وحلف ان لایحلہ منہ حتی یتصدق بوزن قیدہ لوجہ اللہ
فسئل ذلک عن علیؑ فقال ضع رجلہ بالقید فی قصعۃ فیہا ماء فاذا انتہی صعود الماء

پھر بجبر وظلم بیعت کرنا یہ بھی دلیل ہے اسکی کہ آپ مدعی خلافت تھے، جیسا کہ کتب اہل سنت مین
موجود ہے جسکا جی چاہے بڑی کتابون مین دیکھے پندرھوین دلیل امامت پر یہ ہے کہ آپ تمام اصحاب
سے اعلم تھے لہذا افضل ہونگے خدا فرماتا ہے کیا عالم اور جاہل دونون برابر ہین (ہرگز برابر نہین
ہوسکتے) اور افضل امام ہوگا اور دلیل اس بات کی کہ وہ جناب کُل اصحاب سے اعلم تھے قول رسولخدا ہے
کہ علی تم سب سے زائد فیصلہ کرنیوالے ہین علاوہ اسکے تمام اصحاب ہر واقعہ اور مشکل مسئلہ مین آپ ہی کیطرف
رجوع کرتے تھے اور یہ جناب کسی کیطرف رجوع نہ فرماتے تھے دیکھو کسقدر مشہور ہے قول عمر کا اگر علیؑ نہوتے تو عمر ہلاک
ہوجاتا ستر مقام پر کہا ہے اور اسی بنا پر عمر کہا کرتا تھا اعوذ باللہ من قضیۃ لاابا حسن لہا اور بہت سے
عجیب قضیے اور احکام مشہور ہین ایک قصہ مشہورہ یہ ہے ایک شخص نے غلام کے پیر مین لوہے کی بیڑی
ڈالی اور حلف کیا جبتک بقدر اسکے صدقہ نہ کرونگا اس بیڑی کو نہ اُتارونگا اب وہ حضرت کی خدمت مین
آیا اور دریافت کیا کہ کیا کرون فرمایا ایک طشت مین پانی بھر کر پیر اُسکا مع بیڑی کے طشت مین ڈال
اُسکے بعد دیکھ طشت مین کتنا پانی بلند ہوا۔

فارفع المقيد وضع بعده براده الحديد ينتهي صعود الماء كما كان اولا وتصدق بوزن البرادة فانها زنة المقيد ففعل ذلك ووزنة البرادة مع المقيد فكانا سواء و منها قصة المرأتين اللتين كل واحدة منها كانت تدعي في ولد صغير انه ولدها فنصحهما عليه السلام فلم ترتدعا فقال ايتوني بمنشار فقالوا لاي شئ تريد يا امير المومنين فقال قده بنصفين اعطي كل واحدة نصفا فسكت احديهما وقالت الله الله يا امير المومنين ان كان لابد فقد وهبته لها وسكتت الاخرى فحكم به الباكية ثم اقرت الاخرى بكذبها ومنها انه اتي اليه بمولود له راسان وصدران في حقو واحد وقد كان الحكم

پھر بیڑی ہاتھ سے اُٹھائے رکھ اور برادہ لوہے کا ڈالنا شروع کرا تاکہ پھر پانی اُسی قدر بلند ہو جیسا کہ بیڑی پڑنے سے بلند ہوا تھا بعد اُسکے اُس برادہ کے بقدر خیرات کر وہ خیرات اُسی قدر ہوگی جتنا وزن بیڑی کا تھا اُس شخص نے ایسا ہی کیا بعد اُسکے برادہ سے جب بیڑی تولی تو برابر تھی۔ اسی طرح سے ایکمرتبہ دو عورتین ایک بچہ لیکر آئین ہر ایک مدعی تھی کہ یہ میرا بچہ ہو حضرت امیر المومنین علیہ السلام نے اُن دونون کو بطرز نصیحت بہت سمجھایا جب کوئی بھی دعوے سے باز نہ آئی تو حضرت نے ایک کلہاڑی مانگی لوگون نے عرض کی یا امیر المومنین کلہاڑی کیا کیجیے گا حضرت نے فرمایا اس بچہ کو دو حصہ کرکے آدھا آدھا تقسیم کردونگا یہ سن کر ایک اُن مین کی رونے لگی اور عرض کی اللہ اللہ ای امیر المومنین اگر یہی کرنا ہو تو مین درگذری یہ بچہ مین نے اس عورت کو ہبہ کیا اور دوسری چپکی کھڑی رہی جو رورہی تھی وہ جھگڑنے لگی آخر کو اُس نے اپنے جھوٹ کا اقرار کیا۔ اور ایک قضیہ یہ پیش آیا کہ ایک لڑکا جسکے ایک دھڑ پر دو سر اور دو سینے تھے خدمت جناب امیر المومنین علیہ السلام مین حاضر کیا گیا جسکی میراث مین شبہ تھا کہ وہ ایک آدمی ہو یا دو ہین

فی میراثہ مشتبہا علی اھلہ ھل ھو واحد او اثنان فقال اعتبروہ اذا نام فانتبھوا

احدھما فان انتبھا جمیعا فھما واحد وان انتبہ احدھما دون الاخر فھما اثنان ومنہا

قصۃ الخنثی انہ جاءت امرأۃ الی شریح القاضی فخلت معہ وقالت ان لی ما للرجال

وما للنساء واحیض وامنی وانتھت بولد من بطنی وولدی من ظھری ید رما الحکم

فیہ فاتیا الی علی فقال جرّدوھا وعدوا اضلاعھا فان کانت متساویۃ من الجانبین

فھی امرأۃ وان کانت مختلفۃ من الجانب الایمن اکثر والایسر اقل فھو رجل

ففعلوا ذلک فوجدوا اضلاعھا متساویۃ فحکم لھا بالانوثۃ ومنہا رجلین استصحبا

فی الاکل وکان مع احدھما خمسۃ ارغفۃ ومع الاخر ثلثۃ فربھما قالت فاستدعیاہ

حضرت امیرالمومنین علیہ السلام نے فرمایا جب یہ سو جاوین تو ایک کو جگاؤ اگر دونون ساتھ اُٹھ بیٹھین

تو سمجھو کہ یہ ایک ہی اور اگر ایک اُٹھے اور دوسرا سوتا رہے تو اُنکو دو خیال کرو۔ اور ایک قصہ

خنثی کا مشہور ہی کہ ایک عورت قاضی شریح کے پاس آئی اور تخلیہ مین اُس سے کہا کہ مجھ مین

مرد و عورت دونون کی علامتین ہین اور حیض بھی آتا ہی اور محتلم بھی ہوتی ہون اور میرے

پیٹ سے بچہ پیدا ہوتا ہی اور مجھ سے دوسرے کے یہان بھی بچہ پیدا ہوتا ہی آپ کا کیا

حکم ہی شریح جناب امیرالمومنین علیہ السلام کی خدمت مین لایا حضرت نے فرمایا اسکو برہنہ

کر کے پسلیان گنو اگر دونون پہلو کی پسلیان برابر ہون تو عورت ہی اور اگر مختلف ہون داہنی

جانب زائد ہون اور بائین جانب کم ہون تو مرد ہی لوگون نے یہی کیا پسلیان برابر تھین حضرت

نے اُسکو عورت قرار دیا۔ اور ایک قصہ یہ ہی کہ دو آدمیون نے ساتھ کھانا کھایا ایک کے پاس

پانچ روٹیان تھین دوسرے کے پاس تین روٹیان کہ یکایک ایک تیسرا آدمی آیا ان دونون

نے اُسکو بھی اپنا شریک کیا۔

للاكل فاكلوا جميعا فلما فرغوا اعطاهما ثمانية دراهم فقال صاحب الخمسة لي خمسة ولك
ثلاثة بعدد الارغفة فابى صاحب الثلثة الا لنصف فاحكما الى علىؑ فقال ان هذا فيما
لا يحتكم فيه الناس وصاحبك قد انصفك فقال لا اريد الا مر الحق فقال لك درهم
ولصاحبك سبعة فقال ولم قال لان الارغفة انقسمت اربعة وعشرين جزء لك
منها تسعة اكلت ثمانية وبقي لك جزء اكله الضيف فذلك درهم ولصاحبك خمسة
عشر جزءا اكل منها ثمانية وبقي سبعة اكلها الضيف فله سبعة دراهم الى غير ذلك من
القضايا الغريبة والقصص العجيبة السادس عشر انهؑ كان ازهد الناس واعبدهم
فانه هو الذي طلق الدنيا ثلاثا وكان ياتي بيوت الاموال فيكنسها ويصلي فيها ويقول

سب نے مل کر کھانا کھایا جب سب کھا کر فارغ ہوئے تو اُس مہمان نے آٹھ درم ان دونوں کو دیے جسکی
پانچ روٹیاں تھیں اُسنے پانچ درہم مانگے اور جسکی تین روٹیاں تھیں اُسکو تین درہم دینا چاہیے بحساب
عدد نان اس تین روٹی والے نے انکار کیا اور نصف درہم مانگے یہ قصہ جناب امیرؑ کی خدمت میں آیا حضرت
نے فرمایا یہ ایسی بات نہیں جس میں تم جھگڑو واقعی تیرے مصاحب نے انصاف سے زائد کیا ہی اُسنے
کہا کہ میں حق سے زائد نہیں چاہتا حضرت نے فرمایا تیرا ایک درہم ہی اور تیرے مصاحب کے سات
درہم ہیں اُسنے عرض کی کیوں فرمایا اسلیے کہ روٹیوں کو ہم نے چوبیس حصوں پر تقسیم کیا ہی جو تیرا حصہ تھا وہ
نو عدد تھے جس میں سے آٹھ حصہ کھا لیے ایک باقی رہا جسکو تیرے مہمان نے کھایا عوض اُسکا ایک درہم تھا
اور تیرے مصاحب کے پندرہ حصہ تھے آٹھ کھائے سات بچے جو مہمان نے کھائے تو اُسکے سات
درہم ہوئے علاوہ اسکے بہت سے عجیب و غریب قصے ہیں (مطلب سولھواں) جناب امیرؑ تمام عالم سے زاہد
و عابد تھے اُنھوں نے تین مرتبہ دنیا کو طلاق دی اور بیوت اموال میں تشریف لاتے تھے اور جھاڑو دیتے
تھے اور نماز پڑھتے تھے اور اُسکی طرف خطاب کر کے فرماتے تھے۔

يا صفراء يا بيضاء غري غيري - وروى انه قال و والله لقد رقعت مدرعتي هذه حتى استحييت من راقعها وكان راقعها الحسن وكان حمائل سيفه من ليف النخل ونعله من ليف وقد كان ياكل اللحم قليلا وروى عبد الله بن رافع انه دخل على علىؑ يوم عيد فقدم اليه جراب مختوم فاستخرج منه خبز شعير يابس فجعل يكسره ويأكل فقلت ولم تختمه قال اخاف ان يصنع فيه احد ولدي اداما وقال سويد بن غفلة دخلت على علىؑ في قصر الامارة بالكوفة فوجدت بين يديه قصعة فيها لبن حامض اجد ريحه من شدة الحموضة وفي يده رغيف ارى قشار الشعير في وجهه وهو يكسره بيده فاذا غلبه

اى سونے چاندی میرے غیر کو فریب دے۔ اور روایت مین ہی کہ حضرت فرماتے تھے قسم بخدا مین نے اس کرتہ مین پیوند اسقدر لگوائے ہین کہ اب بنانے والے سے شرم آتی ہی اور پیوند جناب امام حسنؑ بنایا کرتے تھے اور حضرت کی تلوار کی ڈوری لیف خرمہ کی ہوتی تھی اور نعلین بھی لیف خرمہ کی تھی اور حضرت بہت کم گوشت نوش فرماتے تھے۔ روایت ہی کہ ایک دن بروز عید عبد اللہ بن نافع خدمت جناب امیر المومنین علیہ السلام مین حاضر ہوے دیکھا کہ ایک تھیلی پر مُہر لگی ہی حضرت نے اُس مُہر کو توڑ کر ایک سوکھی روٹی جو کی نکالی اور توڑ کر نوش فرمانا شروع کیا مین نے عرض کی یا امیر المومنین اس اہتمام سے اس روٹی کو مُہر لگا کر رکھا ہی حضرت امیر المومنینؑ نے فرمایا بچون کے خوف سے کہ وہ بدل نہ دین اور سوید بن غفلہ کہتے ہین کہ مین دار الامارۃ مین کوفہ کے داخل ہوا دیکھا مین نے کہ جناب امیر المومنین علیہ السلام تشریف فرما ہین اور سامنے اُنکے ایک طاس مین مٹھا بھرا رکھا ہے اس قدر ترش ہی کہ بو اُسکی پھیلی ہوئی ہی اور دست مبارک مین اُن جناب کے ایک جو کی خشک روٹی ہی جس پر تمام بھوسی بھری ہوئی ہی اور امیر المومنین علیہ السلام اُسکو توڑتے ہین تو نہین ٹوٹتی آخر زانو سے دبا کر توڑا۔

کسرہ برکبتہ ویطرحہ فیہ فقال ادن فکل من طعامنا فقلت انی صائم وقلت بجاریتہ
ویحک یا فضۃ الا تتقین اللہ فی ہذا الشیخ فتنخلی طعامہ فقالت انہ ع تقدم الینا ان لا ینخل
لہ طعام قال ع ما قلت لہا فاخبرتہ فقال بابی وامی من لم ینخل لہ طعام ولم یشبع من خبز
البر ثلثۃ ایام حتی قبضہ اللہ الیہ واما عبادتہ فہی ایضا مشہورۃ مسلمۃ عند الموالف
والمخالف حتی انہ روی ان علی بن الحسین علیہ السلام کان یصوم النہار ویقوم اللیل
ویصلی الف رکعۃ کل یوم ویدعوا بالدعوات ومع ذلک یرمی بصحیفتہ کالمتضجر و
یقول انی لی بعبادۃ علی بن ابی طالب ع وروی انہ بسط لہ لیلۃ الہریر فی صفین نطعین

اور اُس مٹھے مین ڈال دیا حضرت نے مجھکو دیکھکر فرمایا ای سوید تم بھی کھاؤ ہمارے کھانے کو مین نے
عرض کی یا حضرت روزے سے ہون بعد اسکے مین حضرت کی کنیز سے مخاطب ہوا اور کہا واے ہو تجھ پر
ای فضہ تم خدا سے خوف نہین کرتین کہ ایسے بزرگ کو بھوسی بھی پاک کر کے کھانا نہین کھلاتین فضہ
نے کہا اُن جناب نے مجھکو منع کیا ہو کہ بھوسی نہ نکالا کرو جناب امیرؑ نے مجھ سے پوچھا کیا کہا تم نے جو
مین نے فضہ سے کہا تھا وہ عرض کر دیا فرمایا مان باپ میرے فدا اُس شخص پر جسنے کبھی بھوسی پاک
کرا کے کھانا نہین کھایا اور نہ کبھی گیہون کی روٹی کھائی برابر تین دن یہان تک کہ وفات ہوئی
(یعنی جناب رسالت مآبؐ کی) عبادت آن جناب کی مشہور آفاق ہی دوست دشمن سب مقر ہین
یہان تک کہ حضرت امام زین العابدین علیہ السلام کی نسبت مروی ہو کہ وہ جناب دن کو روزہ
رکھتے تھے اور پھر رات کو ہزار رکعت نماز پڑھتے تھے اور دعائین پڑھا کرتے تھے باوجود
اسکے صحیفہ کو اپنے دل تنگ ہو کر زمین پر رکھ دیتے تھے اور فرماتے تھے کہان ممکن ہو میرے
لیے علی بن ابی طالب کی عبادت اور روایت مین ہو کہ لیلۃ الہریر مین دونون لشکرون کے مابین حضرت
کا مصلے بچھا اور مع وظیفہ مقررہ کے نماز پڑھی۔

الصفين فصلی وردہ والسہام یقع بین یدیہ ویمر بصماخیہ وقال ابن عباس رایت
علیا فی بعض ایام حرب صفین وھو یرقب الشمس عند الزوال فقلت یا امیر المؤمنین
ما تصنع قال ارقب الشمس حتی تزول لاصلی فی اول الوقت فقلت لہ کفی بنا شغلا عن
ذلک بالحرب فقال ما نقاتلھم انما نقاتلھم علی اقامۃ الصلوۃ بالجملۃ لامجال لاحد
فی انکارہ السابع عشر کونہ اشجع الناس وھو ظاھر جلا فانہ ما ھرب بحرب قط
ولا ضرب ضربا قط الا قط وبسیفہ تشید قواعد الاسلام وارکان الایمان وصار
شجاعتہ ضرب المثل وکان ملوک الکفار یستعینون باسمہ ویتبرکون بہ فی حربہ و

اور تیرون کی بوچھار تھی جو سامنے آکر گرتے تھے اور سنسناتے کانون کے پاس سے نکل جاتے تھے اور
ابن عباسؓ سے روایت ہی کہ بعض ایام جنگ مین صفین کے دیکھا مین نے حضرت امیر المومنین علیہ السلام
کو وہ دیر سے منتظر تھے زوال آفتاب کے مین نے عرض کی یا امیر المومنین کس خیال مین ہین فرمایا
زوال آفتاب کا منتظر ہون تاکہ اول وقت نماز ادا کرون ابن عباسؓ نے کہا کہ اس انتظار سے
بہتر ہی کہ ہم لڑائی کے امور مین مشغول ہون حضرت امیر المومنین علیہ السلام نے فرمایا کہ مین اسلیے
اسی نماز کے برپا رکھنے کے واسطے لڑ رہا ہون ورنہ ہرگز نہ لڑتا المختصر کسی کو اُنکے زہد وعبادت
مین مجال دم مارنے کی نہین ہی **مطلب سترھوان** وہ جناب شجاع ترین مردم تھے اور یہ بھی
ظاہر ہی کہ کبھی وہ جناب کسی لڑائی سے نہین بھاگے اور کبھی ایسا وار نہین کیا جو خالی گیا ہو
اور اُسنے نہ کاٹا ہو اُنھین جناب کی تلوار شرربار سے ستون اسلام وارکان ایمان مستحکم ہوے
اور شجاعت اُن جناب کی ضرب المثل ہو گئی کفار بادشاہ تک اُنکے نام سے استعانت
کرتے ہین اور لڑائیون مین اپنی اُنھین کا نام مبارک سمجھ کر لیتے ہین اور غلبہ وفتح ونصرت
کے واسطے۔

يرسمون اسمه على راياتهم للغلبة والنصر وشجعان العرب يفتخرون بالوقوف في الحروب بازائه قال عبد الله بن الزبير دخلت يوما على معاوية فوجدته متكيا فقلت لو شئت ان افتك بك لفعلت فقال لقد شجعت فقلت وما الذي تنكره من شجاعتي وقد وقفت في الصف بازاء علي بن ابي طالب وقد واسى بنفسه وبات على فراش رسول الله من دون مخافة وكان المقتولين يوم بدر نصف منه والنصف الاخر منه ومن سائر المسلمين والملائكة المسومين وفي احد فر من فر وكان علي يحمي عن رسول الله ويذب بنفسه عنه الكفار والفجار وناداه جبرئيل لا سيف الا ذو الفقار ولا فتى الا علي وقتل عمرو بن

لڑائیون کے نشانون پر اُنھین کا نام نامی لکھتے ہین اور عرب کے پہلوان فخر کرتے ہین اس بات پر کہ ہم جناب امیرؑ کے مقابلہ مین ٹھہر سکے چنانچہ عبد اللہ بن زبیر کہتا ہی کہ ایک روز مین معاویہ کے پاس گیا دیکھا وہ تکیہ لگائے بیٹھا ہی مین نے کہا اگر مین ناگہان تجھ کو قتل کرنا چاہتا تو ممکن تھا معاویہ نے کہا تم مجھ سے زائد شجاع ہو مین نے کہا کیا کوئی میری شجاعت سے انکار کر سکتا ہی حالانکہ مین صف جنگ مین حضرت علیؑ بن ابی طالب کے مقابل مین لڑتا رہا اور وہ جناب اپنی جان کو جان نہین سمجھتے اور فرش رسولؐ خدا پر بے خوف وخطر سو رہے اور وہ ایسے تھے کہ جنگ بدر مین تمام مقتولین مین آدھے تنہا اُنھین کے قتل کیے ہوے تھے اور آدھے کشتون کو علیؑ نے اور تمام مسلمانون اور ملائکۂ بانشان نے مل کر قتل کیا تھا اور جنگ احد مین بھاگنے والے تو بھاگ گئے تھے علیؑ ہی وہ تھے جنھون نے رسولؐ خدا کی حمایت کی اور اپنی ذات سے محض کفار و فجار کو رسولؐ خدا کے سامنے سے مار کر ہٹایا اور جبرئیلؑ نے یہ شجاعت دیکھ کر کہا کہ کوئی تلوار ذو الفقار کے سوا نہین نہ کوئی جوان علیؑ کے سوا ہی اور اُنھین جناب نے عمر بن عبد ود ایسے۔

عبد ود الذی کان اشجع العرب یوم الاحزاب وقال فیہ لضربۃ علی یوم الخندق
افضل من عبادۃ الثقلین وجاءت اخت عمرو بن عبد ود فقالت ؎ لو کان قاتل عمرو
غیر قاتلہ + بکیتہ ابدا ما دمت فی الابد + لکن قاتلہ من لا یعاب بہ + من کان یدعی
قدیما بیضۃ البلد + وقتل مرحبا بعد ما فر ابوبکر وعمر نقلہ المخالفون والموالفون وکان
الفتح علی یدہ وکذلک فی غزاۃ حنین ولنعم ما قال ابن ابی الحدید فی بعض قصائدہ ؎
ولیس بنکر فی حنین فرارہ + وفی احد قد فرخوفا وخیبرا - وقد قیل ان ضرباتہ کانت وترا
وقالوا کان سیفہ یقط الہام قط الاقلام وقد کبر لیلۃ الہریر خمسمائۃ تکبیرۃ عند ضربہ

بہادر کو مارا جنگ احزاب مین جنکی نسبت رسول خدا نے فرمایا کہ ضربت علیؑ بروز خندق
افضل ہی عبادت ثقلین سے اور عمرو بن عبد ود کی بہن جب نعش پر اپنے بھائی کی آئی تو
کہتی تھی کہ عمرو کا قاتل اگر سوائے علیؑ کے کوئی اور ہوتا تو مین تمام عمر اپنے بھائی کو روتی لیکن
چونکہ قاتل عمرو کا وہ بہادر ہو جسکے ہاتھ سے مارا جانا کوئی عیب نہین ہو کیونکہ وہ جوان ہمیشہ سے
محترم و رئیس بلد سمجھے جاتے ہین اور جناب امیرؑ نے مرحب ایسے پہلوان کو مارا بعد اسکے کہ ابوبکر
وعمر بھاگ آئے تھے دشمن و دوست سب مقر ہین کہ فتح خیبر کی اُنھین جناب کے ہاتھ پر ہوئی
اسی طرح سے جنگ حنین بھی اُنھین جناب کے ہاتھ پر ہوئی کیا خوب کہا ہی ابن ابی الحدید نے
اپنے بعض قصائد مین - کوئی شخص حنین مین ان لوگون کے بھاگنے کا انکار نہین کر سکتا ہی
لوگ تو احد و خیبر مین بھی بھاگے تھے اور کہا گیا ہو کہ حضرت کے حملہ ایسے ہوتے تھے کہ
ایک ضربت مین دشمن کا خاتمہ ہوتا تھا اور کہا ہو کہ اُن جناب کی تلوار بڑے بڑے پہلوانوں کو اسطرح
سے کاٹتی تھی جیسے قلم تراشتے ہین اور لیلۃ الہریر مین اُنھین جناب سے پانچسو تکبیرین سنی گئیں
اور یہ تکبیر حضرت اسوقت فرماتے تھے جب بڑے بڑے

كل ضربة بفارس من فرسان اهل الشام وقد اقتصرنا على هذا القدر مخافة التطويل والله يهدى
من يشاء الى سواء السبيل ولو اوردنا ذكر باقى فضائله الحميدة وفضائله الجميلة وفواضله
الجليلة لخرجنا عما نحن بصدده من شاء الاطلاع عليه فليرجع الى كتب اصحابنا تكملة
فى نبذ من مطاعن خلفائهم الثلثة حتى تبين عدم صلاحيتهم للخلافة وههنا فصول
الفصل الاول فى مطاعن الاول وهى كثيرة جدا منها تخلفه عن جيش اسامة مع
ان النبى قال جهزوا جيش اسامة لعن الله من تخلف عنه وكان يكرر الامر بالخروج فيكون
المتخلف ملعونا بنص رسول الله فلا يليق بالامامة وقول فضل بن روزبهان واخوانه
فيكون هذه الفقرة اللعنية من ملحقات الروافض كذب فضيح الا ترى الى الشهرستانى

شجاعان اہل شام پر ہاتھ لگاتے تھے ہم نے خوف سے طول کے اسیقدر فضائل کے متعلق بیان کیا ہی
اور خدا جسکو چاہتا ہی راہ راست دکھاتا ہی اگر ہم اُن جناب کے باقی نیک خصلتین اور فضائل جمیلہ و فواضل
جلیلہ کو اس مقام پر بیان کرتے تو خواہ مخواہ اپنے فریضہ سے نکل جاتے (کیونکہ یہ رسالہ علم کلام مین لکھنا مقصود
ہی سیرت و تاریخ نہین ہی پس جسکو اُن مناقب و فضائل کا دیکھنا منظور ہو وہ ہمارے علما کی کتابونکو دیکھے
تکملہ تھوڑے سے مطاعن خلفائے ثلاثہ کے بیان کرتے ہین تاکہ معلوم ہوجاوے کہ یہ لوگ خلافت کی صلاحیت
نہ رکھتے تھے اور اس مقام پر چند فصلین ہین پہلی فصل خلیفۂ اول کے مطاعن مین ہی اور مطاعن بہت ہین ایک
لشکر اسامہ سے روگردانی کرنا باوجودیکہ رسول خدا نے فرمایا تھا لشکر اسامہ کے ساتھ جاؤ اور جو شخص اس سے
نکل جاویگا اُسپر خدا لعنت کریگا اور مکرر حضرت نے تاکید فرمائی تھی اسامہ کے ساتھ جانے کی پس جو
تخلف کرے اسامہ سے وہ حسب ارشاد رسول ضرور ملعون ہی اور جو ملعون ہی وہ امامت کے لائق نہین
ہی اور یہ کہنا فضل بن روزبہان اور اُنکے بھائیون کا کہ لعنتیہ فقرہ رافضیون کا بڑھایا ہوا ہی بڑا رسوا
کرنے کا جھوٹ ہی دیکھو شہرستانی کو۔

رئیس الاشاعرۃ قال فی الملل والنحل بعد کلام الخلاف الثانی فی مرضہ انہ قال جھزوا
جیش اسامۃ لعن اللہ من تخلف عنہ فقال قوم یجب علینا امتثال امرہ واسامۃ قد برز
من المدینۃ وقال قوم قد اشتد مرض النبی فلا یسع قلوبنا المفارقۃ والحالۃ ھذہ فنصبر
حتی ننظر ایش یکون من امرہ انتہی۔ منہا قولہ ان لہ شیطانا یعتریہ فان زاغ فقوموہ
وان استقام فاعینوہ فکیف یستحق الامامۃ من کان یطلب الارشاد من الناس وکان مغلوبا
للشیطان والقول بانہ من باب ھضم النفس یشبہ الھذیان فانہ لا یصح ان یقول احد
انہ فاجر او کافر ھضما لنفسہ لاسیما من یدعی الخلافۃ لرسول اللہ ثم یسترشد من الناس
والرعایا منہا قول عمر ان بیعۃ ابی بکر کانت فلتۃ وقی اللہ المسلمین شرھا فمن عاد الی مثلہا

جو کہ رئیس ہو اشاعرہ کا ملل ونحل مین ایک کلام کے بعد لکھتا ہی کہ دوسری مخالفت وہ ہی جو مرض رسول
مین کیگئی کہ رسول نے فرمایا جاؤ لشکر اسامہ کے ساتھ اور جو اس سے تخلف کرے خدا اُسپر لعنت کرے یہ
سنتے ہی سب نے کہا کہ حکم عالی کا امتثال فرض ہی فوراً اسامہ مدینہ سے باہر جا چکے لیکن ایک قوم نے
کہا کہ رسول کا مرض بڑھتا جاتا ہی ہمارے قلب گوارا نہین کرتے کہ ایسے وقت مین نکلین باوجودیکہ حال ایسا نازک
ہو بس اتنا صبر کرو کہ ہم دیکھ لین کیا ہونیوالا ہی انتہی دوسری بات طعن کی یہ ہی کہ وہ فرمایا کرتے تھے مجھپر شیطان
ہر وقت مسلط رہتا ہی اگر مجھکو ٹیڑھا دیکھو تو سیدھا کر لیا کرو اور اگر مجھکو سیدھا پاؤ تو میری مدد کیا کرو سبحان اللہ
ایسا شخص جو لوگون سے ہدایت کی خواہش رکھتا ہو اور شیطان سے ایسا مغلوب ہو وہ کیا امامت کا
مستحق ہو سکتا ہی اور سنیونکا یہ کہنا کہ یہ فقرہ کسر نفس سے فرمایا ہی یہ ہذیان ہی کوئی کافر و فاجر انکسار مین
نہ کہیگا خصوصاً وہ شخص جو مدعی خلافت رسول کا ہو اور وہ اپنی رعایا سے اور لوگون سے ہدایت کا طالب
ہو تیسری طعن یہ ہی کہ عمر صاحب فرماتے ہین کہ بیعت ابوبکر کی ناگہانی تھی خدا نے اُسکے شر سے مسلمانونکو
بچایا پس اگر مثل اُسکے اور کوئی خلیفہ بن بیٹھے۔

فاقتلوه فان كان عمر صادق اثبت كونها فلتة وان كان كاذبا فكان ابوبكر ايضا كاذبا غير مستحق للامامة والا لزم الخرق للاجماع المركب - منها قول ابي بكر اقيلوني اقيلوني فلست بخيركم وعلي فيكم فان كان صادقا لم يك صالحا للامامة وان كان كاذبا لم يصلح لها ايضا قال بعض اوليائه انه من باب التواضع وهضم النفس وانت تعلم انه غير معقول اذ مثله في امور الدين والخلافة بعيد عند الفحول وكيف يقول عاقل بانه يجوز للنبي ان يقول اقيلوني هضما للنفس - منها قوله في مرضه ليتني تركت بيت فاطمة ولم اكشفه وليتني في ظلة بني ساعدة كنت ضربت يدي على يد احد الرجلين فكان هو الامير وكنت الوزير منها انه لو لم يولّه رسول الله شيئا من الاعمال وولي غيره وبعثه الي مكة اولا لقرأته

تو اُسکو ضرور قتل کرنا - اگر عمر سچے ہین تو بیشک ابوبکر کی خلافت ناگہانی ہوگی اور اگر عمر جھوٹے ہین تو ابوبکر بھی جھوٹے ہونگے اور امامت کے مستحق نہ ہونگے اس واسطے کہ اجماع مرکب ٹوٹ جاویگا (جو انکی خلافت پر عمر کی شرکت سے ہوا ہی) چوتھی طعن یہ ہی کہ ابوبکر کہا کرتے تھے چھوڑ دو مجھکو چھوڑ دو مجھکو مین تمھارے واسطے اچھا نہین ہون علیؑ تم مین موجود ہین تم انکو اختیار کرو) اگر ابوبکر سچے ہین اپنے قول مین تو ظاہر ہی کہ قابل امامت کے نہ ٹھہرے اور اگر جھوٹے ہین تب بھی جھوٹا امامت کے شایان نہین ہی بعض انکے دوست کہتے ہین کہ یہ فقرہ تواضع وفروتنی کی وجہ سے فرمایا تھا ہر شخص سمجھ سکتا ہی کہ مہمل ہی کیونکہ امر دین اور در باب خلافت فروتنی چہ معنی دارد کوئی عاقل اسکو تجویز نہ کریگا کہ انکسار مین اس قسم کے کلمات رسول کو کہنا بھی جائز ہون پانچوین طعن تم دیکھا اپنے مرض الموت مین کہتے تھے کاش مین گھر فاطمہؑ کا چھوڑ دیتا اور نہ کھولتا دروازہ اور کاش مین بنی ساعدہ کے چھتّے کے نیچے کسی اور شخص کے ہاتھ پر بیعت کرکے اُسکو حاکم بناتا اور خود اُسکا وزیر بنتا چھٹی طعن یہ ہی کہ رسولخدا نے کبھی کسی امر مین ابوبکر کو کوئی منصب نہین دیا باوجودیکہ غیرون کو مامور فرماتے رہے لیکن ایک روز سورہ برائت دیکر اہل مکہ کے پاس ابوبکر کو بھیجا -

سورة البرائة ثم عزله بامر الله حيث نزل جبرئيل ع وقال لا يودی عنك الا انت او
رجل منك. منها انه منع فاطمة ارثها فقالت له فی خطبة طويلة ذكرها ابو بكر الجوهری
وغيره يا ابن ابی قحافة ارث اباك ولا ارث ابی لقد جئت شيئا فريا واحتج عليها برواية
موضوعة تفرد بها مع كونه العزيم فقال ان النبی قال نحن معاشر الانبياء لا نرث ولا نورث
ما تركناه صدقة مع مخالفة هذه الروايات صريح الكتاب قال الله يوصيكم الله فی
اولادكم للذكر مثل حظ الانثيين وقال وورث سليمان داود وقال عن زكريا فهب لی
من لدنك وليا يرثنی ويرث من ال يعقوب ثم انه اخذ فدك من فاطمة ولم يصدقها

پھر بحکم خدا اُن سے یہ عہدہ چھین لیا جبرئیل امین آئے اور وحی کی کہ یا رسول اللہ آپ خود یہ کام کیجیے یا اپنے
مردوں مین سے کسی کو اس عہدہ پر سرفراز کیجیے۔ ساتوین طعن یہ ہی کہ جناب سیدہ سلام اللہ علیہا کی میراث
داب بیٹھے جناب فاطمہؑ نے ابوبکر کے سامنے ایک طولانی خطبہ پڑھا جسکو ابوبکر جوہری وغیرہ نے نقل
کیا ہی اُس خطبہ مین فرمایا ای پسر قحافہ تو نے تو اپنے باپ کی میراث لی اور میرے باپ کی میراث نہین
دیتا مین تیرے پاس یہ عظیم بات لیکر آئی ہون یہ سن کر ایک حدیث گڑھی ہوئی اُسنے اُن معظمہ کے
جواب مین پیش کی باوجودیکہ قصد رکھتا تھا کہ دیدے کہنے لگا نبی نے فرمایا ہی کہ ہم گروہ انبیا نہ کسی کے
وارث بنتے ہین اور نہ کوئی ہمارا وارث ہوتا ہی جو ہم چھوڑینگے وہ صدقہ ہوگا یہ روایت صریحی
آیات قرآنی کے مخالف گڑھی ہی کیونکہ قرآن مجید مین حق سبحانہ تعالی نے فرمایا ہی کہ خدا نے تمھاری
اولاد کی نسبت وصیت کی ہی کہ مرد کو دوہرا حصہ دو۔ اور قرآن مجید مین ارشاد ہوا ہی کہ سلیمانؑ نے
ورثہ پایا داؤدؑ کا۔ اور پھر فرماتا ہی حضرت زکریا سے حکایت کرکے۔ عطا فرما مجھ کو اپنی رحمت سے
ولی جو میری میراث لے اور آل یعقوب کی میراث پاوے باوجود ان آیات کے فدک چھین بیٹھے سیدہؑ
سے اور اُنکے دعوی ہبہ کی تصدیق نہ کی۔

فی دعوی هبة النبی لها مع کونها معصومة مطهرة بنص اية التطهير فجاءت بامير المومنين يشهد لها فلم يقبل شهادته وقال انه يجر الى نفسه مع كونه نفس الرسول واستعان الرسول بدعائه يوم المباهلة نعوذ بالله من مثل هذه المقالة ثم شهد لها الحسنان فلم يقبل شهادتهما وقال انهما ولداك وهذا من شدة طغيانه وجهله فان سيد المرسلين قال انهما سيدا شباب اهل الجنة روته الخاصة والعامة طرّا ثم جاءت بام ايمن فقال هي امراة لا يقبل قولها مع ان النبی شهد بان ام ايمن من اهل الجنة فعند ذلك غضبت عليه كما روى البخاری فی صحيحه غضبت فاطمة ولم تتكلم حتى ماتت - وقد روى انها لما حضرتها الوفات اوصت ان تدفن ليلا ولا يدع احد منهم يصلی جنازتها وهذا دليل على كفره

باوجودیکہ وہ معظمہ معصومہ اور مطہرہ تھین بنص آیۂ تطہیر آخر جناب سیدہ مجبور ہو کر امیر المومنین کو گواہی کے واسطے لائین اُنکی گواہی بھی قبول نہ ہوئی اور ارشاد ہوا کہ یہ گواہی اپنی ذات کی ہو تم مین ان مین کیا فرق ہی باوجودیکہ وہ جناب نفس رسول تھے اور روز مباہلہ رسول نے اُنکی دعا سے استعانت کی تھی اُنکی شہادت معتبر نہ سمجھی جاوے خدا ایسی جرأت سے پناہ مین رکھے - بعد اسکے امام حسنؑ و امام حسینؑ کو لیکر آئین اُنکی بھی شہادت قبول نہ ہوئی اور فرمایا گیا یہ دونون تمھارے بیٹے ہین اب سرکشی اور جہالت کو دیکھیے کہ سید المرسلین تو فرماوین کہ حسنؑ و حسینؑ دونون سردار ہین جوانان اہل بہشت کے جیسا کہ شیعہ سنی سب نے یہ روایت کی ہی مگر ابوبکر کو اسکا بھی خیال نہ رہا آخر جناب سیدہ مجبور ام ایمنؓ کو گواہی کے لیے لائین ارشاد ہوا یہ عورت ہی اسکی گواہی قبول نہین باوجودیکہ رسولخدا نے فرمایا ہی کہ ام ایمنؓ اہل جنت سے ہی جب یہ حالت سیدہ نے دیکھی تو غضبناک ہوئین جیسا کہ صحیح بخاری مین ہی کہ فاطمہ غضبناک ہوئین اور پھر مرتے دم ابوبکر سے بات نہ کی اور ایک روایت مین ہی کہ جب وفات سیدہ قریب ہوئی تو وصیت فرمائی کہ شب کو دفن کرنا اور ان لوگونکو اطلاع نہ کرنا اور نماز جنازہ مین انکو شریک نہ کرنا یہ صریح دلیل اس بات کی ہی کہ یہ سب کے سب کافر ہو۔

نفاقه وعناده وشقاقه فانه فی صحیح البخاری ان النبیؐ قال فاطمۃ بضعۃ منی من اذاھا فقد اذانی ومن اذانی فقد اذی الله ومن اذی الله فقد کفر ولنعم ما قیل ؎ مرمرا باور نمی آید ز روی اعتقاد + حق زہرا بردن ودین پیمبر داشتن منھا انه اراد ھو واخوه عمر احراق بیت اھل البیت روی الواقدی من علماء السنۃ ان عمر جاء الی علیؑ فی عصابۃ فیھم اسید بن حصین وسلمۃ بن اسلم فقال اخرجوا ولنحرقنھا ونقل ابن ابی خزانه فی غرره قال زید بن اسلم کنت ممن حمل الحطب مع عمر الی باب فاطمۃؑ حین امتنع علیؑ واصحابه من ان یبایعوا فقال عمر لفاطمۃؑ اخرجی من فی البیت من اصحاب النبیؐ والا احرقته ومن فیه قال وفی البیت علیؑ وفاطمۃؑ والحسنؑ والحسینؑ وجماعۃ من اصحاب النبیؐ

منافق ومعاند وشقی تھے کیونکہ صحیح بخاری مین ہی کہ رسولؐ نے فرمایا فاطمہؑ میرا ٹکڑا ہی جسنے اُسکو اذیت دی اُسنے مجھکو اذیت دی اور جسنے مجھکو اذیت دی اُسنے خدا کو اذیت پہونچانا چاہی اور جسنے خدا کو اذیت دینا چاہی وہ کافر ہی اور کیا خوب شاعر نے کہا ہی ؎ مرمرا باور نمی آید ز روی اعتقاد + حق زہرا بردن ودین پیمبر داشتن + آٹھوین طعن یہ ہی کہ ابو بکر اور اُنکے بھائی عمر نے قصد کیا کہ گھر اہل بیت رسولؐ کا جلادین واقدی کہ جو علماے اہل سنت سے ہو ناقل ہی کہ عمر ایک روز مع چند لوگون کے کہ جن مین اسید بن حصین اور سلمہ بن اسلم بھی تھا جناب امیر المومنین علیہ السلام کے پاس آئے اور دروازے پر پکارے کہ گھر سے نکلو ورنہ ہم سب کو جلادینگے اور ابن خزانہ اپنی کتاب غرر مین لکھتا ہی کہ زید بن اسلم ناقل ہی کہ مین عمر کے ہمراہ لکڑیان لیکر گھر پر جناب سیدہ کے گیا تھا جسوقت اُن جناب نے اور اُنکے اصحاب نے بیعت ابو بکر سے انکار کیا تھا اُسوقت عمر نے سیدہ سے کہا کہ اپنے گھر سے اُن لوگون کو نکالو جو اصحاب نبی سے ہین ورنہ مین سب کو مع گھر کے جلادونگا کہا گیا ہی کہ گھر مین اُسوقت علیؑ وفاطمہ اور حسنؑ وحسینؑ اور ایک جماعت اصحاب رسول کی موجود تھی۔

فقالت فاطمةؑ اتحرق علی وولدی قال ای والله اولیخرجن دلیبایعن وقال بن عبدربہ
وهو من اعیان السنة فاما علی والعباسؓ فقعدا فی بیت فاطمةؑ وقال ابوبکر لعمر ان ابیا
فقاتلهما فاقبل بقبس من نار علی ان یضرم علیهما النار فلقیته فاطمةؑ فقالت یا ابن
الخطاب اجئت لتحرق دارنا قال نعم وکفی هذا شناعة وکفرا وذلک کله مما نقلته عن
نهج الحق لجمال الحق والدین العلامة الحلی طاب ثراه الفصل الثانی فی مطاعن الثانی
وهی ایضا کثیرة منها ان النبی قال فی حال مرضه ایتونی بدواة وقرطاس اکتب لکم
کتابا لن تضلوا بعده فوقعت الغوغاء وقال عمر ان الرجل لیهجر وقد غلبه الوجع وحسبنا
کتاب الله فقال بعضهم احضروا ما طلب وقال بعضهم لاتحضروا فقال رسول الله قوموا عنی

جناب سیدہ نے فرمایا کہ کیا تو علیؑ کو اور میرے فرزندون کو جلادیگا عمر نے کہا ہان قسم بخدا جلادونگا
نہین تو سب کو نکالو تاکہ بیعت کرین اور ابن عبد ربہ کہ جو اعیان علماے اہل سنت سے ہی (کتاب
استیعاب مین) لکھتا ہی کہ علیؑ اور عباسؓ گھر پر فاطمہؑ کے بیٹھے تھے ابوبکر نے عمر سے کہا کہ اگر وہ
دونون بیعت سے انکار کرین تو دونون سے مقاتلہ کر۔ عمر آگ لیکر علیؑ و عباسؓ پر پھینکنے کو بڑھا کہ
جناب سیدہؑ آگئین اور فرمایا کیون پسر خطاب تو اسلیے آیا ہی کہ جلادے کہنے لگا ہان اور کافی ہی
یہ امر شناعت و کفر کے واسطے یہ جو کچھ ہم نے نقل کیا ہی نہج الحق مین سے جو مصنفات سے جمال الحق والدین
علامہ حلی طاب ثراہ کے ہی فصل دوسری مطاعن خلیفہ ثانی مین ہی اور اُنکے مطاعن بھی بہت ہین
ایک یہ ہی کہ رسولؐ خدا نے حالت مرض مین دوات و کاغذ مانگا اور فرمایا کہ مین تمھارے لیے وہ بات
لکھ جاؤن تاکہ تم میرے بعد کبھی گمراہ نہ ہو یہ سن کر ایک شور و غوغا مچا عمر نے کہا یہ مرد ہذیان بکتا ہی اسوقت
درد کی شدت ہی ہمارے واسطے کتاب خدا کافی ہی بعض کہنے لگے کہ دیدو کاغذ و دوات بعض نے
کہا نہ دو اُسوقت رسول خدا نے فرمایا دور ہو میرے پاس سے۔

فلا ينبغي عندي التنازع وذلك مذكور في صحيح مسلم وغيره من كتب العامة وفيه
رد للوحي لقوله تعالى وما ينطق عن الهوى ان هو الا وحي يوحى مع ما فيه من اساءة
الادب حيث استعمل في حقه لفظ الرجل والنسبة الى الهجر والهذيان ولنعم ما قيل ؎
اوصى النبي فقال قايلهم ٭ قد ظل يهجر سيد البشر ٭ ورووا ابا بكر اصاب فلم ٭ يهجر وقد
اوصى الى عمر ٭ منها انكر بجهله موت النبي لما قالوا قد مات رسول الله فقال عمر والله
ما مات محمد حتى يقطع ايدي رجال وارجلهم فقال له ابو بكر اما سمعت قول الله تعالى
انك ميت وانهم ميتون وقوله وما محمد الا رسول قد خلت من قبله الرسل فان مات

اور میرے پاس لڑائی جھگڑا نہ کرو۔ یہ قصہ صحیح مسلم وغیرہ مین کتب اہل سنت کے موجود ہی۔ عمر کے اس قول سے صریحی انکار وحی کا لازم آتا ہی اسلیے کہ خدا کہتا ہی "حبیب ہمارا بدون وحی کوئی بات نہین کرتا" اور یہ ذات شریف ہذیان کہہ رہے ہین) اور قطع نظر انکار وحی کے بے ادبی اور گستاخی کیسی ہی کہ نبی کو لفظ رجل سے خطاب کرے اور ہذیان کی تہمت لگاوے اور کیا خوب کہا ہی شاعر نے نبی وصیت کرنا چاہتے ہین اور سننے والا سید البشر کو ہذیان کی تہمت لگاتا ہی اور ابو بکر جب مرنے لگے اُسوقت اُنکو ہذیان نہ کہا جھٹ عمر صاحب وصی بن بیٹھے۔ دوسری طعن یہ ہے کہ رسول خدا کی وفات ہوئی اور حضرت کو مرنے کی خبر نہین جب لوگون نے کہا کہ رسول خدا کی وفات ہوئی اُسوقت عمر نے کہا قسم بخدا نہین مرے محمد یہان تک کہ قطع کرین لوگون کے ہاتھ اور پانوٴن یہ سن کر ابو بکر نے کہا کیا تو نے نہین سنا قول خداے تعالی کا تو مریگا اور وہ سب مرجاوینگے۔ اور کیا تو نے نہین سنا خدا فرماتا ہی نہ تھا محمد مگر رسول قبل اُنکے تمام رسول مرگئے اگر وہ مرجائین یا قتل ہوجاوین تو تم اپنے کفر کی طرف عود کروگے۔ عمر کہتے ہین جب مین نے یہ سنا۔

او قتل انقلبتم علی اعقابکم فقال یقنت بوفاته وکانی لم اسمع هذه الایة وهذا مسطور فی صحاحهم واعترف به علمائهم کفضل بن روزبهان وغیره۔ منها امر عمر برجم امراة حاملة فقال له امیر المومنین ان کان لک علیها سبیل فلیس لک علی ما فی بطنها سبیل فقال لولا علی لهلک عمر وکذلک امر برجم مجنون فقال علیؑ القلم مرفوع عن المجنون حتی یفیق فقال لولا علی لهلک عمر رواه الجمهور فی اکثر کتبهم۔ منها انه قال من غالی فی مهر ابنته اجعله فی بیت المال فقامت امراة وقلت قوله تعالی واتیتم احدیهن قنطارا ونبهه علی جواز المغالات فقال الناس افقه من عمر حتی المخدرات

تب یقین ہوا مجھکو وفات رسول خدا کا گویا کہ اُس دن تک مین نے یہ آیات سنے ہی نہ تھے یہ قصہ صحاح اہل سنت مین مرقوم ہی اور سب علما نے اعتراف کیا ہی مثل فضل بن روزبہان وغیرہ کے۔ تیسرا طعن یہ ہی کہ عمر صاحب نے ایک حاملہ عورت کے سنگسار کرنے کا فتوی دیدیا جناب امیر المومنین علیہ السلام نے فرمایا کہ اگر واقعی یہ عورت قابل سنگساری ہی تو یہ بتایئے کہ جو اسکے پیٹ مین ہی اُس نے کیا قصور کیا ہی یہ سن کر آپ نے فرمایا اگر علیؑ نہ ہوتے تو عمر ہلاک ہوتا۔ اسی طرح سے ایک مجنون کو سنگساری کا حکم کیا اُسکی نسبت بھی جناب امیرؑ نے فرمایا تو نہین جانتا کہ مجنون مرفوع القلم ہی جبتک اچھا نہو جب بھی آپ نے فرمایا اگر علیؑ نہوتے عمر ہلاک ہوتا۔ اس قصہ کو سنیون نے اپنی اکثر کتابون مین لکھا ہی۔ چوتھا طعن یہ ہی کہ آپنے حکم دیدیا جو مہر زیادہ بندھوائے اپنی لڑکی کا اُسکو بیت المال مین داخل کرو یہ سنکر ایک عورت کھڑی ہو گئی اور یہ آیت قرآن سے پڑھی اور لاوے کوئی اُن عورتون مین تمہارے لیے قنطار (جلدگاو پر از سیم وزر) یہ آیہ پڑھکر متنبہ کیا کہ خدا نے تو کثرت مہر کو جائز رکھا آپ تریہم کرنے والے کون یہ سن کر لوگون نے یہ کہا کہ ہر شخص عمر سے فقیہ تر ہی حتی کہ زنان پردہ نشین بھی عمر سے زیادہ احکام شرع سے واقف ہین۔

فی الجمال ومن کان علی مثل تلک الحال لا یلیق بالامامة - منہا انہ تسود علی قوم و وجدھم
علی منکر فقالوا اخطات من جہات تجسست وقد قال تعالی لا تجسسوا ودخلت
الدار من غیر الباب واللہ یقول لا توتوا البیوت من ظہورھا واتوا البیوت من ابوابہا
ودخلت بغیر اذن واللہ یقول لا تدخلوا بیوتا غیر بیوتکم حتی تستانسوا ولم تسلم وقد
قد قال اللہ تعالی وتسلموا علی اہلہا فلحقہ الخجل - منہا انہ کان تعطی من بیت المال
مالا یجوز حتی انہ اعطی بنتہ حفصة وبنت ابی بکر فی کل سنة عشرة الاف درہم وحرم
علی اہل البیت خمسہم ومنع بنت رسول اللہ وبضعة منہ ارثہا ونحلتہا التی وھبہا

پس جسکی یہ حالت ہو وہ امامت کے واسطے کیسے زیبا ہی - پانچوان طعن یہ ہی کہ ایک روز آپ نے
ایک کے گھر مین دیوار پر سے جاکر جھانکا تو وہان لوگون کو برے افعال مین مبتلا پایا اُن لوگون کو
جب معلوم ہوا تو کہا کہ ہم تو بد افعالی کر رہے تھے آپ کب بچے آپ نے تو کئی خطائین کین پہلی
خطا تجسس افعال کا یہ کب جائز ہی خدا فرماتا ہی تم تجسس نہ کرو - دوسری خطا یہ کی کہ دروازہ چھوڑ
دیوار پر سے جھانکنے آئے حالانکہ خدا فرماتا ہی کہ گھرون مین پشت پر سے نہ جاؤ اگر جاؤ تو دروازہ
مین سے داخل ہو - تیسری خطا یہ کی کہ بدون اجازت مالک کے آپ کسی کے گھر مین کیون آئے
حالانکہ خدا فرماتا ہی کسی کے گھر مین نہ جاؤ جب تک اُس سے اُنس نہ کر لو - چوتھی خطا یہ کی کہ
آپ نے کسی کو سلام نہ کیا حالانکہ خدا فرماتا ہی جب کسی کے گھر مین جاؤ تو رہنے والون پر سلام کرو
یہ سن کر آپ خجل ہو کر پلٹے - چھٹا طعن یہ ہی کہ آپ بیت المال سے اکثر ہبہ کیا کرتے تھے جو جائز نہ ہوتا
تھا حتی کہ آپ اپنی بیٹی حفصہ کو اور ابو بکر کی بیٹی کو دس ہزار دینار سالانہ دیا کرتے تھے اور اہل بیت
رسول خدا کو اُنکے حق خمس سے بھی محروم کر دیا تھا اور رسول خدا صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کی بیٹی کو
اور پارۂ جگر کو اُنکی میراث اور چند درخت خرمہ سے بھی محروم کر دیا جو رسول خدا نے -

رسول الله منها تعطيل الحد فی مغيرة بن شعبة لما شهد عليه بالزنا ثلثة قال للشاهد
الرابع اری وجه رجل لا يفضح الله به رجلا من المسلمين فلجلج فی شهادته اتباعا لهواه
ثم حد الشهود الثلثة وفضحهم وکل ذلک محبة منه لمغيرة منها تلونه فی الاحکام الشرعية
بجهله وقلة معرفته حتی بانه روی انه قضی فی الحد سبعين قضية وفی رواية مائة قضية
منها انه قال متعتان کانتا علی عهد رسول الله وانا احرمهما واعاقب عليهما فکيف
يليق بالامامة من يحرم حلال الله وقول النواصب بانها کانت حلالا فی بدو الامر ثم
صارت منسوخة وحرمت فی عهد الرسول مع مخالفته لقول عمر وانا احرمهما مخالف
لاخبارهم ففی الجمع بين الصحيحين عن جابر قال کنا نستمتع بالقبضة من التمر والدقيق

انکو بہ کیے تھے ساتوان طعن یہ ہی کہ مغیرہ بن شعبہ پر حد زنا جاری نہکی تین آدمیون نے برابر زنا کی شہادت دی اور وقت
آپ چوتھے گواہ کیطرف متوجہ ہو کر فرمانے لگے مین ایک شخص کے چہرے کو دیکھتا ہون جسکی وجہ سے خدا ایک
مسلمان کو فضیحت نہین کریگا یہ سنکر وہ گواہ اپنی شہادت مین کچھ ڈگمگایا خلیفہ کی خواہش سمجھ گیا اب کیا پوچھنا تھا تو
تینون گواہون پر آپنے حد جاری کردی اور محض مغیرہ کی محبت مین سب کو رسوا کیا آٹھوین طعن یہ ہی کہ آپ احکام شرعیہ
مین اپنی جہالت سے تلون کرتے تھے تا اینکہ روایت مین ہی کہ عمر نے مسئلۂ حد مین ستر قضیون کے ساتھ فیصلہ کیا
اور ایک روایت مین ہی کہ سو قضیون کے ساتھ فیصلہ کیا نوان طعن آپ فرماتے ہین دو متعہ عہد رسولخدا تک تھے جنکو
مین حرام کرتا ہون اور سزا دونگا اُن لوگونکو جو متعہ کرین ایسا شخص کیونکر لائق امامت ہی جو حلال خدا کو حرام
بنادے اور نواصب کا یہ کہنا کہ متعہ پہلے عہد رسول مین حلال تھا پھر منسوخ ہو کر عہد رسول ہی مین حرام ہو گیا یہ
بالکل غلط ہی خود عمر صاحب کا قول اسکی تردید کرتا ہی وہ فرماتے ہین کہ مین نے حرام کیا ہی اور قطع نظر اسکے یہ قول
بہت سے اخبار کے مخالف ہی جمع بین الصحیحین مین جابرؓ سے روایت ہی کہ ہم برابر متعہ سنتے آئے مٹھی بھر خرمے
اور مٹھی بھر آٹے پر متعہ ہوا کرتا تھا۔

زمانا علی عهد رسول الله وابی بکر حتی نهی عمر لاجل عمرو بن الحریث لما استمتع وفی صحیح الترمذی انه سئل ابن عمر عن متعة النساء فقال هی حلال وکان السائل من اهل الشام فقال ان اباک قد نهی عنها فقال ان کان قد نهی عنها ووضعها رسول الله نترک السنة ونتبع قول ابی وفی مسند احمد بن حنبل عن عمران بن حصین قال نزلت متعة النساء فی کتاب الله وفعلناها مع النبی ولم ینزل القران بحرمتها ولم ینه عنها حتی مات ومن ثم جوزها جماعة من الصحابة کعبد الله بن مسعود وعبد الله بن عباس وجابر بن عبد الله وعبد الله بن عمر بن خطاب و عمران ابن الحصین الی غیرهم وقد روی عن ابن عباس انه قال قال ما کانت المتعة الا رحمة رحم الله بها هذه الامة ولولا نهی ابن الخطاب عنها ما زنی الا شقی رواه ابن الاثیر فی جامع الاصول والنهایة وغیره فی غیرهما والیهما قال

زمانۂ رسولخدا میں اور زمانہ ابوبکر میں یہانتک کہ عمر نے حرام کیا محض عداوت سے عمرو بن الحریث کی کیونکہ اُسنے متعہ کیا تھا اور صحیح ترمذی میں مرقوم ہی کہ عمر کے بیٹے سے متعہ کی بنسبت سوال کیا اُسنے کہا حلال ہی سائل شامی تھا اُسنے کہا باپ تو تمھارے منع کرتے ہیں متعۂ نساء کو اُسوقت صاحبزادے بولے کہ اگر باپ نے منع کیا ہی اُسکو جو رسول خدا نے معین کیا تھا تو کیا ہم سنت رسول کو چھوڑ دینگے اور اپنے باپ ہی کا کہا کرینگے اور مسند احمد بن حنبل میں عمران ابن حصین سے منقول ہی کہ کہا اُسنے کہ متعہ نساء کتاب خدا میں موجود ہی اور ہم رسول کے ہمراہ برابر متعہ کیا کرتے تھے اور کوئی آیت حرمت کی قرآن میں نہیں ہی نہ اُن جناب نے منع کیا ہی یہان تک کہ وفات ہوئی اسی جہ سے جماعت صحابہ متعہ کو جائز جانتی تھی مثل عبد اللہ بن مسعود کے اور عبد اللہ بن عباس اور جابر بن عبد اللہ اور عبد اللہ بن عمر بن الخطاب اور عمران بن الحصین وغیرہ کے اور ابن عباس سے روایت کی ہی کہ متعہ نہین ہی مگر رحمت خدانے امت پر رحم کیا ہی اسکے ذریعہ سے اور اگر نہ منع کرتا اس سے عمر بن الخطاب تو کوئی زنا نکرتا مگر وہی جو کہ شقی ہوتا (اس زنا کے باعث یہی حضرت ہوے) یہ روایت ابن اثیر نے جامع الاصول اور نہایہ میں نقل کی ہی اور اوروں نے بھی اسکو نقل کیا ہی علاوہ اسکے۔

بجلیتہا مالک من الائمۃ الاربعۃ کما نقلہ عنہ صاحب الہدایۃ الحنفیۃ والتفتازانی
الشافعی فی شرح المقاصد۔ منہا انہ ابدع فی الدین کالتراویح ووضع الخراج علی السواد و
قول الصلوۃ خیر من النوم الی غیر ذلک من بدعاتہ روی انہ سئل اہل الکوفۃ امیر المومنین
ان ینصب لہم اماما یصلی لہم نافلۃ شہر رمضان لما اجتمع۔ افزجرہم وعرفہم ان ذلک
خلاف السنۃ فترکوہ واجتمعوا لانفسہم وقدموا بعضہم فبعث الیہم ابنہ الحسن فدخل
علیہم المسجد ومعہ الدرۃ فلما راوہ تبادروا الابواب وصاحوا واعمراہ والتفصیل
فی المبسوطات۔ منہا ما قالہ جلال الدین السیوطی فی حاشیۃ القاموس والقانون وعبارتہ
ہکذا ان الرفضۃ خذلہم اللہ یقولون ان سیدنا عمر کان مخنثا کذبوا وانما بہ داء

امام مالک حلت متعہ کا قائل ہی باوجودیکہ وہ بھی چارون امامون مین داخل ہی جیسا کہ صاحب ہدایۃ الحنفیہ
نے امام مالک سے نقل کیا ہو اور تفتازانی شافعی نے شرح مقاصد مین۔ نوین طعن یہ ہی کہ آپ نے بہت سی
بدعتین دین مین فرمائین مثل تراویح کے اور خراج معین فرمایا ہر کاٹے پر اور الصلوۃ خیر من النوم کی
اذان مین ایجاد فرمائی علاوہ اسکے اور بھی بدعتین فرمائین روایت مین ہی کہ کوفیون نے خواہش کی یا امیر
المومنین ہمارے واسطے ایک امام معین کیجیے جو کہ ہم کو نافلہ شہر رمضان بجماعت پڑھایا کرے جب ہم جمع
ہوا کرین حضرت اُنپر خفا ہوے اور سمجھایا کہ یہ خلاف سنت نبوی ہی وہ سب حضرت کو چھوڑکر چلے آئے
اور ایک مقام پر جمع ہوکر ایک کو امام بنایا اور جماعت پڑھنے لگے امام حسنؑ ہاتھ مین درہ لیکر مسجد مین
تشریف لائے جب اُن سب نے یہ دیکھا مسجد کے دروازے بند کرنے لگے اور پکارے واعمراہ اس سے معلوم
ہوا کہ کوفی بھی سمجھتے تھے کہ یہ بدعت عمر کی ہی اور تفصیل بڑی کتابون مین دیکھو دسوین طعن یہ ہی کہ جلال الدین
سیوطی نے حاشیۂ قاموس ور قانون مین لکھا ہو عبارت اُسکی یہ ہی کہ "رافضی خدا اُنکو رسوا کرے کہتے ہین کہ
ہمارے سردار عمر مخنث تھے" حالانکہ اُنکو مرض تھا۔

دواء ه ماء الرجال الفصل الثالث فی مطاعن الثالث منها ظلمه علی ابی ذر مع کونه من
علماء صحابة النبی وتقدمه فی الاسلام حیث ضربه ونفاه الی الربذة منها انه ضرب عمار
بن یاسر حتی حدث به الفتق امر غلمانه فمدوا بیدیه ورجلیه ثم ضرب هو علی مذاکیره
فاصابه فتق وکان ضعیفا کبیرا فغشی علیه وقصته مشهورة مذکورة فی التواریخ وغیرها
وقد ورد فی حقه الحق مع عمار حیث دار الی غیر ذلک من الاخبار۔ منها انه ضرب عبدالله
بن مسعود لانه دفن اباذر اربعین سوطا روی انه لما قرب به الوفاة بالربذة ولیس معه
الا امرأته وغلامه فعهد الیهما ان اغسلانی ثم کفنانی ثم صغانی علی قارعة الطریق فاول

جسکی دوا ماء الرجال تھی (اچھا علاج تھا) تیسری فصل مطاعن مین خلیفۂ ثالث کے ہی۔ پہلا طعن یہ ہی کہ عثمان
نے حضرت ابوذر پر ظلم کیا باوجودیکہ وہ بڑے صحابی رسول کے تھے اور سب سے پیشتر اسلام سے مشرف ہوے
تھے اُن جناب کو مار کر مقام ربذہ مین نکال دیا۔ دوسرا طعن یہ ہی کہ حضرت عمار بن یاسر کو اسقدر مارا کہ مرض
فتق مین مبتلا ہوے اپنے غلامون کو حکم دیا اُن ملعونون نے دونون ہاتھ اور دونون پیر پکڑ کر چیرے اور
کھینچے خود عثمان نے شرمگاہ پر حضرت عمار کے مارنا شروع کیا جس سے فتق ہو گیا اور چونکہ وہ جناب بہت
بوڑھے اور ضعیف تھے اس مصیبت کے متحمل نہ ہوے اور غش آگیا قصہ اُنکا مشہور ہی کتب تواریخ وغیرہ مین
موجود ہی حالانکہ اُن جناب کے بارے مین رسولؐ خدا نے فرمایا تھا حق عمارؓ کے ساتھ ہی جدھر عمار ہونگے اُدھر
ہی حق ہوگا علاوہ اسکے اور بھی بہت سے احادیث فضیلت جناب عمار مین ہین۔ تیسرا طعن یہ ہی کہ عثمان نے
حضرت عبداللہ بن مسعود کو چالیس تازیانہ مارے اس خطا پر کہ اُنھون نے جناب ابوذر مصاحب رسول
کو دفن کیا تھا جیسا کہ روایت مین ہی کہ جب وفات حضرت ابوذرؓ کی قریب ہوئی اور ربذہ مین کوئی
اُنکے پاس نہ تھا سواے ایک عورت اور ایک غلام کے کہ جو اُنکے پاس بیٹھے تھے اُسوقت وصیت کی
کہ ہم کو غسل وکفن دیکر لیجا کر راستہ پر رکھ دینا پس پہلے سب کے۔

رکب یمرون بکم قولوا هذا ابوذر صاحب رسول الله فاعینونا علی دفنه فلما مات
فعلوا ذلک واقبل ابن مسعود فی رکب من العراق معتمرین فلم یرعهم الا الجنازة علی
قارعة الطریق قد کادت الابل ان تطاها فقام الیهم العبد فقال هذا ابوذر صاحب
رسول الله فاعینونا علی دفنه فقال ابن مسعود صدق رسول الله م قال له تعیش وحدک
وتموت وحدک ثم نزل هو واصحاب وواروه۔ منها انه ضرب عبد الله بن مسعود حتی
کسر بعض اضلاعه وعاده عثمان فی مرض الموت فقال مما تشتکی قال من ذنوبی قال
فما تشتهی قال رحمة ربی قال الا ادعو لک طبیبا قال الطبیب امرضنی قال فلا امر لک
بعطائک قال ما منعتنیه وانا محتاج الیه وتعطینیه وانا مستغن عنه قال یکون لولدک

جو مسافر اس طرف سے گذرین اُن سے کہنا یہ نعش ابوذر صاحب رسول کی ہی آؤ ہماری مدد کرو تاکہ ہم اُنکو
دفن کرین جب وفات ہوئی تو ایسا ہی اُن دونون نے کیا یکایک ابن مسعود عراق کی طرف سے آرہے
تھے اُنھون نے نعش کی طرف خیال بھی نہ کیا چونکہ راستہ پر نعش رکھی تھی قریب تھا کہ اونٹ ابن مسعود کا
نعش پر چڑھ جاوے کہ دفعۃً غلام کھڑا ہو گیا اور کہنے لگا یہ نعش ابوذر صحابی رسول کی ہی ہماری مدد کرو تو
ہم دفن کرین اُسوقت ابن مسعود نے کہا سچ فرمایا تھا رسول خدا نے کہ ایک تم مین سے تنہائی کی زندگی
کریگا اور تنہائی مین مریگا یہ کہکر فوراً ابن مسعود مع ساتھیون کے کود پڑے اور سب نے مل کر دفن کیا
چوتھا طعن یہ ہو کہ حضرت ابن مسعود کو ایک مرتبہ اسقدر مارا کہ چند پسلیان اُن جناب کی ٹوٹ گئین جب
حالت مرض الموت کی ہوئی تو عثمان قریب آیا اور پوچھا کیا شکایت ہی فرمایا اپنے گناہونکی پھر پوچھا کسی چیز
کی خواہش ہی فرمایا رحمت الٰہی کی کہا کہ کسی طبیب کو بلاوین فرمایا میرے طبیب ہی نے مجھ کو مرض دیا ہو پھر پوچھا
کچھ مال وزر چاہیے فرمایا جسنے مجھ کو مال سے محروم کیا اُسی کا محتاج ہون اور اُسنے مجھ کو اسقدر عطا کیا ہو کہ
مین اُسکی وجہ سے مستغنی ہو گیا ہون پھر کہا اچھا تمھارے بیٹے کو کچھ دون۔

قال رزقهم على الله قال استغفر لي يا ابا عبد الرحمن قال اسئل الله ان ياخذ لي منك حقي
منها انه كان يعطي اقاربه الاموال العظيمة حتى انه اعطى مروان مائة الف دينار ودفع الى
اربعة نفر من قريش وزوجهم بناته اربعة مائة الف دينار مع انه كان من اموال المسلمين
روى الواقدي انه بعث اليه ابو موسى الاشعري بمال عظيم من البصرة فقسمه عثمان بين
اهله وولده بالصحاف فبكى زياد وروى انه قد مت اليه ابل من ابل الصدقة فوهبها
للحرث بن الحكم بن ابي العاص وولى الحكم بن ابي العاص صدقات قضاعة فبلغ
ثلثمائة الف فوهبها له وانكر الناس على عثمان اعطا سعيد بن العاص مائة الف درهم
منها انه رد الحكم بن العاص الى المدينة وقد كان طرده رسول الله من المدينة وقال

فرمایا رزق اسکا خدا پر ہی پھر کہا ای ابو عبد الرحمن میرے واسطے خدا سے استغفار کرو فرمایا مین خدا سے
طالب ہون کہ وہ میرا حق تجھ سے حاصل کرے اور عوض لے۔ پانچوان طعن یہ ہی کہ اپنے عزیزون کو زر
کثیر دیتے تھے حتی کہ مروان کو لاکھ دینار دیدیے اور چار قریشون کو لڑکیون کی شادی کے واسطے
چار لاکھ دینار دیے باوجودیکہ یہ روپیہ مسلمانون کا مال تھا واقدی نے روایت کی ہی کہ ابو موسی اشعری
بصرے سے بہت مال لیکر عثمان پاس آیا۔ وہ سب روپیہ عثمان نے اپنی اہل وعیال و اولاد پہ تقسیم
کردیا یہ دیکھ کر زیاد بیحد رویا۔ اور ایک روایت مین ہی کہ ایک اونٹ بطور صدقہ عثمان پاس آیا
انھون نے وہ اونٹ حریث بن حکم بن ابی العاص کو حوالہ کیا اور حکم بن ابی العاص کو مال صدقہ کا
داروغہ کیا تھا جسکو وہ خوب چکھا کرتا تھا ایک مرتبہ تین لاکھ چکھ گیا باوجودیکہ مومنین منع کرتے
رہے لیکن ایک کی نہ سنی اور حکم کو بخش دیا اور سعید بن الحکم کو لاکھ درہم دے ڈالے چھٹی طعن یہ
ہی کہ حکم بن عاص کو مدینہ مین بلایا باوجودیکہ جناب رسول خدا نے اسکو مدینہ سے جلاوطن کیا تھا
اور فرمایا تھا۔

لا اساكنني فى بلد ابدا لانه كان يظاهر بعداوته حتى انه يعيبه فى مشيه وامتنع ابو بكر
وعمر فى ايامهما من رده فصار عثمان يرده مخالفا لسنة الرسول وسنة شيخيه ومنها
انه ولى امور المسلمين الفساق والفجار الذين لا يصلحون لذلك فاستعمل الوليد بن عقبة وظهر
منه شرب الخمر فكان يصلى حال سكره وهو سكران فتكلم فيها والتفت الى من خلفه و
قال لهم ازيدكم فى الصلوة فقالوا لا قد قضينا صلوتنا واستعمل سعيد بن العاص على الكوفة
فقال انما السواد بستان القريش فاخذ منها ما نشاء ونترك ما نشاء حتى قالوا اتجعل
ما افاء الله علينا بستانا لك ولقومك وتكلموا فيه وفى عثمان كلاما ظاهرا حتى كادوا يخلعون
عثمان فاضطر حينئذ الى اجابتهم وعزله قهرا وولى عبد الله بن ابى سرح مصرا وتكلم فيه

کبھی تو کسی شہر میں میرے ساتھ سکونت نہ کرنا اس لیے کہ یہ ملعون ظاہر بظاہر رسول خدا سے عداوت رکھتا تھا
حتی کہ اُن جناب کی چال کی مدادو ثانقل کرتا تھا ابو بکر و عمر نے بھی اپنے زمانہ خلافت میں مدینہ نہ آنے دیا تھا
پس خواہ مخواہ عثمان نے سنت نبی اور اپنے شیخین کی سنت سے مخالفت کی ساتویں طعن یہ ہے کہ مسلمانوں پر
فساق و فجار کو حاکم کیا جو ہرگز صلاحیت نہ رکھتے تھے ایک مقام پہ ولید بن عقبہ کو حاکم کیا جو کہ شرابخوار
تھا ایک روز نشہ میں نماز پڑھانے کھڑا ہوا اُسی حالت میں پلٹ کر اپنے ماموموں سے کہنے لگا اگر تم کہو تو
نماز میں کچھ زیادہ کر کے پڑھا دوں اُن لوگوں نے کہا کہ ہم سب نے اپنی نمازیں پڑھ لیں (اس بدبخت
نے سب کی نماز بھی ضائع کی) اور سعید بن عاص کو کوفہ کا حاکم کیا جسنے کہا کہ یہ سواد کوفہ جو معلوم ہوتی ہے
قریش کا باغ ہے جسقدر میرا دل چاہیگا لیلونگا اور جسقدر چاہونگا قریش کے واسطے چھوڑ دونگا لوگوں نے
کہا جو خدا نے ہم کو دیا ہے وہ تو خود اور اپنی قوم کے لیے کیونکر لے سکتا ہے اور اس سے بحث کی اور عثمان
کی چال چلن پر بھی نفرین کی اور عثمان سے یہ ظلم کہلا بھیجا آخر مجبور ہو کہ عثمان نے سعید کو نکالا اور عبد اللہ
بن ابی سرح کو مصر کا حاکم کیا اہل مصر اُسکی حکومت سے

اهل مصر فصرفه عنهم محمد بن ابی بکر وکاتبه باستمراره علی ولایته وامره بقتل محمد
بن ابی بکر فلما ظفروا بذلک الکتاب کان سبب قتله وحصره منها ان عبدالله بن
عمر قتل الهرمزان مسلما فلم یقتله وعطل الحد الواجب علیه وکان امیرالمؤمنین
یطلبه لذلک منها ان الصحابة تبرؤا منه وترکوه بعد قتله ثلثة ایام لم یدفنوه ولم
یمنعوا من اجلب علیه من اهل الامصار من حصره وقتله ومنعوا الماء عنه مع تمکنهم
منه وقال امیرالمؤمنین الله قتله وانا معه منها انه کان یستهزء بالشرع کما ورد فی الروایات
منها ما فی تفسیر الثعلبی فی قوله تعالی ان هذان لساحران قال عثمان ان فی المصحف

ناراض تھے آخر اسکو بلایا اور محمد بن ابی بکر کو روانہ کیا اور کہدیا کہ تم بجاے اُسکے جاکر حکومت کرو عبد کو
ادھر پلٹا دینا ان سے یہ کہا اور اُدھر عبد کو لکھا مین نے تجھ کو ہمیشہ کے واسطے مصر کی حکومت دی ہے
جسوقت محمد بن ابی بکر آوے فوراً قتل کرنا یہی واقعہ عثمان کے مارے جانے کا سبب ہوا محمد بن ابی بکر
نے آکر خود عثمان کو اس دھوکہ بازی کے عوض مین مار ڈالا آٹھوین طعن یہ ہے کہ عبداللہ بن عمر نے ہرمزان
کو جو مسلمان تھا مار ڈالا عثمان نے کوئی حد عبداللہ پر جاری نہ کی باوجودیکہ جناب امیرالمؤمنین
علیہ السلام عثمان سے عبداللہ کو قصاص کے واسطے طلب کرتے رہے نوین طعن یہ ہے کہ اصحاب
رسول عثمان پر تبرا کیا کرتے تھے اور تین روز تک بے گور وکفن سب نے عثمان کو پڑا رہنے دیا اور
اہل مصر نے جب آکر محاصرہ کیا تو کسی نے اُن سے تعرض نہ کیا اور مار ڈالنے دیا اور کسی نے عثمان کو
پانی نہ پلایا باوجودیکہ قادر تھے پانی پلانے پر امیرالمؤمنین نے دعا کی خدا اُسکو قتل کرے اور مین
بھی اُسکے ساتھ شریک قتل عثمان ہون دسوین طعن یہ ہے کہ شریعت کا استہزا کرتا تھا جیسا کہ بہت
سے روایات مین ہے تفسیر ثعلبی مین لکھا ہے قول خدا ان ھذان لساحران کی نسبت عثمان کہتا تھا
کہ قرآن مجید مین۔

اللحنا واستسقمہ العرب بالسنتہم فقیل لہ لاتغیرہ فقال دعوہ فلا یحلل حراما ولا یحرم حلالا الی غیر ذلک من الروایات وقد ذکرہا العلامۃ طاب ثراہ فی نہج الحق ترکناہا طلبا للاختصار۔ منہا جرأتہ علی رسول اللہ روی الحمیدی فی تفسیر قولہ تعالی ولا ان تنکحوا ازواجہ من بعدہ ابدا قال السدی لما توفی ابوسلمۃ وعبد اللہ بن خذافہ و تزوج النبی امرأتہما ام سلمۃ وحفصۃ قال طلحۃ وعثمان اینکح محمد نساءنا اذا متنا ولا تنکح نساء اذا مات واللہ لو مات لقد اجلینا علی نسائہ بالسہام وکان طلحۃ یرید عائشۃ وعثمان یرید ام سلمۃ فانزل اللہ ما کان لکم ان تؤذوا رسول اللہ ولا ان تنکحوا ازواجہ من بعدہ ابدا ان ذلکم کان عند اللہ عظیما وانزل ان تبدوا شیئا او تخفوہ الخ

اس مقام پر لحن ہی عربون کو پڑھنے مین تکلف ہوتا ہی زبان نہین پلٹتی لوگون نے کہا پھر بدل دیجیے آپ نے فرمایا یون ہی رہنے دو اس آیۃ سے کوئی حلال حرام نہین ہوا جاتا نہ کوئی حرام حلال ہوتا ہی اور بھی بہت سی اس قسم کی روایتین ہین جنکو علامہ طاب ثراہ نے نہج الحق مین لکھا ہی مین اختصار کی نظر سے ترک کرتا ہون۔ گیارھوین طعن یہ ہی کہ عثمان حق رسول مین جری تھا حمیدی نے اس آیۃ کی تفسیر مین یعنی "نکاح نہ کرنا ازواج رسول سے اُنکے بعد" سدی سے نقل کیا ہی کہ جب ابوسلمہ اور عبداللہ بن خذافہ مرے اور رسول خدا نے اُن دونون کی عورتون سے نکاح فرمایا یعنی ام سلمہ اور حفصہ کے ساتھ تو اُسوقت طلحہ اور عثمان کہنے لگے محمد تو ہماری عورتون سے نکاح کر سکتے ہین اگر ہم مرجاوین اور اگر وہ مرین تو کیون نہ ہم بھی اُنکی عورتون سے نکاح کرین قسم بخدا اگر محمد مر گئے تو ہم اُنکی عورتون پہ تیر پرسا کر مجبور کرینگے۔ طلحہ عائشہ سے نکاح چاہتا تھا اور عثمان ام سلمہ کے ساتھ پس یہ آیۃ نازل ہوئی۔ "تم کو سزاوار نہین کہ رسول کو ایذا پہونچاؤ اور نہ یہ جائز ہی کہ اُنکے بعد کبھی تم اُنکی ازواج سے نکاح کرو جو تم کو خیال پیدا ہوا ہی یہ خدا کے نزدیک بہت عظمت رکھتا ہی۔ اور یہ آیت نازل ہوئی" "یہ کہ ظاہر کرو کسی شی کو یا پوشیدہ رکھو" الخ

وان الذین یوذون الله و رسوله اولئك لعنهم الله فی الدنیا والاخرة ولنقتصر فی
ذکر المطاعن علی هذا القدر فانها لو اوردنا استقصاء ذکرها لطال الکلام وال الی الاسهاب و
الاطناب ونقلنا اکثر هذه المطاعن عن نهج الحق لمولانا جمال الملة والدین العلامة الحلی
نور الله ضریحه اتینا بعبارته الشریفة مع تغییر یسیر و الله یهدی من یشاء الی صراط
مستقیم هدایة لما علمت ان الامام بلا فصل بعد النبی المختار علی قامع الکفار
فاعلم ان الامام من بعده ابو محمد ن الحسن الزکی الناصح ثم اخوه ابو عبدالله الحسین
سید الشهداء ثم ولده ابو الحسن علی زین العابدین ثم ولده ابو جعفر محمد ن الباقر
ثم ولده ابو عبدالله جعفر ن الصادق ثم ولده ابو ابراهیم موسی الکاظم ثم ولده ابو الحسن
علی ن الرضا ثم ولده ابو جعفر الثانی محمد ن التقی الجواد ثم ولده ابو الحسن
علی النقی الهادی ثم ولده ابو محمد ن الحسن العسکری ثم ولده الحجة الخلف

اور یہ آیہ نازل ہوئی اور وہ لوگ جو اذیت پہونچاتے ہین خدا اور رسول کو اُنپر خدا کی لعنت ہی دنیا و آخرت مین
اور اسی قدر مطاعن پر ہم نے اکتفا کی ہی اگر ہم تمام اور مطاعن بھی ذکر کرتے تو بسبب طول کلام ہوتا اور کتاب بہت
بڑھ جاتی ہم نے اکثر مطاعن نہج الحق سے مولانا جمال الملة والدین علامۂ حلی نور اللہ ضریحہ سے انھین کی عبارت
مین ایک تھوڑے تغیر کے ساتھ نقل کر دیے ہین اور خدا ہدایت کرتا ہی اپنی راہ مستقیم کی جسکو چاہتا ہی ہدایت
جب یہ معلوم ہو گیا کہ بعد نبی مختار خلیفۂ بلا فصل اُنکے علیؑ قاتل کفار تھے تو یہ بھی جان لو کہ اُنکے بعد امام حضرت ابو محمد
حسنؑ الزکی جو ناصح تھے امام ہوے پھر بھائی اُنکے ابو عبداللہ الحسینؑ سید الشہدا امام ہوے پھر فرزند اُنکے
ابو الحسن علیؑ زین العابدین پھر اُنکے فرزند ابو جعفر محمدؑ باقر پھر اُنکے فرزند ابو عبداللہ جعفر صادقؑ پھر اُنکے فرزند
ابو ابراہیم موسیٰؑ کاظم پھر اُنکے فرزند ابو الحسن علیؑ رضا پھر اُنکے فرزند ابو جعفر ثانی محمدؑ تقی جواد پھر اُنکے فرزند
ابو الحسن علیؑ نقی ہادی پھر اُنکے فرزند ابو محمد حسنؑ عسکری پھر اُنکے فرزند حضرت حجۃ فرزند۔

المهدی القائم المنتظر الذی ببقائه بقیت الدنیا و بیمنه رزق الوری و بوجوده ثبتت الارض والسماء و دلائل امامة الائمة الاثنی عشر علیهم السلام کثیرة منها نص کل منهم علی الامام من بعده وقد نقله الامامیة خلفا عن سلف نقلا متواترا لا یرتاب فیه احد ممن اوتی کفلا من الانصاف ونحن طوینا الکشح عن ذکرها لکیلا یخرج بنا الکلام من حد الاختصار ان شئت فارجع الی ارشاد الشیخ المفید اعلی الله مقامه و غیره من کتب اصحابنا - منها انهم افضل من اهل زمانهم والافضل متعین للامامة اما الصغری فلا یشك فیه من طالع کتب الفریقین من السیر والتواریخ السلف و تصفحها حق التصفح والکبری قد عرفتها - منها ظهور المعجزات علی ایدیهم وکل مظهر لها امام والصغری

مہدی کہ جو قائم ہین اور منتظر ہین اُنکی بقا سے دنیا باقی رہیگی اور اُنکی برکت سے مخلوق الٰہی کو رزق پہونچتا ہی اور اُنکے وجود سے زمین و آسمان قائم ہین - اور دلائل امامت پر بارہ امامون علیہم السلام کی بیحد ہین - ایک دلیل ہر امام کی نص ہی دوسرے امام کی امامت پر بعد اپنے جسکو علماے امامیہ یکے بعد دیگرے تواتر سے نقل کرتے آرہے ہین کوئی شخص جسکو انصاف کا تھوڑا بھی حصہ ملا ہی اُس سے انکار نہین کر سکتا لیکن ہم اُن اخبار کے بیان کرنے سے درگذر کرتے ہین تاکہ اختصار کتاب کا نہ جاتا رہے اگر اُن روایات کو دیکھنا چاہو تو کتاب ارشاد شیخ مفید رح مین اور دیگر کتب اخبار مین شیعون کے دیکھ لو دوسری دلیل امامت پر یہ ہی کہ وہ حضرات اہل زمانہ مین سب سے افضل تھے اور افضل ہی امام ہوگا افضل ہونا اُن حضرات کا اُسپر پوشیدہ نہین ہی جسنے فریقین کے کتب سیر و تواریخ دیکھے ہون اور جو حق ہی تفحص کا اُسی طرح سے متقدمین کی کتابون مین تفحص کیا ہو اب رہا یہ کہ جو افضل ہو وہی امام ہوگا یہ ہم نبوت مین ثابت کر آئے ہین وہی دلیل امامت پر بھی ہی تیسری دلیل ان حضرات سے معجزات کا ظاہر ہونا اور جو صاحب اعجاز ہو وہ ضرور امام ہو اُنکا صاحب اعجاز ہونا بھی

غیر مخفیة علی من تصفح کتب التواریخ والاخبار المنقولة متواترا عن اصحابنا لاسیّما
کتاب الارشاد وخرائج الجرائح وکشف الغمة وغیرها والکبری قد عرفتها سالفا
ومنها الاخبار الدالة علی ان الخلفاء والائمة من بعده اثنا عشر رونة العامة والخاصة
فمن طرقهم ما فی صحیح البخاری عن جابر وابن عتبہ قال رسول الله لا یزال امر الناس
ماضیا ما ولیهم اثنا عشر خلیفة کلهم من قریش وما فی صحیح مسلم قال لا یزال الدین
قائما حتی یقوم الساعة ویکون علیهم اثنا عشر خلیفة کلهم من قریش وما فی الجمع
بین الصحاح ان هذا الامر لا ینقضی حتی یمضی فیه اثنا عشر خلیفة کلهم من
قریش وجہ الدلالة ان هذه الاحادیث لا تنطبق الا علی مذهبنا فان الائمة الاثنی عشر

مخفی نہین ہو اُن لوگون پر جنھون نے کتب تواریخ واخبار کا مطالعہ کیا ہو ہمارے علمانے اخبار متواترہ آنحضرت
کے معجز نما ہونے مین لکھے ہین خصوصًا کتاب ارشاد شیخ مفید اور خرائج وجرائح راوندی کی اور کشف الغمہ
عیسی اربلی رح کی اُن معجزات سے مملو ہین جب معجز نما ہونا ثابت ہو تو پھر امام بھی ہونگے اُسی دلیل
سے جو بحث نبوت مین لکھی گئی ہو چوتھی دلیل وہ اخبار ہین جن مین رسول خدا نے فرمایا ہو کہ میرے بعد
بارہ امام ہونگے ان اخبار کو سنی شیعہ دونون نے نقل کیا ہو سنیون کے یہان کی ایک وہ حدیث
ہو جو صحیح بخاری مین جابر اور ابن عتبہ سے مروی ہو جناب رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ نے فرمایا کہ
لوگون کے امور یون ہی نہین چھوڑے گئے ہین بلکہ اُنکے لیے بارہ خلیفہ چھوڑتا ہون کہ جو سب قریشی
ہونگے اور صحیح مسلم مین مروی ہو کہ جناب رسول خدا نے فرمایا کہ خدا نے لوگون کو قیامت تک کے لیے
بے سردار کا نہین چھوڑا ہو بلکہ میرے بارہ خلیفہ ہونگے سب قریشی ہونگے اور جمع بین الصحاح مین ہی
کہ یہ زمانہ یون ہی نہ گذریگا یہان تک کہ بارہ خلیفہ نہ ہولین سب قریشی ہونگے ان اخبار سے یہ ثابت
ہوتا ہو کہ بارہ امام ہونا ضروری ہو۔

لیس لهم وجود عند اهل السنة بل کل متغلب جائرا جتمعت علیه الجهلة الفسقة فهو
امام وخلیفة عندهم یزعمونه ظل الله ومن اولی الامر ولذلك تراهم فی بیان معانی
هذه الاخبار یخبطون خبط عشواء ویرکبون متن عمیاء وما فی تفسیر السدی ان سارة
لما کرهت هاجر اوحی الله الی براهیم ان انطلق باسمعیل وامه حتی ینزله البیت التهامی
یعنی مکة فانی ناشر ذریته وجاعل منهم نبیا عظیما ومظهره علی الادیان وجاعل من ذریته
اثنی عشر عظیما وجاعل ذریته عدد نجوم السماء ومن طریقتنا قول النبی الائمة من بعدی
اثنا عشر اولهم علی ورابعهم علی وثامنهم علی وعاشرهم علی واخرهم مهدی و

اور یہ احادیث مذہب اہل سنت سے منطبق نہین ہوسکتی سوائے ہمارے مذہب کے اسلیے کہ بارہ امامون
کا اُنکے مذہب مین وجود نہین ہی بلکہ جو شخص لڑ بھڑ کر غالب ہو اور اُسپر جہال و فساق اجماع کرلین
وہی خلیفۂ رسول ہو جاتا ہی اُسکو اہل سنت ظل اللہ اور اولی الامر کہنے لگتے ہین (جیساکہ عبد الحمید شاہ روم
خلیفۂ رسول تھے اب قوم غالب آئی اور مار کر نکالدیا اور دوسرے کو بادشاہ کردیا اب حریت دیار بینت
خلیفۂ رسول ہی) اسی وجہ سے ان اخبار کی تاویل ومعنی اہل سنت ایسے گڑھتے ہین کہ جو خبط لیے رہیا
اور رتوندی وشبکوری کا سا خبط ہی اور جیسے اندھے مرکب پر کوئی سوار ہو اور جو کچھ سدی نے تفسیر مین
کہا ہی کہ سارہؓ جب ہاجرہؓ سے بیزار ہوئین تو خدا نے حضرت ابراہیمؑ پر وحی کی کہ آپ اسمعیلؑ اور اُنکی مان
ہاجرہ کو یہان سے لیجائیے حضرت ابراہیمؑ نے ایسا ہی کیا اور شہر تہامہ مین پہونچا دیا یعنی شہر مکہ مین پھر فرمایا
مین اُسکی ذریت کو منتشر کرونگا اور بڑے بڑے انمین سے نبی بناؤنگا اور وہ دینونکو ظاہر کردینگے
اور اُنکی ذریت مین سے بارہ بزرگونکو نکالونگا اور اُنکی ذریت کو بعد دستارونکے بناؤنگا جو آسمان
پر ہین - اور ہماری سند سے یہ روایت ہی کہ نبیؐ نے فرمایا کہ میرے بعد بارہ امام ہونگے پہلے اُنکے علیؑ
ہین اور چوتھے علیؑ ہین اور آٹھوین علیؑ ہونگے اور دسوین علی ہونگے اور سب کے آخر مین مہدی ہونگے اور

قوله للحسین ابنی هذا امام ابن امام اخو امام ابو ائمة تسعة تاسعهم قائمهم وقوله
الائمة بعدی اثنا عشر اولهم علی بن ابی طالب واخرهم القائم المهدی هم اوصیائی واولیائی
وحجج الله علی امتی المقربهم المومن والمنکر بهم الکافر والاحادیث فی ذلک مما لا یمکن
احصائها لکثیرة - ارشاد یجب اعتقاد بقاء الامام الثانی عشر وحیوته الی اخر زمان التکلیف
وانه غائب مستتر روی احمد بن حنبل عن عباس عن النبی قال یا عم یملک من ولدی
اثنا عشر خلیفة ثم یخرج المهدی من ولدی یصلح الله امره فی لیلة واحدة وروی اهل
السنة عن ابی سعید الخدری ان النبی قال لا یدمن روح المهدی فی امتی یبعثه الله عیانا
وعن داود والترمذی قالا قال النبی بلی الناس رجل من اهل بیتی یواطی اسمه اسمی

فرمایا رسول خدا نے امام حسینؑ کے بارہ مین کہ یہ میرا فرزند امام ہی بیٹا امام کا بھائی امام کا باپ نو اماموں
کا نوین اُن مین کے قائم رہین گے - اور فرمایا امام میرے بعد بارہ ہونگے پہلے اُن مین کے علی ابن ابیطالب
اور آخر اُن مین کے قائم ہین یہ سب میرے وصی ہونگے اور میرے اولیا ہین اور حجت خدا ہین میری
امت کے لیے اُنکا اقرار کرنے والا مومن ہی اور انکار کرنے والا اُنکا کافر ہی اور اس باب مین بے شمار
احادیث ہین ارشاد یہ اعتقاد واجب ہی کہ بارھوین امام باقی رہین گے اور زندہ رہین گے آخر زمانہ
تکلیف تک اور نظرون سے غائب و پوشیدہ رہین گے احمد بن حنبل نے حضرت عباس سے روایت کی ہی
کہ فرمایا جناب رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ای چچا میری اولاد مین سے بارہ خلیفہ مالک
ہونگے پھر میری اولاد مین سے ایک مہدی ہوگا خدا اُسکے کام کو ایک شب مین بنا دے گا اور
اہل سنت نے روایت کی ہی ابو سعید خدری سے کہ فرمایا رسولؐ خدا نے میری امت مین روح مہدی کی
آنا ضرور ہی جسکو خدا ظاہر بظاہر برپا کریگا اور داود و ترمذی نے رسالتمآبؐ سے روایت کی ہی کہ فرمایا
حضرت نے کہ لوگونکے لیے میرے اہل بیت مین سے ایک شخص ہوگا نام اُسکا میرا نام ہوگا -

وقد روينا متواترا ولادة الخلف المنتظر بل روته العامة كما لا يخفى على المتتبع و لقد
قال شيخنا البهائی طاب ثراه فی ذیل شرح حدیث امیر المومنین لکمیل بن زیاد النخعی المشتمل
علی قوله اللهم بلی اه کلاما رشيقا انيقا احببنا ذكره فاستمع لما يقول وهذه عبارته الشريفة
استقامة ما دل عليه هذا الحديث من عدم خلو الارض من امام موصوف بتلك الصفات
وكذا اما يفيده الحديث المتفق عليه بين الخاصة والعامة من قوله صلى الله عليه و اله
من مات ولم يعرف امام زمانه مات ميتة جاهلية ظاهرة على ما ذهب اليه الامامية
من ان امام زماننا هذا هو مولانا الامام الحجة محمد بن الحسن المهدی عليهما السلام
ومخالفوهم من اهل السنة يشنعون عليهم بانه اذا لم يمكن التوصل اليه ولا اخذ

اور ہمارے مذہب مین روایات متواترہ سے ولادت اُس فرزند رسول کی ثابت ہی بلکہ جو لوگ
کتب دیکھتے ہین اُنکو معلوم ہوگا کہ سنیون کے یہان بھی ولادت اُن جناب کی ثابت ہو اور ہمارے
شیخ بہائی طاب ثراہ نے ذیل مین شرح کے اُس حدیث کی جو امیر المومنینؑ نے کمیل ابن زیاد نخعی سے
فرمائی ہی اور اُس حدیث مین اس فقرہ کے تحت مین اللهم بلی الخ نہایت متین و رشیق بحث
کی ہی ہم اُسکے ذکر کو واجب سمجھتے ہین غور سے سنو یہ اُنکی عبارت ہی کہ باقی و قائم رہنا اُن
جناب کا جس پر یہ حدیث دلالت کرتی ہو کہ زمین خالی نہین رہ سکتی بے ایسے امام کے جو ان
صفات مذکورۂ امامت سے متصف ہو اور یہی بات معلوم ہوتی ہو اُس حدیث متفق علیہ شیعہ و
سنی سے جسکو رسولخداؐ نے فرمایا ہی کہ جو شخص مرجاوے اور اپنے زمانہ کے امام کو نہ پہچانے وہ جاہلیت
وکفر کی موت مرا شیعون کے مذہب کی بنا پر تو ظاہر ہی کہ اس زمانہ مین ہمارے امام حضرت حجہ محمدؑ
بن حسنؑ علیہما السلام ہین اور مخالف شیعونکے یعنی اہل سنت شیعون پر ہنستے ہین کہ ایسا امام جس تک
پہونچ ممکن نہین نہ اُس سے۔

المسائل الدینیة عنه فای ثمرة تترتب علی مجرد معرفته حتی یکون من مات ولیس عارفا
به فقد مات میتة جاهلیة والامامیة یقولون لیست الثمرة منحصرة فی مشاهدته و
اخذ المسائل عنه بل نفس التصدیق بوجوده وانه خلیفة الله فی الارض امر مطلوب لذاته
و رکن من ارکان الایمان کتصدیق من کان فی عصر النبی صلی الله علیه و اله بوجوده
ونبوته قد روی عن جابر بن عبد الله الانصاری ان النبی صلی الله علیه و اله
ذکر المهدی فقال ذلك الذی یفتح الله عز وجل علی یدیه مشارق الارض ومغاربها
یغیب عن اولیائه غیبة لایثبت الا من امتحن الله قلبه للایمان قال جابر فقلت
یارسول الله هل لشیعته انتفاع فی غیبته فقال علیه السلام والذی بعثنی بالحق انهم
یستضیئون بنوره وینتفعون بولایته فی غیبته کانتفاع الناس بالشمس وان علاها السحاب

مسائل دینیہ لے سکتے ہین تو محض معرفت سے ایسے امام کی کیا نفع باوجودیکہ حدیث مین ہی کہ جو شخص مرجائے
اور امام زمان کو نہ پہچانے اُسکی موت جہالت کی ہی شیعہ امامیہ جواب مین یہ کہتے ہین کہ امامت کا نفع
محض یہی نہین ہی کہ امام کی زیارت کرے یا مسائل دریافت کرے بلکہ محض تصدیق اُنکے وجود کی اور
اس بات کی کہ وہ زمین پر خلیفۂ خدا ہین یہی کافی ہی اور یہی رکن دین ہی جیسے نبی کے زمانہ مین اُنکی نبوت اور
اُنکے وجود کی تصدیق ضروری تھی جابر بن عبداللہ انصاری نے روایت کی ہی کہ خدمت رسول مین ذکر
ہوا امام محمد مہدی کا حضرت نے فرمایا یہ وہ شخص ہی جسکے ہاتھ سے خدا زمین کو مشرق سے مغرب تک فتح
کریگا غائب رہینگے وہ نظرون سے اپنے دوستون کی بھی جن لوگونکے دل کو خدا ایمان سے آزمالیگا وہی لوگ
اُنکا اقرار کرینگے جابر نے عرض کی یارسول اللہ شیعون کو اُنکی غیبت سے کچھ نفع ہوگا حضرت نے فرمایا قسم
اُس خدا کی جسنے مجھ کو رسول برحق کیا شیعہ اُنھین کے نور سے درخشندہ ہونگے اور اُنکی دوستی سے منتفع ہونگے اور
غیبت مین اُنسے اسطرح منتفع ہونگے جیسے لوگ اُس سورج سے منتفع ہوتے ہین جس پر ابر چھایا ہوا ہو-

ثم قال الامامية وان تشنيعكم علينا مقلوب عليكم لانكم تذهبون الى ان المراد بامام الزمان
فی هذا الحديث صاحب الشوكة من ملوك الدنيا كائنا من كان عالما او جاهلا عدلا
او فاسقا فاى ثمرة يترتب على معرفة الجاهل الفاسق ليكون من مات ولم يعرفه فقد
مات ميتة جاهلية ولما استشعر بعض مخالفيهم ذهب الى ان المراد بالامام فى الحديث
الكتاب وقال الامامية ان اضافة الامام الى زمان ذلك الشخص يشعر بتبديل الائمة فی
الازمنة والقرآن العزيز لا تبدل له بحمد الله على مر الازمان وايضا فالمراد بمعرفة الكتاب
التى اذا لم تكن حاصلة للانسان مات ميتة جاهلية ان اريد بها معرفة الفاظه والاطلاع
على معانيه اشكل الامر على كثير من الناس وان اريد مجرد التصديق بوجوده فلا وجه
للتشنيع علينا اذا قلنا بمثله ثم قال حكى السيد الجليل ذو المناقب والمفاخر رضى الدين

پھر امامیہ تمھارے اس تشنیع کو تم پر اس طرح سے لوٹتے ہین کہ تمھارے مذہب مین اس حدیث مین امام زمان سے
مراد وہ سلطان دنیا ہی جو صاحب شوکت ہو کوئی بھی ہو عالم ہو خواہ جاہل عادل ہو یا فاسق اب بتاؤ
فاسق جاہل کی معرفت سے کیا ثمرہ ہی جسکے نہ جاننے سے جاہلیت کی موت مرنا ہو اور بعض مخالفین
کہتے ہین کہ مراد امام سے اس حدیث مین کتاب خدا ہی امامیہ جواب مین یہ کہتے ہین کہ معرفت امام کی ہر
شخص کو اپنے زمانہ مین لازم ہی اس سے معلوم ہوا کہ تبدیل زمانہ کے ساتھ امام بھی تبدیل ہوتا ہی اور قرآن مجید
غیر متبدل ہی الحمد للہ باوجود بہت زمانہ گذر جانے کے بھی قرآن غیر متبدل ہی لہذا قرآن مراد نہو گا علاوہ
اسکے یہ بتاؤ کہ مراد اس سے کیا ہو گی کہ جو قرآن کو نہ جانے اُسکی موت جاہلیت کی ہو گی مراد اس سے محض
معرفت الفاظ ہی یا معرفت معانی قرآن کی اس صورت مین تو کام بہت مشکل ہو گا بہت سے لوگ ایسے مین
جو الفاظ نہین پڑھ سکتے اور بن پڑھے ہین اور بہت جاہل ایسے ہین جو معنی قرآن کے نہین سمجھ سکتے تو سب کافر
و جاہلیت کی موت مرے اور اگر معرفت سے مراد محض تصدیق وجود قرآن کی ہی تو ہم پر غیبت امام سے

علی بن طاوس قدس اللہ روحہ فی بعض کتبہ ما حاصلہ انہ اجتمع یوما فی بغداد مع
فضلائہا فانجر الکلام بینہما الی ذکر الامام محمد بن الحسن المہدی علیہ السلام وما
یدعیہ الامامیۃ من حیوتہ فی ہذہ المدۃ الطویلۃ فشنع ذلک الفاضل علی من یصدق
بوجودہ و یعتقد طول عمرہ الی ذلک الزمان وانکرہ انکارا بلیغا قال السید رحمہ اللہ فقلت
لہ انک تعلم انہ لو حضر الیوم رجل وادعی انہ یمشی علی الماء لاجتمع لمشاہدتہ
کل اہل البلد فاذا مشی علی الماء وعاینوہ قضوا تعجبہم منہ ثم جاء فی الیوم الثانی آخر
و قال انا امشی علی الماء ایضا فشاہدوا ومشیہ علیہ لکان تعجبہم اقل من الاول
فاذا جاء فی الیوم الثالث آخر وادعی انہ یمشی علی الماء ایضا فربما لا یجتمع للنظر الیہ
الا قلیل ممن شاہد الاولین فاذا مشی سقط التعجب بالکلیۃ فاذا جاء رابع وقال

کیون ہنستے ہو پھر فرمایا ہی کہ سید جلیل صاحب مناقب و مفاخر رضی الدین علی بن طاوس قدس اللہ سرہ
نے اپنے بعض کتب مین حکایت کی ہی کہ ایک روز انکو بعض فضلاے بغداد سے گفتگو کا موقع ملا اور
نزاع اس مسئلہ مین ہو گئی کہ امام محمد بن حسن مہدی علیہما السلام جیسا کہ امامیہ مدعی ہین اس مدت دراز تک
کیونکر زندہ ہین وہ فاضل تمسخر کرنے لگا اُن لوگون کا جو وجود امام کے قائل تھے اور طول حیات کے
معتقد تھے اور بعد اُسنے انکار کیا اُسوقت سید نے کہا دیکھو کسی روز ایک شخص آوے اور مدعی ہو کہ
مین پانی پر چل سکتا ہون تو اُسکے دیکھنے کے لیے تمام شہر جمع ہوگا اور جب وہ پانی پر چلے اور لوگ دیکھ لین تو
کیسا تعجب ہوگا پھر دوسرے روز دوسرا شخص آوے اور وہ بھی مدعی ہو کہ مین پانی پر چل سکتا ہون تو لوگ
اُسکو دیکھ کر کم تعجب کرینگے بہ نسبت سابق کے اب تیسرے روز ایک اور شخص آیا اور وہ بھی مدعی ہوا کہ مین بھی
پانی پر چل سکتا ہون تو اب بہت تھوڑے لوگ اُن مین سے جو پہلے تجربہ کر چکے ہین دیکھنے آوینگے اور بعد دیکھنے
کے اب تعجب بالکل جاتا رہیگا اب اگر چوتھا شخص آکر پانی پر چلنے کا مدعی ہو تو اُن لوگون کا جمع ہونا جو پہلے

انا ایضا امشی علی الماء کما مشوا فاجتمع علیہ جماعۃ ممن شاهد والثلثۃ الاول ثم اخذوا یتعجبون منہ تعجبا زایدا علی تعجبہم من الاول والثانی والثالث لتعجب العقلاء من نقص عقولہم وخاطبوھم بما یکرھون وھذا بعینہ حال المہدی علیہ السلام فانکم رویتم عن ادریس حی موجود فی السماء من زمانہ الی الان ورویتم ان خضر علیہ السلام کذلک فی الارض حی موجود من زمنہ الی الان ورویتم ان عیسی علیہ السلام حی موجود فی السماء وانہ سیعود الی الارض اذا ظہر المہدی ویقتدی بہ فہذا ثلثۃ نفر من البشر قد طال اعمارھم زیادۃ علی المہدی علیہ السلام فکیف لا تتعجبون منہم وتتعجبون من ان یکون لرجل من ذریۃ النبی صلی اللہ علیہ والہ اسوۃ بواحد منہم وتنکرون ان یکون من جملۃ ایاتہ صلی اللہ علیہ والہ ان یعمر واحد من عترتہ وذریتہ زیادۃ علی ما ھو المتعارف من الاعمار فی ھذا الزمان واللہ الہادی انتہی کلامہ اعلی اللہ مقامہ

تین شخصون کو دیکھے ہوے ہین اور اپنے پچھلے تعجب سے زائد تعجب کرنا اسکو عقلا بیوقوفی کہینگے اور برے اور مکروہ الفاظ سے اُنکو یاد کرینگے بعینہ یہی حال ہمارے امام محمد مہدی علیہ السلام کا ہی تم لوگ حضرت ادریسؑ کی نسبت کہتے ہو کہ وہ آسمان پر زندہ موجود ہین اب تک اور اسی طرح سے خضر علیہ السلام کی نسبت کہتے ہو کہ وہ اپنے عہد سے اب تک زندہ موجود ہین اسی طرح سے عیسی علیہ السلام کی نسبت کہتے ہو کہ وہ آسمان پر زندہ موجود ہین اور امام محمد مہدی علیہ السلام کے ظہور کے وقت وہ جناب زمین پر پھر آوینگے اور امامؑ کی اقتدا کرینگے پس یہ تین آدمی بشر سے اب تک زندہ ہین اور انکی عمر تو امام محمد مہدی علیہ السلام سے کہین زائد ہوئی ان لوگون پر تعجب نہین ہوتا اور نبی کی آل مین سے ایک شخص کی عمر پر اسقدر تعجب ہی کہ جو پچھلون کی نظیر ہو اور انکار کرتے ہو اس بات سے کہ منجملہ معجزات جناب رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے یہ ہی کہ اُنکی اولاد مین سے ایک شخص اس عمر متعارف سے

فصل يجب الاذعان بان فاطمة بنت رسول الله سيدة النساء العالمين معصومة
مطهرة عن الذنوب كبايرها وصغايرها واجبة التعظيم لقول النبي فاطمة بضعة مني
من اذاها فقد اذاني ومن اذاني فقد اذى الله ومن اذى الله فقد كفر وغير المعصوم
يجب ايذائه بناءً على وجوب النهي عن المنكر ولدخولها في اية التطهير لانها كانت من
اهل الكساء الذين اذهب الله عنهم الرجس وطهرهم تطهيرا ولانها من اولى القربى
الذين اوجب الله مودتهم وجعلها اجر الرسالة قال جل وعلا قل لا اسئلكم عليه اجرا
الا المودة في القربى ولظهور الكرامات الدالة على عظم شانها عند الله وهي كثيرة جدا
ولنذكر منها اليسير روى سلمان قال دخلت على فاطمة بعد موت ابيها فاتى لينا رطبا

جو دنیا مین معین ہو زیادہ عمر کرے خدا تم کو ہدایت کرے یہان تک کلام تھا شیخ بہاء الدین اعلی
اللہ مقامہ کا۔ فصل واجب ہو اعتقاد اس بات کا کہ فاطمہ بنت رسول اللہ تمام عالم کی
عورتون کی سردار ہین اور معصومہ ہین اور ہر گناہ سے پاک ہین صغیرہ ہو خواہ کبیرہ اور تعظیم
اُنکی تمام امت پر واجب ہو اس لیے کہ رسولؐ خدا نے فرمایا ہو کہ فاطمہؑ میرے جسم کا ٹکڑا ہو جس نے
اُسکو اذیت دی اُسنے مجھے اذیت دی اور جس نے مجھ کو اذیت دی اُسنے خدا کو اذیت دی اور جسنے
خدا کو اذیت پہونچانا چاہی وہ کافر ہو پس اگر معاذ اللہ جناب سیدہ معصومہ نہوتین تو ایذا اُنکی
واجب ہوتی کیونکہ امر بالمعروف ونہی عن المنکر عام ہو کوئی مستثنی نہین اور یہ دونون امر موجب
ایذا ہین اور سب سے بڑی دلیل اُنکے معصومہ ہونے کی یہ ہو کہ آیۂ تطہیر مین داخل ہین اور ردا ے
جناب رسولؐ خدا مین داخل ہوئی ہین جنکی نسبت خدا فرماتا ہو کہ ہم نے اُن سے بدی کو دور کیا
اور گناہون کی آلائش سے پاک کیا اور اس لیے وہ معظمہ واجب الطاعۃ ہین کہ قرابت دار ہین
رسولؐ کی جنکی محبت خدا نے واجب کی ہو اور اجر رسالت قرار دیا ہو چنانچہ خدا وند عالم فرماتا ہو

بقیہ صفحہ ۱۰۱

فی غیر حینہ فتعجبت من ذلک فاکلتہ فلم اجد لہ عجما و رایت فیہ رائحۃ اطیب من رائحۃ
المسک وبقیت ایاما بعدہ لا تشتہی طعاما فسالتہا عن ذلک فقالت انہ رطب اتی
الی من رطب الجنۃ جاء بہ اربع جوار من حور العین الی غیر ذلک المقصد الخامس
فی المعاد وہو مفعل من العود وکان فی الاصل معود نقلت حرکۃ الواو الی ما قبلہا قلبت
الفا فصار معادا وہو ہہنا مصدر میمی والمراد بہ الرجوع الثانی للابدان البشریۃ وافاضۃ
الحیوۃ علیہا وقد اجمع المسلمون بل الملیون علی وقوع المعاد الجسمانی وخالفت فیہ
الفلاسفۃ والحق ہو ما ذہبنا الیہ بوجوہ الاول انعقاد الاجماع علیہ من کافۃ اہل الاسلام

کہدو اے نبی ہم تم سے اپنی رسالت کا کچھ عوض نہین چاہتے سواے اسکے کہ ہمارے قرابت دارون
کو دوست رکھنا اور وہ معظمہ سیدہ عالم اس بنا پر ہین کہ اُن سے ایسے کرامات ظہور مین آئے ہین
جو اُنکی عظمت شان کی دلیل ہین جو پیش خدا ہی اور وہ کرامات بہت سے ہین منجملہ اُنکے یہ ہی کہ
حضرت سلمان ناقل ہین کہ مین بعد وفات جناب رسول خدا خدمت جناب سیدہ مین حاضر ہوا اُن
معظمہ نے غیر فصل مین تازے رطب عطا کیے مجھکو نہایت تعجب ہوا جب مین نے کھایا تو اُس مین
گٹھلی نہ تھی اور مشک سے بہتر اُس مین خوشبو تھی اُسکو کھا کر کئی روز تک مین بھوکا نہ ہوا مین نے
اُن معظمہ سے پوچھا کہ یہ رطب کہان سے آئے فرمایا یہ رطب جنت سے آئے ہین جو چار کمسن حورین
میرے لیے لائی ہین اسکے علاوہ اور بھی کرامات ہین **پانچوان مقصد معاد مین** ہی معاد
وزن پر مفعل کے ہی عود مصدر ہی اور اصل معاد کی معود ہی حرکت واو کی نقل کرکے ماقبل کو دی اور
واو کو الف سے بدلا معاد ہوا اور اس مقام پر معاد مصدر میمی ہی اُس سے مراد یہ ہی کہ دوبارہ پلٹنا
اجسام بشری کا اور اُن مین روح کا حلول کرنا اور اس پر تمام مسلمانون کا اجماع ہی بلکہ تمام ملتیین
معاد جسمانی کی قائل ہین بخلاف فلاسفہ کے اور حق ہمارا ہی مذہب ہی چند وجہون سے ایک یہ

وهو حجة قطعية الثانی ان النبی الصادق اخبر بوقوعه وهو ممکن فی نفسه والله
قادر علی کل مقدور وکل ممکن مقدور لله اخبر به النبی فهو واجب الوقوع والتفصیل یطلب
من مظانه الثالث ان التکلیف من الکلفة وهی مشقة فیجب علی الله التعویض عنها لانه
لولاه لزم الظلم ولا یصح ان یکون ذلک العوض فی هذه الدنیا الفانیة لانها دار
التکلیف لا دار الجزاء مع انا نشاهد ان کثیرا من الظلمة والفجرة یعیشون فی هذا
الدار عیشا رغیدا ویحصل لهم النعماء الدنیویة ولا یحصل لهم جزاء اعمالهم اصلا
فلاجرم یکون دار اخری یحصل فیها عوض مشقتهم وکلفتهم من الثواب الجزیل او
العقاب وهی الدار الآخرة فوجبت اعادة الابدان وافاضة النفوس الیها و یجب

تمام مسلمانون کا معاد پر اجماع ہی اور یہ قطعی دلیل ہی دوسرے یہ کہ سچے نبی نے معاد سے خبر دی ہی
حالانکہ معاد فی نفسہ ممکن الوقوع ہی اور خدا تمام مقدورات پر قادر ہی اور جو خدا کا مقدور ہی اُسکی
نبی نے خبر بھی دی ہی لہذا وہ واجب الوقوع ہوگا اور بہ تفصیل یہ دلیل اپنے مقام پر کتب
کلامیہ مین موجود ہی تیسرے یہ کہ تکلیف مشتق ہی کلفۃ سے اور کلفۃ بمعنی مشقت ہی جب خدا
نے انسان کو مشقت دی تو اُسکا عوض بھی واجب ہی اگر عوض نہ ملا تو ظلم ہوگا اور یہ بھی
درست نہین ہی کہ اسی دنیاے فانی مین عوض مل جاوے اس لیے کہ یہ مقام تکلیف ہی نہ مقام
جزا باوجود اسکے ہم دیکھتے ہین کہ بہت سے ظالم اور فجارہ وہ لوگ دنیا مین ہمیشہ عیش و راحت
مین بسر کرتے ہین اور بڑی نعمتون سے متنعم رہتے ہین اور کوئی پاداش اُنکے کردار بد کی نہین ملتی
لہذا ضرور ہوا کہ آخرت کے ہم قائل ہون جہان عوض مشقت کا مومنون کو ملے اور کلفت احکام الٰہی
کے برداشت کرنے کا عوض ہو ہمیشہ کا ثواب مومنون کو ملے اور سزا گناہگارون کو ہو اور وہ مقام
آخرت ہی پس ضرور ہوا کہ ہمارے جسم اس دنیا مین پلٹائے جاوین اور اُن مین روح ڈالی جاوے اور

التصديق بوجود هذه الدار ونقل المكلفين اليها؟ وترتب الجزاء على اعمالهم ان خيرا
فخيرا وان شرا فشرا- الرابع الايات الدالة على وقوعه والنكير على من جحده كقوله
تعالى وضرب لنا مثلا ونسي خلقه قال من يحيي العظام وهي رميم قل يحييها الذي
انشأها اول مرة وهو بكل خلق عظيم نزلت في ابي ابن خلف فانه مر بمقبرة فاخذ
جمجمة بالية وجاء بها الى النبي وضرب على الارض حتى صارت هباء ثم قال اتن عم
يا محمد ان هذه الجمجمة تعاد مرة ثانية بعد ان صارت هكذا فانزل الله جوابه في
هذه الاية وغيرها من الايات الكريمة تنبيه يجب التصديق بجميع ما اخبر به النبي

تصدیق ایسے گھر کی واجب ہوئی اور مکلفون کا دنیا مین پلٹایا جانا اور اُنکے کردار کی جزا کی
تصدیق ضروری ہوئی جو نیکی کریگا نیکی پاویگا جو بدی کریگا بدی پاویگا دیہی عدل ہی چوتھی
دلیل معاد پر وہ آیات قرآنی ہین جو وقوع معاد پر دلیل ہین اور منکرون کی فہمایش ہی جیسا کہ
خدا فرماتا ہی اور ہم نے ایک ضرب المثل کہی جسکو لوگ بھلا بیٹھے وہ لوگ کہتے ہین کہ کون قادر
ہی کہ گلی سڑی ہڈیون کو پھر زندہ کرسکے کہدو ای محمدؐ وہی زندہ کریگا اُنکو جس نے پہلی مرتبہ اُنکو
بنایا تھا اور وہ تمام مخلوق کو جانتا ہی یہ آیت ابی بن خلف کے بارے مین نازل ہوئی وہ ایک
روز ایک مقبرہ مین داخل ہوا اور ایک پرانی کھوپری آدمی کی اُٹھا لایا اور خدمت رسول
مین لاکر اُسکو چور چور کرڈالا پھر کہنے لگا ای محمدؐ آپ کو گمان ہی کہ یہ پھر زندہ ہوگی باوجودیکہ
یہ سرمہ سا ہوگئی خدا نے اُسکے جواب مین یہ آیت مذکورہ نازل کی اور بھی بہت سے آیات
اس باب مین نازل کیے وبیشک نہایت مدلل جواب ارشاد ہوا ہی کہ اب تو مادہ موجود ہی اُسکا
پھر زندہ کر دینا کیا مشکل ہی ابتدائی حالت کو دیکھو جبکہ کچھ نہ تھا نیست سے ہست کیا اُبی نے
کھوپری خاکستر کر دینے سے یہ خیال کیا تھا کہ مادہ بھی اُسکا فنا ہوگیا یہ اُسکا خیال خام تھا

کالبعث والنشور والخروج عن القبور وان کل نفس لها سایق وشهید وکعذاب القبر

وهو واقع ثابت من القران والسنة وکحضور منکر ونکیر فی قبر المیت وسوالهما عن دینه

وعقایده وکوجود الصراط وهو جسر بین الجنة والنار ادق من الشعر واحد من السیف

تکلف الناس بالمرور علیه ولهم مراتب حسب اعمالهم فمنهم من یمر علیه کالبرق و

منهم من یمر کعدو الفرس ومنهم من یعدو عدوا ومنهم من یمشی مشیا ومنهم من یحبوا

حبوا ومنهم من یرجف رجفا ومنهم من یمشی علی بطنه ومنهم من لا یمشی بل یسقط فی النار

سیکڑون حشرات الارض مرکر زمین مین مل جاتے هین لیکن پہلا عنصر زمین مین اُس سڑے ہوے

ذره مین پھر دوباره روح پھونک دیتا ہی اور ہزارون قسم کے جانور پیدا ہو جاتے ہین تو تنبیه

تصدیق اُن سب باتون کی واجب ہی جسکی نبی نے خبر دی ہو جب نبی کو سچا مان لیا اور خدا

کا علم سمجھا تو اپنی سمجھ مین نه آنے سے وه جھوٹا نہین ہو سکتا جیسے زنده ہو کر حشر ونشر ہونا قبرون

سے مردون کا جی اُٹھنا اور اس بات کا اقرار کرنا ہر انسان کے واسطے ایک ناظر گواه ہے

اور اعتقاد عذاب قبر کا لازم ہی جو قرآن وحدیث سے ثابت ہی اور منکر ونکیر کا قبر مین آکر میت سے

سوال کرنا اُسکے مذہب وعقیده کی نسبت اسکا اعتقاد بھی ضروری ہی اور صراط کا اعتقاد بھی لازم

ہی یه ایک پل ہی بہشت و دوزخ کے درمیان بال سے زائد باریک اور تلوار سے زیاده

باڑھ دار ہی اہل محشر اس پل سے گذر کرینگے مختلف عنوانون سے جیسے اعمال ہون بعض بجلی کیطرح

کوندھ کر نکل جاوینگے بعض کی رفتار اسپ سوار کے مانند ہوگی اور بعض دوڑ کر نکل جاوینگے

اور بعض راه چلنے کی طرح سے چلے جاوینگے اور بعض ہاتھ ٹیک کر جاوین گے اور بعض

کانپتے ہوے جاوین گے اور بعض پیٹ کے بھل چلین گے اور بعض بالکل نه چل سکین گے

بلکه آتش دوزخ مین جا رہین گے۔

عاذنا الله وسائر المومنين من النار ورزقنا وايا هو مرافقة الابرار - وكالميزان و هو ذو الكفتين يوزن فيهما الاعمال وقيل ريد به العدل في الحساب والجزاء - وكانطاق الجوارح قال سبحانه يوم يشهد عليهم السنتهم وايديهم وارجلهم بما كانوا يعملون ولتطاير الكتب قال عز من قائل وكل انسان الزمناه طائره في عنقه ونخرج له يوم القيامة كتابا يلقاه منشورا وكقيام الناس عراة عفاة ووقوفهم للحساب بين يدي الله تبارك وتعالى - وكالثواب والعقاب و ما اعد الله للمطيعين في الجنة من المآكل والمشارب والمناكح والملابس مما لا عين رأت و لا اذن سمعت ولا خطر على قلب بشر وما اعد للعصاة من العقاب والاغلال والحميم و سرابيل القطران اعاذنا الله من عذابه الاليم بحق محمد واله المعصومين ولقد

خدا ہمکو اور سب مومنونکو آتش جہنم سے بچاوے اور ہم سب کو نیکونکا رفیق بناۓ اسیطرح سے میزان کا اعتقاد چاہیے اُسکے دو پلہ ہین جسمین اعمال تولے جاوینگے اور بعض علما کا خیال ہو کہ میزان درحقیقت عدل کا نام ہو جس سے جزا و سزا و حساب ہوگا اور اعضا کے کلام کرنیکا اعتقاد چاہیے جیسا کہ خدا فرماتا ہو وہ دن وہ ہوگا جسمین گواہی دینگی لوگونپر اُنکی زبانین اور ہاتھ اور پیر اُن باتونکی جو اُنسے ہوئی ہین اور لازم ہو اعتقاد نامۂ اعمال کے اُڑنیکا جیسا کہ خدا فرماتا ہو ہر انسان کے گلے مین اُسکا نامۂ عمل لٹکایا جاویگا اور روز قیامت ہر ایک کا نامۂ عمل کھُلتا ہو ملیگا اور اقرار چاہیے کہ روز قیامت لوگ عریان و برہنہ پا محشور ہونگے اور اعتقاد چاہیے اس بات کا کہ لوگ حساب وکتاب کے لیے خدا کے سامنے کھڑے ہونگے اور اعتقاد چاہیے ثواب وعقاب کا اور اُن سب امور کا جو خدا نے جنت مین طاعت گذارونکے لیے معین کیے ہین مثل بہشتی میوونکے اور پینے کیواسطے کوثر و سلسبیل وغیرہ اور پہننے کو لباسِ جنت وغیرہ جنکو کسی آنکہ نے نہ دیکھا ہوگا اور کسی کان نے نہ سنا ہوگا اور کوئی انسان اُسکی خوبیونکو تصور مین نہین لا سکتا ہو اسیطرح سے وہ چیزین جو جہنم مین گنہگارونکے لیے معین ہین عذاب کے لیے مثل طوق وزنجیر و آب جہنم اور آتشین زیر جامون وغیرہ کے خدا اپنے عذاب سخت سے بچاوے بحق محمد اور اُنکی آل معصوم کے اور نہایت عجیب ارشاد ہو ہمارے شیخ امام اہل حدیث قدوۃ الانام

اعجبنی فی ھذا المقام کلام الشیخ الامام قدوۃ الانام شیخنا البہائی طاب ثراہ وجعل الجنۃ مثواہ حیث قال تبصرۃ لعلک تقول انا قد نقیم عند القبر بعد دفن المیت فلا نسمع شیئا من ذلک السوال والجواب والخطاب والعتاب وربما نکشف عن المیت فنراہ فی القبر علی حالہ الذی ترکناہ علیہ ولا نری معہ شیئا من تلک الحیات و العقارب فکیف یمکن التصدیق بما یخالف المشاهدۃ فاعلم ان عدم سماعک و مشاهدتک شیئا من ذلک فی عالم الملکوت لا یمنع من التصدیق بہ فان ھذہ الامور من عالم الملکوت وھذہ الاذن والعین لا یصلحان السماع الامور الملکوتیۃ ومشاهدتھا بل نماید رک ھذہ الامور بحس اخر من الحواس اما تری ان الصحابۃ کانوا یؤمنون نزول جبرئیل علیہ السلام علی النبی صلی اللہ علیہ والہ ویذعنون بان النبی صلی اللہ علیہ والہ کان یشاهدہ وھو یخاطبہ وھم لا یشاهدونہ ولا یسمعون خطابہ فان کنت لا تؤمن بہذا فتصحیح اصل الایمان بالملائکۃ والوحی اهم واوجب علیک من تصحیح الاعمال

شیخ بہائی طاب ثراہ وجعل الجنۃ مثواہ کا جو بصارت کے لیے کہا ہی کہ شاید کوئی کہے کہ ہم نے قبر مین میت کو رکھ کر سنا نہ کچھ سوال جواب ہوتا تھا نہ خطاب و عتاب تھا اور اکثر قبر کھود کر دیکھا تو میت کو اُسی حال پر پایا جیسا اُسے دفن کیا تھا اور سانپ و بچھو کچھ بھی نہ پائے تو جو بات مشاہدہ کے خلاف ہو اُسکی تصدیق کیونکر کر سکتے ہین جواب اسکا یہ ہی کہ عالم ملکوت کی کسی چیز کا سنائی نہ دینا یا دکھائی نہ دینا یہ تصدیق کو اُس شی کے منافی نہین ہی یہ جو کچھ عذاب ثواب ہوتا ہی عالم ملکوت مین ہوتا ہی جسکو ہمارے یہ کان و آنکھ نہین دیکھ سکتے بلکہ ان چیزونکے دریافت کے لیے دوسرا احاسہ چاہیے دیکھو اصحاب رسول جبرئیل کے نزول پر ایمان لائے ہوے تھے اور وہ لوگ معتقد تھے کہ جبرئیل خدمت رسول مین آتے ہین اور آپ اُنکو دیکھتے ہین اور باتین کرتے ہین لیکن اصحاب کو جبرئیل نہین دکھائی دیتے تھے اور نہ اُنسے بات ہوتے سنائی دیتی تھی تو اگر عذاب قبر وغیرہ پر ایمان تمھارا نہین ہی تو اس سے بڑھ کر یہ ہی کہ اصل ایمان کی درستی کی جاوے جو کہ نزول ملائکہ اور نزول

بعذاب القبر وان كنت امنت بذلك وجوزت ان يشاهد النبي صلى الله عليه واله وما لا
يشاهده الامة ويسمع ما لا يسمعونه فجوز مثل ذلك فيما نحن فيه ايضا ومما يكسر صورة
استبعادك ان تتفكر في حال النائم في مجلس فيه جماعة فانه قد يرى في منامه ان عقارب
وحيات تلذعه وان اشخاصا يعاقبونه بانواع العقاب ويصرخون باصوات هائلة
وهو يتالم من ذلك غاية التالم ويتاذى به نهاية التاذي وربما يصيح في اثناء النوم ويرتعد
ويعرق من شدة الاضطراب مع ان الجماعة الجالسين حوله لا يسمعها وهو يشاهدها
في النشاة المنامية فقس على ذلك عذاب القبر وحياته وعقاربه وغرضنا من هذا مجرد التشبيه
والتنبيه وليس القصد ان حيات القبر وعقاربه خيالية ايضا كحيات المنام وعقاربه هيهات
فانها اشد وادهى من حيات اليقظة وعقاربها بل نسبتها اليها كنسبة حيات اليقظة
وعقاربها الى حيات النوم وعقاربها فان الناس نيام فاذا ماتوا انتبهوا انتهى كلامه

وہی ہی یہ اہم و واجب ہی اس سے کہ عذاب قبر وغیرہ پر ایمان لایا جاوے اور اگر تم ایمان لا چکے ہو اس بات پر کہ جو نبی کو دکھائی
یا سنائی دیتا تھا اُسکو امت نہ دیکھ سکتی تھی نہ سن سکتی تھی تو پھر عذاب قبر وغیرہ کی بھی وہی حالت ہی اسپر بھی ایمان لاؤ
اور تمہارے استبعاد کی خیالی صورت اسطرح سے ٹوٹتی ہی کہ اگر تم سونے والے کے حال پر غور کرو اور یہ دیکھو کہ ایک
شخص سو رہا ہی اور اُسکے قریب بہت سے لوگ بیٹھے ہین اُسنے خواب مین دیکھا کہ بچھو سانپ اسکے کاٹ رہے ہین اور لوگ
مجھپر شدید عذاب کر رہے ہین اور خوب بھیانک آواز سے چیخ رہے ہین اور اسکی وجہ سے خواب دیکھنے والا بیحد ڈر رہا ہی اور
بہت متاذی ہو رہا ہی اور کبھی یہ خود خواب مین چیخ اُٹھتا ہی اور کبھی کانپ جاتا ہی اور کبھی اضطراب سے پسینہ پسینہ ہو جاتا ہی
مگر وہ لوگ جو قریب بیٹھے ہین وہ کچھ بھی نہین سنتے حالانکہ سونے والا اُس عالم خواب مین سب کچھ دیکھ رہا ہی اسی پر
قیاس کرو عذاب قبر کو اور سانپ بچھو ونکو قبر کے اس بیان سے غرض ہماری محض تشبیہ ہی اور تنبیہ ہی یہ مقصود نہین ہی کہ
سانپ و بچھو قبر کے بھی خیالی ویسے ہی ہین جیسے سونے مین دیکھے جاتے ہین ہرگز ایسا نہ سمجھو بلکہ قبر کے سانپ بچھو سونے کا

زید اکرامہ واعلم ان شفاعۃ النبی ثابتۃ بالاجماع وقد قال ادخرت شفاعتی لاھل الکبائر
من امتی وکذلک لائمتنا من الشفاعۃ فی عصاۃ الشیعۃ ما للنبی کما تواتر عنھم علیہ السلام
والکافر یستحق الخلود فی النار وکذا من حکم علیھم بالاسلام فی الدنیا لا الاخرۃ واما المومن
الذی خلط عملا صالحا واخر سیئا فان کان السیئ صغیرا فیقع مکفرا وان کان کبیرا فان تاب
وقع مکفرا اجماعا ولا اجاز علی اللہ عفوہ ایضا بل قد یمدح فانہ عفو غفور فان لم یعف اللہ
فان ادرک شفاعۃ النبی والائمۃ لم یعذب لعلو منازلھم عند اللہ وان لم تدرکہ الشفاعۃ
عذب عذابا منقطعا ثم یرد الی الجنۃ لقولہ یخرجون من النار وھم کالفحم فیراھم اھل
الجنۃ فیقولون ھولاء جھنمیون فیومر بھم فیغمسون فی عین الحیوان فیخرجون واخذتھم
کالبدر لیلۃ تمامہ رزقنا اللہ شفاعۃ سید المرسلین وآلہ المعصومین صلوات اللہ علیھم اجمعین

کیا ذکر جاگنے کے سانپ بچھو ولسے کہین بڑھ کر ہین بلکہ قبر کے سانپ بچھو انکو اصلی سانپ بچھو سے وہ نسبت سمجھو جو اصلی کو
خیالی سے ہی ابھی لوگ سو رہے ہین جب مرینگے اُسوقت چونکینگے ختم ہوا کلام شیخ بہائی کا خدا اُنکی بزرگی زائد کرے - اور یہ بھی
اعتقاد چاہیے کہ شفاعت ہمارے نبی کی اجماع سے ثابت ہی خود فرمایا ہی کہ میری امت کے گناہ کبیرہ کرنیوالے میری شفاعت
سے بہرہ یاب ہونگے اسیطرح سے ہمارے اماموںکا گناہگار شیعونکی شفاعت کرنا جیسا کہ نبی کی شفاعت فرمانا اور یہ متواتر
حدیثونسے ثابت ہی اور کفار ہمیشہ کیلیے جہنم مین جاوینگے اُسیطرح سے وہ مسلمان جو دنیا مین محکوم باسلام ہین اور آخرت مین حکم
کفار مین داخل ہین اور ایسے مومنین جو نیک اعمال و بداعمال دونون ملے جلے کیے ہین تو اگر وہ گناہ صغیرہ ہین تو بخشے جاوینگے
اور اگر گناہ کبیرہ ہین اور اُسنے توبہ بھی کی ہی تو بخشا جاویگا اجماعًا اور توبہ اگر نہین کی ہی تو جائز ہی کہ خدا بخش دے اس لیے
کہ خدا کی تعریف مین عفو و غفور کہتے ہین اور اگر خدا نہ بخشے تو پھر اگر نبی یا امام نے شفاعت کر دی ہی تب بھی بخش دیا جاویگا
اسلیے کہ خدا کے نزدیک انکے بڑے مرتبہ ہین اور اگر شفاعت سے محروم رہا تو پھر تھوڑی مدت کے لیے عذاب ہوگا پھر
جنت مین پلٹایا جاویگا جیسا کہ رسولخدا فرماتے ہین کہ یہ گنہگار جہنم سے مثل کوئلے کے جلے ہوے نکالے جاوینگے
جنتی دیکھ کر کہینگے یہ جہنمی ہی ملائکہ اُنکو لیجاوینگے اور نہر حیوان مین غوطہ دینگے پس وہ نکالے جاوینگے اور یہ حالت اُنکی ہوگی
جیسے ماہ شب چاردہ - خدا ہم کو عطا کرے شفاعت سید المرسلین کی اور اُنکی آل معصوم کی سب پر رحمت خدا ہو تمت

غلط نامہ کتاب عجالۂ نافعہ

صفحہ	سطر	غلط	صحیح	صفحہ	سطر	غلط	صحیح
۴	۳	افیسماء	افسماء	۱۲	۷	سے نہ	سے اپنے کو نہ
〃	〃	استدلال	استدل	〃	〃	اس شریک کی	اپنی
〃	۴	المتکلمین	المتکلمون	〃	〃	رکھتے	رکھتا
〃	۵	لمّا	مّا	〃	〃	وہ	اُسمین
〃	۱۰	پہ دلیل مانگی فرمایا	سے سوال کرے پر یہ دلیل مانگی	〃	〃	اپنے گلے لگادے	تجویز کیجاوین
〃	۱۳	جس	اوس	۱۳	۴	الحی	لمحی
۶	۱۶	کو ایک	کو کہ ایک				
〃	۱۷	لہذا علم	لہذا نسبت علم جمیع ممکنات	۱۴	۸	عنہا وکقولہ	عنہا ولقولہ
			مساوی ہوئی اور علم	۱۵	۹	نفی کی	نفی تابید کی
۷	۱۶	اور احادیث	اور بعض احادیث	〃	۱۱	ایسے عظیم کو کون دیکھ سکتا ہی	یہ طلب طلب محال ہی
۸	۱۱	قوت نطق پیدا کردی	پیدا کردیا تھا	〃	〃	بھی اُن کفاروں کو	اس طلب کا ظلم نام
〃	۱۴	متواترہ یعنے	متواتر			ظالم کے نام سے قرآن	رکھا ہے اور عذاب
〃	۱۶	گویائی	تکلم			مین یاد کیا ہی اور ڈرایا ہی	کی وعید کی ہے۔
۹	۲	باقی	باق			اُن لوگونکو۔	
〃	۸	وفات پر	وفات کے قریب	۱۶	۱۸	منتظر رہتا	منتظر رہتا ہون
۱۰	۶	لاثنینیۃ	للاثنینیۃ	۱۷	۴	الله	الیہ
〃	۱۵	جسم	مزاج	〃	۹	یہ معنے	یہ بھی کہ الی الآلاء کا مفرد
۱۱	۱۸	سب کی	اپنی				ہو جسکے یہ معنے۔
〃	〃	آتے	بھیجتا	۱۸	۹	ذات مقدسہ	صفات
〃	۱۹	اوس	وہ	〃	〃	ذات باری	صفات
〃	〃	کی	اپنی	۲۰	۳	یخزی	یجزی
۱۱	۱۹	کرتے	کرتا	۲۱	۱۰	کا استحکام ہوگا	تائید ہوگی

صفحہ	سطر	غلط	صحیح	صفحہ	سطر	غلط	صحیح
۳۱	۱۰	قبح سمعی	قبح کا ادراک سمعی				وجوب الاتباع اور افضل ہونگی خدا
۳۲	۸	چوتھا	تیسرا	۵۰	۷	کالحار	کالجار
〃	۹	پانچوان	چوتھا	〃	۱۸	دریاؤن	ہمسایہ
۳۳	۲۸	چھٹا	پانچوان	۵۱	۱	لا یصح	لا تصح
〃	۱۷	بنی حکم	بنی	〃	۶	وایضا من	وایضاً فیہ من
〃	〃	معصیت کا	معصیت	〃	۱۷	کے افضلیت	کے اس حدیث سی جو افضلیت
۳۹	۷	فیہا	منہا	〃	〃	ہارون ع	امیر المومنین ع
〃	۱۱	تھی مین	تھی کیساتھ	۵۲	۲	دجلا	دجالا
۴۰	۱۵	حلہائے	درجات	〃	۱۰	خواہش کرتے ہین	خواہش کرتے ہین اور خیال
۴۱	۳	لعمومنہ	لعمومننہ				کرتے ہین کہ۔
۴۲	۱۱	خواہشات نفسانی کیوجسے	کو	〃	۱۴	نکاح	مباشرت
۴۶	۲	للحمید	للحمیدی	〃	۱۶	علاوہ	جملہ
〃	۱۳	اور اس آیہ تطہیر مین خدا نے	مین اپنی اہلبیت کی بارہین تمکو	۵۲	۱۶	ہونے کے	مین
		میری اہلبیت کا ذکر کیا ہی۔	خدا کو یاد دلاتا ہون	〃	۱۶	نکاح	مباشرت
〃	۱۴	کہ خدا نے	کہ قسم بخدا	۵۳	۱۵	اسلیے	کے علاوہ
۴۷	۱۰	خدا نے	خدا	〃	۱۶	لعد	لعدی
〃	〃	دور کیا	دور کرے	۵۴	۱۰	ناقل	کہتا ہے
۴۷	۱۴	مقابلہ	مباہلہ	〃	۱۹	یہ میرا دوست ہے	یہی آوین
۴۸	۱۵	نے دونون ہاتھ	دونون	۵۵	۲	ولاجتبہ	والاجتبہ
〃	۱۵	پر رکھے	کے بھل بیٹھی تو کہا قسم بخدا	〃	۳	اعداہ	اعدائہ
〃	۱۶	تو پکارا	اے گروہ	〃	۸	یہ میرا دوست ہے	یہی آوین
۴۹	۴	اومن	اوما	۵۶	۱۱	لوگون نے	لوگون پر
〃	۹	یہ ایسا فضل ہے	اور فضل وہی ہی	〃	〃	کوشش ہی کی اور کچھ نہو سکا	سختی گذری
〃	۱۵	افضل ہوتا ہی خدا	افضل ہوتا ہی بندہ حضرت	۵۷	۱۹	کھولا	اکھاڑا

صفحہ	سطر	غلط	صحیح
۵۸	۷	کھولا	اکھاڑا
״	״	ممبرپر	ممبرکوفرپر
۶۳	۲	الباکیۃ	للباکیۃ
״	۱۳	کلھاڑی	آری
״	״	کلھاڑی	آری
۶۳	۱۶	وہ جھگڑنے لگے	جو وہی تھی اسکو بیچہ عطا ہونیکا حکم ہوا اور جو چکے تھے
۶۴	۴	یدرما	فلم یبدارما
״	۱۴	شریح جناب	شریح کو حکم معلوم ہوا اور جناب
״	״	لایا	آئے
۷۳	۱	صادق اثبت	صادقا ثبت
״	۱۶	جائزنہون	جائزہون
۷۴	۱۲	مین تیرے پاس	یہ عظیم بات
״	״	لیکر آئی ہون	تونے بنائی ہے
״	۱۳	پیش کی	پیش کی جسمین وہ متفرد تھا
״	״	قصد کرتا تھا کہ دیدے	وہ مدعا علیہ تھا
״	۱۹	ان آیات	اس
۷۶	۷	لاحترقتہ	لاحرقتہ
״	۹	وشقی تھے	تھے
۷۹	۱۷	نبھہ	نبہنہ
״	״	فقال المناس	فقال کل الناس
״	۹	سب	اُنکے
״	۱۸	لوگون	عمر
۸۰	۱	لتنود	لتنور

صفحہ	سطر	غلط	صحیح
״	۵	تعطی	یعطی
۸۳	۱۰	نوین	دسوین
״	۱۱	ہرکالے	اہل سواد پر
״	۱۶	بند کرنے لگے	کیطرف دوڑے
״	۱۷	دسوین	گیارہوین
״	۱۹	حالانکہ	اُنھون نے جھوٹ کہا حالانکہ
۸۴	۷	صغانی	ضعانی
״	۹	اور	جنھون نے
״	۹	سے مشرف ہوئے	قبول کرنمین سبقت کی
۸۵	۸	مامنعتینہ	منعتینہ
״	۱۳	خدانے کہ	خدانے ابوذر سے کہ
״	״	ایک تم مین سے	تم
״	۱۴	کریگا	کروگے
״	״	مریگا	مروگے
״	۱۸	جسنے	تونے
״	״	کیا اوسے	کیا جب مین اُسے
״	״	ہون	تھا
״	״	اُسنے مجھکو اسقدر عطا کیا ہے	اب دیا ہے
״	۱۹	وجہ	طرف
۸۶	۱۲	اشعری	اشعری نے
״	۱۳	آیا	بھیجا
		روپیہ	مال
״	۱۴	ایک	کچھ
״	״	آیا	آئے

صحیح	غلط	سطر	صفحہ	صحیح	غلط	سطر	صفحہ
احادیث کی مدون کا مستقیم ہونا	باقی وقائم رہنا	//	۹۵	العاص	الجذم	۱۴	۸۶
غیبتہ	یعنبہ	۸	۹۶	شتقیھ	ھتسقھ	۱	۸۹
غیبتہ	عیبتہ	۹	//	نشئے	نشخ	۲	//
بن	بھی	۱۶	//	نسائہ	نساء	//	//
کو حاصل کرینگے	سے درخشندہ ہونگے	۱۸	//	اجلینا	اجلینا	//	//
تشنیعلم	تشنعلم	۱۰	۹۷	عرب عنقریب اسکو	حربوں کو بپفیوں متعقت	۶	//
لاشتھی	لانشھی	۲	۱۰۱	درست کرینگے۔	ہو نا ہو زبان نہیں ملتی		
حوریں	کم سن	۱۴	//	شور ویر	مجبور	۱۶	//
رعیدا ا	رعینداا	۶	۱۰۲	اگر	یہ کہ	۱۹	//
اکاوس	اورہم	۱۱	۱۰۳	حجۃ خلف منتظر اسم محمد	حجۃ فرزند	۶	۹۰
اور اپنی پیدائش کو	جسکو نوگ	//	//	ماویہم	ماویہم	۵	۹۲
بیٹھا	بیٹھے	//	//	علی بن عیسی	عیسی	۱۱	//
بوسیدہ	سرہسا	۱۶	//	وہ بہی سب رہینگے جبتک	نہیں جمع ہو گئے ہیں بلکہ	۱۵	//
سماع	السماع	۷	۱۰۶	خلیفہ ہونگے	خلیفہ چھوڑتا ہوں	//	//
الہ	والہ	۱	۱۰۷	دین	خدانے لوگوں کو	۱۶	//
سیئاً	شیئا	۴	۱۰۸	شاہ روم انکے نزدیک	اسے سردار کا نہیں چھوڑتا بلکہ	۱۷	//
مقررہ	تھوڑی	۱۸	//	محبوب	واجب	۱۳	۹۵

اعتذار

کتاب بیشک کثرت اغلاط کیوجہ سے بدنما ہوگئی جسکا عذر بدتر از گناہ ہونے کیوجہ سے ہم نہیں بیان کرتے اس مرتبہ معاف فرمائیے۔ فقط

السید احمد عفی عنہ سکریٹری انجمن یادگار علماء

لکھنؤ